جدید تصحیح شدہ ایڈیشن

مال اور اولاد دنیا کی زیب وزینت ہیں (القرآن)

ترجمہ: جس شخص کے یہاں بچے کی ولادت ہو تو اس کا اچھا نام رکھیں، اچھی تعلیم و تربیت کریں پھر جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کا نکاح کرا دیں۔ (الحدیث)

بچوں کی تربیت اور اس کے بنیادی اصول

پسند فرمودہ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب (امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ)

مؤلف

ابو درداء ابن عزیر احمد

ناشر

مکتبۃ العراق جمشید پور

المال والبنون زينة الحياة الدنيا. (سوره کہف:٤٦)

ترجمہ: مال اور اولاد دنیا کی زیب وزینت ہیں۔

بچوں کی تربیت

اور

اس کے بنیادی اصول

پسند فرمودہ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب

امیر: عالمی اتحاد اہل السنہ والجماعت

مؤلف

ابو درداء ابن عزیر احمد

ناشر

مکتبۃ العراق جمشیدپور

نام کتاب	:	بچوں کی تربیت اوراس کے بنیادی اصول
نام مؤلف	:	ابودرداءعراقی
نظر ثانی	:	نائب شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر الدین صاحب قاسمی
تصحیح	:	استاذ القرأۃ والتجوید حضرت مولانا قاری محمد جاوید صاحب قاسمی
صفحات	:	۲۶۱
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	مفتی عبداللہ سہیل، تاج کمپیوٹر چھٹمل پور، سہارنپور
قیمت	:	۱۸۰روپئے
طباعت	:	باراوّل رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق مئی ۲۰۱۹ء
		باردوم جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق فروری ۲۰۲۰ء
ای میل	:	Abudardairaqi7007@gmail.com

ملنے کے پتے

مکتبة العراق جمشید پور

نوٹ: اس مکتبہ کی کتاب، حیدرآباد، ممبئی، گجرات، دہلی، سہارنپور، دیوبند، میں بھی دستیاب ہیں، اس کے علاوہ برائے ڈاک بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

فہرست

فہرست ملک الاسماء

انتساب

احقر اس معمولی کاوش کو چھوٹی بڑی کتابوں کے
مصنف و تمام مشفق اساتذہ کرام اور اپنے مہربان والدین کی
جانب منسوب کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے۔

اور مرحوم نانا جان کے نام جو اپنے گلستاں کے پھولوں کو کھلا ہوا نہ دیکھ
سکے اور اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، اللہ تعالیٰ ان کو خوب غریق رحمت
فرمائے۔آمین

نیز استاذ محترم حضرت مولانا ظفر الدین صاحب کی جانب جن کا یہ عقیدہ ہے:

کاروانِ شوق کو بڑھنے دو منزل کی طرف
ورنہ روکو گے تو کوئی حادثہ ہو جائے گا

اور بزبان علامہ شورش کاشمیریؒ، طلبہ کیلئے جن کا یہ حوصلہ بخش پیغام تھا:

قدم بڑھاؤ کہ روشن ہو منزلوں کے چراغ
بڑھو کہ باغ و چمن کے لئے بہار ہو تم

ابودرداء عراقی

حکیم سید مکرم حسین الحسنی المظاہری
Hakeem Sayyed Mukarram Husain Al-Hasani Al-Mazahiri
خانقاہ قادریہ شفقیہ
Sansarpur Town
Distt. Saharanpur (U.P.) 247129

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا مفتی سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری دامت برکاتہم

خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

زیر نظر کتاب بنام بچوں کی تربیت اور اسکے رہنما (بنیادی) اصول عزیزم محمد ابودرداء عراقی نے مرتب کی ہے، دو چار جگہ سے دیکھا اور پڑھا۔ الحمد للہ! کتاب اپنے مضمون کے اعتبار سے مناسب ہے۔

اللہ رب العزت قبول فرمائے اور امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

میرا مشورہ طلبہ عزیز کیلئے یہ ہے کہ اولاً اپنی تعلیم مکمل کریں اسکے بعد تصنیف وتالیف میں مشغول ہوں۔ والسلام

۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

Molana Muhammad Ilyas Ghumman

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: خانقاہ و مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروسز

E-mail:ilyasghumman@gmail.com

www.ahnafmedia.com

Cell:00923328768787

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. امابعد

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد بھی ہے، اولاد جہاں ایک انمول تحفہ ہے وہیں ایک امانت بھی ہے، اس کی جسمانی نشو نما کا خیال رکھنا ضروری ہے اور اخلاقی تربیت کرنا اچھی عادات پیدا کرنا اور بُری عادات سے بچانے کی کوشش کرنا بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے، خدانخواستہ اگر اولاد کی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی تو وہ بجائے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہونے کے خود والدین اور معاشرے کیلئے وبالِ جان ثابت ہوگی، اسلئے والدین کو احساسِ ذمہ داری کے ساتھ اس فریضے کو نبھانا ضروری ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''بچوں کی تربیت اور اس کے بنیادی اصول'' عزیزم ابو درداء عراقی سلّمہ اللہ کی مرتب کردہ ہے، موصوف کو تحصیلِ علم کے میدان میں وارد ہوئے چند ہی سال گذرے ہیں لیکن مسلسل محنت، کثرتِ مطالعہ اور قابل اساتذہ کی زیرِ تربیت ہونے کی وجہ سے تحریر میں ماشاء اللہ ایک نکھار پیدا ہوگیا ہے، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

عزیزم سلّمہ اللہ نے اس کتاب میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے بہترین مواد جمع کردیا ہے، بندہ نے کتاب کو چند مقامات سے دیکھا ہے، عنوانات اور ترتیب بہت عمدہ اور لائقِ تحسین ہے، والدین اس کتاب کو پڑھیں، ان شاء اللہ تربیتِ اولاد میں اس کو مفید پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم کی اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نواز دے اور اولاد کی تعلیم و تربیت میں اسے مفید بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ واھل بیتہ اجمعین.   والسلام

محتاجِ دعا:

محمد الیاس گھمن

۵ / جنوری ۲۰۲۰ء

(مفتی) ابو القاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند، الہند
(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband
PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel 01336-222429, Fax 01336-222768 E-mail info@darululoom-deoband.com

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

’’بچوں کی تربیت اور اسکے بنیادی اصول‘‘ نامی کتاب کا موضوع اسکے نام سے ظاہر ہے، کتاب کے مرتب درجہ عربی دوم کے طالب علم ہیں لیکن یہ حسن تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ انکے اندر مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، اور ساتھ ہی حاصل مطالعہ کو مرتب کرنے اور ان کو شائع کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوا، یقیناً اس میں انکے تعلیمی ماحول اور اساتذہ وسرپرستان کی نگرانی ورہنمائی کا بڑا دخل ہوگا۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو شخصیتیں اپنی عملی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں نمایاں ہوئی ہیں یا انہوں نے کوئی امتیاز حاصل کیا ہے انکی کامیابی میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی بڑا حصہ شامل رہا ہے، یہ تربیت ماں کی گود سے شروع ہوکر تعلیم گاہ سے گذرتی ہوئی ماحول اور معاشرہ کی آغوش تک اثر انداز ہوتی ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس طرح کامیاب تعلیم کیلئے کچھ اصول وضوابط ہیں جن کی رعایت سے تعلیم مؤثر اور مفید ہوسکتی ہے اسی طرح تربیت کے بھی کچھ اصول اور ضوابط ہیں جن کو پیش نظر رکھنے سے تربیت کے بہتر نتائج ظاہر ہوتے ہیں، پیش نظر کتاب کا یہی موضوع ہے، امید ہے کہ عزیزم ابو درداء عراقی کی یہ کاوش خود ان کی ترقی کا اہم زینہ ثابت ہوگی۔

والسلام

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
خادم دارالعلوم دیوبند

۹/ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۷/دسمبر ۲۰۱۹ء

حضرت الحاج مولانا محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

مہتمم واستاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور (یوپی)

خلیفہ حضرت شاہ سعید صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

امت مسلمہ کی نئی نسل کے تحفظ، دینی مزاج کی حفاظت، انکے اخلاق کی اصلاح کی ہر زمانے میں ضرورت رہی ہے، آج کے حالات میں یہ ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔ اس سلسلے میں اکابر علماء کی کاوشیں رہنما ثابت ہوتی ہیں، علامہ (امام برہان الدین) زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم المتعلم اس سلسلے کا سنگ میل ہے، مگر یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق کوشش جاری ہیں۔

مولوی ابو درداء عراقی سلمہ نے یہ کتاب ترتیب دیکر اس سلسلہ میں رہنمائی کی کوشش فرمائی ہے، مسودہ کے عنوانات سے بلیغ کوشش کا اندازہ ہوا، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ذخیرہ کو نافع بنائے اور مرتب کو مزید علمی جدوجہد کی توفیق بخشے۔ آمین

احقر: محمد اختر عفی عنہ

خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور

۳ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم ادارہ جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت ،مظفرنگر

منظور نذر بیعت مفکر الاسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہٖ اجمعین. امابعد

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام رب ہے جس کے معنی مربی (پالنہار) تمام ضروریات پیدائش سے لیکر موت تک پورا کرنے والا ہے، اللہ رب العالمین نے انسانوں کی تربیت کیلئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس عالم رنگ و بو میں مبعوث فرمایا، اخیر میں سید الاولین والآخرین جنکی صفت "**ادبنی ربی فاحسن تادیبی**" ہے کہ میرے مربی اللہ اور میرے پروردگار نے مجھے بہترین ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا، آپ ﷺ نے تربیت کے سنہرے اصول امت کو سکھائے۔

چنانچہ بڑی مسرت ہوئی کہ عزیزم مولوی ابودرداء عراقی سلمہٗ نے قرآن وسنت کی روشنی میں تربیتِ اولاد کے موضوع پر اپنی کاوش اور مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا اور اس موضوع (بچوں کی تربیت اور اسکے بنیادی اصول) پر ماشاءاللہ بڑی کام کی چیزیں جمع کردی ہیں، جو بچوں کی تربیت میں ایک سنگ میل ثابت ہوگی، یہ موصوف کیلئے صدقۂ جاریہ اور سعادت دارین کا ذریعہ ہوگی۔

راقم بدِل و جان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین یارب العالمین

خاکپائے خدام دین
محمد کلیم صدیقی عفی عنہ

حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

(صدر مفتی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، تلنگانہ)

نحمدهٔ ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

عزیز گرامی قدر ابو درداء عراقی جمشید پوری کا مرتب کردہ رسالہ میرے سامنے ہے، میں نے انکے عناوین اور جن کتابوں سے مواد جمع کیا ہے ان پر سرسری نگاہ ڈالی، بہت مفید مواد نظر آیا۔

آج کل اولاد کی تربیت کا بہت اہم مسئلہ ہوگیا ہے انکی تعلیم کے ساتھ تربیت کی بڑی ضرورت ہے، اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک تربیت کے بعد ہی بنتی ہے، اسکے بغیر وہ دل دکھانے والی، کڑوے گھونٹ پلانے والی، سوہانِ روح بنتی ہے، اور آج اولاد کی زیادتی کا رونا تقریباً ہر محلّہ اور ہر بستی میں ہے، اس حساس مسئلہ پر عزیزم گرامی قدر نے مختصر انداز سے روشنی ڈالی ہے، جو مصروف انسان کی رہنمائی کیلئے بہت مفید ہے۔

ضرورت ہے کہ یہ رسالہ ہر گھر میں ہو، اور والدین اسے پڑھیں، سمجھیں اور اسکے مطابق عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور مرتب کو مزید اصلاحی کتب لکھنے اور امت مسلمہ کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، اور یہ کتاب انکی زندگی کیلئے خشتِ اول کا کام دے۔

وہ تھکن سے ہاتھ تر ہو کر اپنے قلم ☆ تو مزید حرکت دیتے رہیں گے

محمد جمال الدین قاسمی خادم دارالافتاء

دارالعلوم حیدرآباد تلنگانہ



استاذ الحدیث والادب حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ندوی، مدنی، فلاحی

حامداً و مصلیاً، وبعد

پیش نظر رسالہ عزیزم ابوالدرداء عراقی سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کی پیش کش ہے جس میں انہوں نے اپنے چند سالہ مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا ہے، جو مختلف مضامین سے متعلق ہے، ان کو علم کی دہلیز پر قدم رکھے ہوئے ابھی دو تین سال ہی ہوئے ہیں، انہوں نے ''ندائے تحفیظ'' نامی ماہانہ جداری (پٹنہ سمن پورہ) پرچہ میں لکھنا شروع کیا، مسلسل مطالعہ کرتے رہنے اور لکھتے رہنے کی وجہ سے ماشاءاللہ ان کے قلم نے قوت پکڑنا شروع کیا ہے۔

موصوف نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے عنوان پر اچھا مواد جمع کیا ہے جو جامع اور قارئین دونوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

اگر اس طرح مطالعہ و کتابت میں مشغول رہے اور ساتھ ساتھ عربی زبان میں بھی مہارت حاصل کر لی تو اس سے قرآن وحدیث سے استفادہ آسان ہو جائے گا۔ اور قرآنی وحدیثی شواہد سے اپنی تحریر کو معتبر اور قابل اعتماد بنا سکیں گے۔

میں دعاء کرتا ہوں موصوف سلّمہٗ کے علم وعمل میں اللہ تبارک وتعالیٰ خوب خوب برکت عطا فرمائے۔ اور اس رسالہ کو شرف قبولیت سے نواز کر مزید علمی، تألیفی ودینی ترقیات سے نوازے۔ آمین

(حضرت مولانا)

محمد اقبال فلاحی ندوی (دامت برکاتہم)

(استاذ الحدیث والادب مدرسہ فلاح دارین ترکیسر، سورت گجرات)

کلمات تبریک

اولاد کی تربیت ہر دور میں اہمیت کی حامل رہی ہے، فی زماننا اس کی اہمیت وضرورت اور بڑھ گئی، عام طور سے والدین اپنی اولاد کی تربیت سے غافل ہیں، غیر شعوری طور پر تربیت کی طرف کما حقہ توجہ نہیں ہوتی یہ ایک بڑا المیہ ہے۔اسی فکر کومحسوس کرتے ہوئے دارالعلوم فلاح دارین کے متعلم جناب ابودرداء سلمہٗ نے اس موضوع پر ایک کتاب مرتب کی، دوران سفر اس کے عنوانات سنے، بحمدللہ مفید پایا۔دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نافع خلائق بنائے۔آمین

(حضرت مولانا) سید محمود اسعد مدنی

جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند

کلمات تبریک

الحمدللّٰہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین الصطفیٰ. اما بعد!

اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، نکاح کے بعد ہر ماں باپ کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ ہم صاحب اولاد بنیں، پھر ایک دن آتا ہے جب انسان اولاد کی دولت سے مالا مال ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس عطا کردہ پھول سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے، لیکن اگر اس بچے کی تربیت اچھی نہ ہوتو پھر یہ پھول کانٹا بن جاتا ہے جو ماں باپ کے دلوں میں چبھتا ہے اور خون کے آنسو رُلاتا ہے۔

بچوں کی تربیت میں بنیادی چیزیں کیا کیا ہوتی ہیں، عزیزم ....نے مختصر طور پر مرتب کی ہیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید صلاحیتوں کی ترقی سے نوازے۔آمین

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی

حضرت مولانا عبدالمغنی صاحب مظاہری

(ناظم مدرسہ سبیل الفلاح ونائب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت وصدر جمعیۃ علماء گریٹر حیدرآباد، تلنگانہ، آندھراپردیش)

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

اسلام میں اولاد کی تعلیم وتربیت ایک اہم فریضہ ہے، جس کی تمام تر ذمہ داری ماں باپ پر ہے، سورہ تحریم کی آیت نمبر(۶) میں اللہ تعالیٰ کا صاف اور صریح حکم ہے: کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کواور اپنے اہل وعیال کوجہنم کی آگ سے بچاؤ، ہم اور ہماری اولاد ایمان اوراعمال پرمرتے دم تک برقراررہیں گے، تو جہنم کی آگ سے بچ سکیں گے۔

اسلئے ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ شروع ہی سے اولاد کی اسلامی خطوط پر تعلیم وتربیت کا انتظام واہتمام کریں، تعلیم کے ساتھ ساتھ تادیب وتربیت یعنی ذہن سازی بہت ضروری ہے، تاکہ یہ بڑے ہوکرآسانی کے ساتھ دین پر قائم رہ سکیں، تعلیم وتربیت کے باب میں جہاں ''عَلِّمُوْا تَعَلِّمُوْا'' کہا گیا ہے وہیں ''اَدِّبُوْا، اَحْسِنُوْا آدَابَھُمْ'' جیسے جملے کا بھی ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم حافظ ابودرداء عراقی جمشید پوری کو جزائے خیرعطا فرمائے، انہوں نے اس اہم موضوع (بچوں کی تربیت اوراس کے بنیادی اصول) کوقرآن وحدیث کی روشنی میں اکابر کے مضامین پر مشتمل لبریز عنوانات پر مرتب فرمائی ہے، جو ماں باپ کیلئے مشعل راہ ہیں، اللہ تعالیٰ عزیزم کی اس کوشش کوقبول فرمائے اور ماں باپ کواس سے بھرپوراستفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(مولانا) عبدالمغنی مظاہری

خادم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد، تلنگانہ

حرف آغاز

۲۰۱۶ء کی بات ہے احقر مدرسہ تحفیظ القرآن (سمن پورہ پٹنہ) میں درجہ اعدادیہ کا ایک طالب علم تھا، وہاں ندائے تحفیظ کے نام سے ہر ماہ مضامین شائع ہوتے ہیں، جس میں مضمون نگاری کی ذمہ داری بحکم صدر مدرس استاذ محترم حضرت مفتی عبدالرحمٰن قاسمی نے ہر درجہ میں سے ایک طالب علم کا انتخاب کیا، جس میں احقر کو بھی منتخب کیا گیا۔

احقر فن تحریر سے بالکل ناآشنا تھا لیکن ذمہ داری کے احساس نے مطالعہ کا شوق وذوق اور کچھ لکھنے کا شعور پیدا کیا، اور اپنے مشفق ومحنتی اساتذۂ کرام کی بے پایاں شفقت ومحبت اور انکی زیر نگرانی بندہ ہر ماہ غیر مرتب، بے ہنگامہ تحریریں لکھتا رہا، جس کے سبب قلم نے رفتہ رفتہ مضبوطی پکڑنا شروع کر دیا اور کچھ مواد جمع ہو گیا۔ نیز دورانِ سال ۲۰۱۹ء اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان مضامین پر نظر ثانی شروع کی، پھر اسے ایک (File) فائل بنا کر (استاذ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن فلاحی کی خدمت میں حاضر ہوا) استاذ محترم نے مضامین کی ترتیب بتائی اور مزید مفید مشوروں سے نوازا آپ کے مشورہ سے کچھ مضامین میں اضافہ بھی کیا گیا، ماشاء اللہ ان اضافوں کے بعد ان تمام مضامین نے کتابی شکل اختیار کر لی۔

ویسے تو تربیت پر کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، جس سے انگنت افراد اپنی اپنی بساط کے مطابق سیرابی حاصل کی ہے، اور میں نے اس کتاب میں ''من ولدلهٗ ولد فليحسن اسمهٗ وادبهٗ فاذا بلغ فليزوجه'' کی روشنی میں مختصر انداز میں اس حدیث کی وضاحت کی ہے جس میں اسوۂ حسنہ، عبادتِ الٰہی، ضمیر کی بیداری، وعظ ونصیحت اور تربیت کے متعلق قرآن وحدیث کے اصول وضوابط بھی نہایت جامع ومختصر انداز میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اس میں مجھے کتاب سے متعلق کچھ زیادہ عرض نہیں کرنا ہے، کیونکہ جو چیز قارئین کے ہاتھوں میں ہے اس کی اہمیت وافادیت کو وہ بخوبی سمجھ سکتے

ہیں، اور اس سلسلہ میں انہیں کی رائے کا اعتبار بھی ہے۔

البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ فنّی حیثیت سے زیادہ کتاب کی افادی حیثیت کو اہمیت دی گئی ہے۔ کیوں کہ موضوع کا تعلق عملی پہلو سے کچھ اس نوعیت کا ہے کہ اس کو نظریات کی پہنائیوں میں دور تک لے جانا مناسب نہیں۔ افادہ ہی کے پیش نظر کتاب کی زبان بے حد سہل رکھی گئی ہے اور ضرورت کے تحت قرآن وحدیث کے اقوال اور اصولوں کو دہرایا گیا ہے، کیونکہ تربیت کے باب میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارکہ یہی ہے کہ کسی بات کو مناسب موقعوں سے جب بار بار کہا جاتا ہے تو اس کی تاثیر وافادیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

نیز اس حقیقت کے اظہار کو سعادت وخوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی تیاری کے دوران ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق احقر کو نصیب ہوئی اور حسب سابق ادیب العصر حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی، حضرت مولانا سلمان صاحب بجنوری، شیخ الحدیث حضرت مولانا عاقل صاحب سہارنپوری، مفسر قرآن پیر طریقت حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی، شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد صاحب خانپوری اور حضرت مولانا پیر طلحہ صاحب کاندھلوی (ابھی چند روز قبل ہی مرحوم ہوگئے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائیں) ان سب حضرات نے حوصلہ افزائی کی اور ان کی مخلصانہ دعائیں عاجز کو حاصل ہوئیں۔

احقر نے اپنی وسعت کے لحاظ سے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی بنیادی تشنگی باقی نہ رہے اور قلم راہِ حق سے ہٹنے نہ پائے، جہاں تک کوئی روایت نقل کی ہے اس صرف خوف سے کہ مبادہ الفاظ میں ہیر پھیر ہو، یا لفظ کا ترجمہ سَرک جائے، ماخذ ہی کے الفاظ اُٹھا کر رکھ دیے ہیں، لیکن میں ایک بندہ ہی ہوں کوئی چیز ادب کی ترازو سے نکل گئی ہو یا عبارت کے لہجہ میں پھانس آگئی ہو، تو آپ سے درخواست ہے کہ اس رسالہ میں اگر کوئی قابل اصلاح وترمیم یا قابل حذف واضافہ بات نظر آئے تو تنقید کا نشانہ بنانے کے

بجائے از راہِ خیر خواہی مرتب کو مطلع کردیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے اور اس کو مفید سے مفید تر بنایا جا سکے، ہم آپ کے مشورہ جات کیلئے چشم براہ ہیں۔

غلطی کا آنا عین ممکن ہے کیونکہ انسان خطاؤں کا پتلہ ہے، امام عِتابی رحمہ اللہ کا مشہور مقولہ یاد آتا ہے فرماتے ہیں کہ: "مَنْ صَنَّعَ کِتَاباً فَقَدْ اِسْتَشْرَفَ لِلْمَدْحِ اَوِ الذَّمّ فَاِنْ اَحْسَنَ فَقَدْ اِسْتَهْدَفَ لِلْحَسَدِ وَالْغِیْبَةِ وَاِنْ اَسَاءَ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِلشَّتْمِ" ترجمہ: جس نے کوئی کتاب تالیف کی تو وہ تعریف یا مذمت کا نشانہ بن گیا، پس اگر اس نے وہ کتاب اچھی لکھی تو وہ حسد اور نکتہ چینی کی زد میں آ گیا، اور اگر اس نے وہ کتاب اچھی نہیں لکھی تو وہ برائی کا نشانہ بن گیا۔

اخیراً میں صدر مدرس و شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر الدین صاحب قاسمی (مدرسہ عبدالرب دہلی) اسی طرح سابق امام مسجد رشید وقدیم (دیوبند) حضرت مولانا قاری محمد جاوید صاحب (استاذ القرء جامعہ فلاح دارین بلاسپور، مظفر نگر) کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس رسالہ کو اول تا آخر پڑھ کر تصحیح کی، نیز میں ان مصنفین و مؤلفین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے علمی ذخیرہ کا عظیم ترکہ تشنگان علوم و معرفت کیلئے جمع کردیا، اور ان تمام احباب واعزا کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں جنہوں نے از اول تا آخر ہر مرحلہ میں دامے، درمے، قدمے، سخنے کسی بھی نوعیت سے اپنا تعاون پیش کیا۔ باری تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے، اس رسالہ کو مسلمانان عالم کیلئے نافع بنائے، اور اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، اور بندہ کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام

ابو درداء عزیر احمد عراقی جمشید پوری

۲۳ر جنوری ۲۰۲۰ء

الموافق ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ

Mob.: 7870206544

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول

اولاد کے نام کیسے ہوں؟

انسان کے حسب ونسب کی بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اولاد کا سلسلہ جاری کیا۔ اولاد اللہ تعالیٰ کی من جملہ تمام نعمتوں میں سے ایک بیش بہا نعمت ہے۔ وہ دنیاوی زندگی کے لئے گراں قدر نعمت وزینت ہے۔ اور آخرت کے لئے قیمتی سرمایہ اور ذخیرہ ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ بچوں سے محبت وشفقت اور ہمدردی کا معاملہ کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:" كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ "ترجمہ: تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

احادیث مبارکہ میں اولاد کی تربیت، (ا) حسن پرورش پر بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگوں! تم سب اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اچھی تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔ (ابن ماجہ) کیونکہ جس طرح اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق ہیں اسی طرح والدین کے ذمہ اولاد کے کئی حقوق ہیں۔

حدیث قدسی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے، جب بچے کی ولادت ہو تو مربیین بچہ کا پیارا اور پسندیدہ نام رکھیں، قابل عزت، باعث فرحت وبامعنی وباوصف نام تجویز اور منتخب کیا جائے، یہ ایک مستحسن عمل ہے جو خاندان اور سماج میں بچہ کی شناخت

وتعارف کا ذریعہ بنتا ہے۔

بچوں کا پیارا اور عمدہ نام رکھنا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب ہے، حدیث میں ہے "انکم تدعون یوم القیامة بأسمائکم وباسماء آبائکم فأحسنوا اسماء کم" (ابوداؤد، ص:۲۹۴۸) ترجمہ: قیامت کے دن تمہیں تمہارے نام اور تمہارے والد کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا، اس لئے تم بہترین نام رکھو۔

ناموں میں سب سے اچھا اور پسندیدہ وہ نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی اور اس کی حمدوتعریف ظاہر ہوتی ہو۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ بچوں کا برا نام نہ رکھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی بچہ کا برا نام سنتے تو آپ اس کا نام بدل دیتے۔ (ترمذی شریف)

نیز بچوں کو برے لقب سے نہ پکاریں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَاتَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ" (سورۃ الحجرات:۱۱) ترجمہ: تم کسی کو برے لقب (نام) سے نہ پکارو۔

اسی طرح ادھورے نام سے بھی نہ پکاریں۔ مثلاً عبدالرحمٰن سے صرف رحمٰن کہنا، عبدالغفار سے صرف غفار کہنا، چونکہ رحمٰن اور غفار اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہیں اور بندے کو اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے پکارنا صحیح نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جس کسی کا نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام پر ہوتا ہے اس کے شروع میں عبد لگاتے ہیں اور رحمٰن یا رحیم کہہ کر پکارنے سے منع فرماتے ہیں، بلکہ کہا جاتا ہے کہ اسے عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم سے پکاریں۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم شریف، ص:۱۲۳۲) احب اسمائکم الی اللہ عزوجل عبداللہ

وعبدالرحمٰن ,حضرت عراقیؒ نے فرمایا ہے کہ صحابہؓ میں سے تین سو (۳۰۰) صحابہ کے نام عبداللہ تھے۔(منہج التربیۃ ،ص:۶۷) کیونکہ ان دونوں ناموں میں بندہ کی عبدیت ، غلامی وعاجزی،فروتنی وتواضع کا اور اللہ کی وحدانیت ویکتائی کا اظہار واعلان ہے(معارف الحدیث ،ج۶ /۳/ ۲۷،مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۲۰۰۵ء)اور اس طرح کے ناموں سے بار بار اللہ کی یاد بھی تازہ ہوتی رہتی ہے،اور دین وشریعت کی بنیاد بھی اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے پر رکھی گئی ہے،اسلئے ایسے ناموں کو پسند کیا گیا جن میں اللہ کا کوئی صفاتی نام موجود ہوتا کہ بندہ کی عبدیت وغلامی کا اظہار بھی ہو اور اللہ کا ذکر بھی ہو(حجۃ اللہ البالغہ،ج۲/ ۱۴۵)اس طرح کے ناموں کے پسند ہونے کی ایک اور وجہ ہے جس کی طرف حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں'اس طرح کے ناموں میں کافروں، بت پرستوں اور بددینیوں کا مقابلہ بھی ہے کیونکہ کفارومشرکین آج بھی اپنے بچوں کے نام اپنے بتوں،معبدوں،دیویوں اور دیوتاؤں کے نام پر رکھتے ہیں (ایضاً،ج۲/ ۱۴۵) اسلئے اللہ کے نام پر نام رکھنے سے ان کا مقابلہ ہوجاتا ہے،اسی طرح وہ نام بھی اچھا ہے جو پیغمبروں کے نام پر رکھا گیا ہو کیونکہ یہ نام پیغمبروں کے ساتھ نسبت وتعلق کو ظاہر کرتا ہے،حضورﷺ نے فرمایا:"تسموا بأسماء الانبیاء" نبیوں کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھا کرو۔دوسری حدیث میں ہے حضرت سعید بن میسّبؓ فرماتے ہیں "احب لأسماء الی اسماء الانبیاء" کہ انبیاء کے ناموں پر بچوں کے نام رکھا کرو۔

اسی طرح جب آپ اپنے بچوں کا نام رکھتے ہیں تو کسی اہل خیر حضرات کے نام پر رکھتے ہیں اسلئے آپ کیلئے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو ان اکابر کے سوانح اور انکے بچپن کے واقعات وحالات سے آگاہ کریں تاکہ بچے بھی ان کی زندگی کو سن کر یا پڑھ کر ویسا بننے کی کوشش کریں۔لہٰذا بچوں کے نام علماء،صلحاء کے مشورے سے رکھنا چاہئے کیونکہ ناموں کا اثر بچوں کی شخصیت وکردار اور ان کی زندگی پر اثر ہوتا ہے۔

فصل دوم

بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے

انسان کی عمر کا چوتھائی حصہ لڑکپن کا ہے، اللہ نے یہ لمبا وقفہ اسی لئے رکھا ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت اتنی ہمہ گیری سے کرلیں کہ وہ معرکۂ حیات میں قدم رکھنے کے بعد کامیابی وکامرانی کے ساتھ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہوسکیں۔ لڑکپن میں پہلا مرحلہ تعلیم وتربیت کا ہے، اس میں بچوں کی جس طرح تعلیم وتربیت کریں گے، بچے کے ذہن میں نقش ہوتا چلا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: **علموا اولادکم واھلیکم الخیرو أدبوھم** (رواہ عبدالرزاق) ترجمہ: اپنے بچوں کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو اور انکو ادب سکھاؤ۔ بچوں کے لئے تعلیم نہایت ہی ضروری ہے۔

نیز بچوں کی تعلیم کا عمدہ سے عمدہ نظم کیا جائے، اور حصول علم کا موقع فراہم کیا جائے، کیوں کہ ایام طفولیت میں ذہن صاف وشفاف، قوت حفظ مضبوط اور بے پایاں نشاط ہوتا ہے، اس وجہ سے تعلیم وتربیت کے لئے اس مرحلہ کی بڑی اہمیت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**العلمُ فی الصغرِ کالنَّقش علی الحجرِ**" ترجمہ: بچپن کا علم پتھر کے نقش ونگار کی طرح ہے۔ (طبرانی وبیہقی) کیوں کہ بچپن کی یاداشت بہت تیز ہوتی ہے تو بچہ کی (Preminunt Memory) دائمی یاداشت کا حصہ بن جاتا ہے۔

بچوں کو کلمہ کی تلقین کی جائے

بچے کے دل میں ایمان باللہ کو راسخ کریں۔ جونہی وہ بولنا شروع کرے اسے ان الفاظ ومعانی کی تلقین کریں جن سے اللہ تعالیٰ کی محبت ظاہر ہوتی ہو۔ اسے "**لا الـه الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ**" کی تلقین کریں، اسے دین اور امور نافعہ کی تعلیم دیں۔ یہ تمام باتیں سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "اپنے

اولاد کو ادب سکھاؤ، یقیناً آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے اسے کیا ادب سکھایا اور کیا تعلیم دی؟ اور اس سے آپ کے ساتھ حسن سلوک اور آپ کی فرمانبرداری کے متعلق پوچھا جائے گا''۔

اسی طرح دینی واجبات کا قیام بچے کی گھٹی میں ڈالیں تا کہ وہ جسمانی اور عقلی دونوں اعتبار سے ان کا عادی ہو سکے اور کبھی ان سے روگردانی نہ کرے، تعلیم نماز کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں، اور نماز کے ترک پر انہیں مارو جب وہ دس برس کے ہوں اور ان کے بستر جدا کردو۔

بچے کو عمدہ اخلاق کی تعلیم دو مثلاً استقامت، سچ بولنا، اداء امانت، اور بڑوں کا ادب وغیرہ اور اسے ایسی عادات سے دور رکھا جائے جو مروت انسانی کے خلاف ہیں۔مثلاً جھوٹ، غصہ، حسد، کینہ اور چغل خوری وغیرہ۔اگر بچپن میں اسے ان گندی باتوں کی عادت ہوگئی تو بڑی عمر میں ان باتوں سے بچنا ان کے لئے بہت مشکل ہوگا۔

بچہ کی ایسی تربیت کریں کہ وہ قول کا پکا ہو اور اخلاص عمل کی دولت سے مالا مال ہو، بایں طور کہ وہ اپنی زندگی کو بہادرانہ اور جرأت مندانہ گذار سکے اور کسی کی غلط فکر و سوچ کی صحیح انداز میں مدافعت کر سکے۔

بچے کو نیکی کا دھنی بنائیں۔اسے سخاوت و ایثار پر ابھاریں، اور اس کے ذہن میں اجتماعی سوچ پیدا کریں۔

تعلیم بچوں کا واجبی حق ہے

تعلیم بچوں کا واجبی حق ہے اور ماں باپ کی اہم ذمہ داری ہے، تعلیم ہی کے ذریعہ انسان کی پہچان (شناخت) ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ بچوں کو اللہ اور اللہ کے رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق تعلیم دیں۔

تعلیم کے بارے میں قرآن مجید کی تاکید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہات کا ثمرہ ونتیجہ یہ تھا کہ صحابہؓ کے نزدیک تعلیم کی بڑی اہمیت تھی، اور یہ حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ حصول علم وفن میں تعلیم کو اولیت کا مقام حاصل ہے، اور فن کے حصول کو ثانوی درجہ دیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں کو علم حاصل کرنے کا حکم دو۔ اسی طرح حضرت احنف بن قیسؒ سے منقول ہے کہ بچوں کو دیگر کاموں میں مشغولیت سے پہلے ان کو تعلیم دو۔ (اولاد کی تربیت)

بچوں کو قرآن کی تعلیم کب سے دیں؟

بچوں کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کرنا چاہیۓ۔ قرآن مجید پڑھنے اور یاد کرنے کا شوق دلانا چاہیۓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بہت ہی بلیغ ومؤثر اسلوب میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو لازم پکڑو، لہٰذا قرآن کریم سیکھو اور اپنے بچوں کو سکھاؤ، اس کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی اور اس کا تمہیں بدلہ ملے گا، صاحب عقل کے لئے یہی قرآن کریم واعظ ہونے کے لئے کافی ہے۔ (اولاد کی تربیت)

بہرکیف تعلیم ماں باپ کی اہم ذمہ داری ہے اور بچوں کے لئے ماں باپ کی طرف سے تعلیم سب سے قیمتی تحفہ ہے۔

آپ ﷺ نے نہایت واضح انداز میں تاکید فرمائی ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دو اور انہیں اس دور کے لئے تیار کرو جب تم نہیں ہوگے۔

علامہ ابن سیناؒ نے تعلیم کے بارے میں فرمایا کہ جب بچہ تلقین کے قابل ہوجائے اور بات سن کر یاد رکھنے کا اہل ہوجائے تو اسے قرآن مجید کی تعلیم شروع کرادی جائے۔ (تربیت اولاد، خلیل جمعہ: ۱۳۷) متعدد احادیث مبارکہ میں اس سلسلہ میں بہت ترغیب اور بڑی تاکید وارد ہوئی ہے۔ چند احادیث مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بچوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھانا، اگلے اور پچھلے گناہوں کی معافی وتلافی کا

بہترین ذریعہ ہے۔

(۲) جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ (دیکھ کر) قرآن کریم پڑھنا سکھادے تو اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (طبرانی المعجم الاوسط: ۱۹۳۵)

(۳) بچے کا قرآن کریم سیکھنا طے شدہ عذاب سے قوم کی نجات اور حفاظت کا ضامن ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ایک قوم پر طے شدہ فیصلہ کے مطابق عذاب بھیجنے کو ہوں گے، پھر اس قوم کا کوئی بچہ مکتب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے کو سنیں گے اور اس قوم سے چالیس سال تک عذاب اٹھالیں گے۔ (تفسیر کبیر رازی ۱/۱۷۸، بروایت حضرت حذیفہ بن یمانؓ)

اسی طرح علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی عمر میں بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کی بڑی فضیلت وحکمت بیان کی ہے، بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا دین اسلام کا ایک اصول ہے تا کہ ان کی پرورش فطرت کے مطابق ہو اور ان کے قلوب میں سب سے پہلے حکمت کے انوار داخل ہوں، اس سے پہلے کہ نفسانی خواہشات اس پر قابض ہوں اور ضلالت ومعصیت سے ان کے دل سیاہ ہوجائیں۔ (منہج التربیہ، ۲۳۷)

بچوں میں حدیث نبوی ﷺ کا شوق پیدا کیا جائے

بچوں کے دل ودماغ میں قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کی عظمت وحرمت کا احساس پیدا کریں کیوں کہ بچوں کی دین سے وابستگی کے لئے اور دنیا وآخرت دونوں جگہ میں کامیابی وکامرانی کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ صحابہؓ اور ان کے نونہالوں کے اندر یہ عادات وصفات تھیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی حدیث سنتے اسے یاد کرلیتے تھے۔ چنانچہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ احادیث مبارکہ کا شوق بچوں میں ڈالیں۔ لہٰذا قابل غور بات یہ ہے کہ دور حاضر میں ہمتیں پست ہوگئیں،

دین کے لئے معمولی سی مشقت کا برداشت کرنا گراں ہے۔ سستی وکوتاہی، غفلت ولاپرواہی طبائع پر چھائی ہوئی ہے اس لئے آپ حضرات کے سامنے مختصر پُراثر مکمل ومدلل، جامع ومانع چہل حدیث پیش کرتے ہیں اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص چالیس حدیث یاد کرلے وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسے یاد کرلے حق سبحانہ وتقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔ وہ حدیث یہ ہیں:

عَنْ سَلْمَانؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا الَّتِيْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ اُمَّتِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَاهِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكُتُبِ، وَالنَّبِيِّيْنَ، وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ كَامِلٍ لِوَقْتِهَا وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ وَتُصَلِّي اثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَالْوِتْرَ، لَاتَتْرُكُهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ وَلَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئاً وَلَاتَعُقَّ وَالِدَيْكَ وَلَا تَاكُلْ مَالَ الْيَتِيْمِ ظُلْمًا وَلَاتَشْرَبِ الْخَمْرَ وَلَاتَزْنِ وَلَاتَحْلِفْ بِاللّٰهِ كَاذِبًا وَلَاتَشْهَدْ شَهَادَةَ زُوْرٍ وَلَاتَعْمَلْ بِالْهَوٰى وَلَاتَغْتَبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمِ وَلَاتَقْذِفِ الْمُحْصِنَةَ وَلَاتَغُلَّ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَلَاتَلْعَبْ وَلَاتَله مَعَ اللَّاهِيْنَ وَلَاتَقُلْ لِلْقَصِيْرِ يَاقَصِيْرُ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ عَيْبَهُ وَلَاتَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلَاتَمْشِ بِالنَّمِيْمَةِ بَيْنَ الْاَخَوَيْنِ وَاشْكُرْ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى نِعْمَتِهٖ وَتَصْبِرُ عَلَى الْبَلَاءِ وَالْمُصِيْبَةِ وَلَاتَأْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللّٰهِ وَلَاتَقْطَعْ اَقْرَبَآئِكَ وَصِلْهُمْ وَلَاتَلْعَنْ اَحَداً مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَكْثِرْ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَلَاتَدَعْ حُضُوْرَالْجُمُعَةِ

وَالْعِيْدَيْنِ وَاعْلَمْ اَنَّ مَااَصَابَکَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَااَخْطَأَکَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَکَ وَلاَتَدَعْ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

(رواه الحافظ ابو القاسم من عبدالرحمن بن محمد بن اسحاق بن منده والحافظ ابوالحسن علي بن ابی القاسم بن بابويه الرازی فی الاربعين وابن عساكر والرافعی عن سلمان).

(۱) اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات وصفات پر۔(۲) اورآخرت کے دن پر۔ (۳) اورفرشتوں کے وجود پر۔ (۴) اورپہلی کتابوں پر۔ (۵) اورتمام انبیاء پر۔ (٦) اورمرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر۔ (۷) اورتقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ (۸) اورگواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔ (۹) ہرنماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب ومستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو، اور ہرنماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نیا وضو ہرنماز کے لئے کرے اگرچہ پہلے سے وضو ہوکہ یہ مستحب ہے اورنماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اورمستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے۔ چنانچہ دوسری روایت میں وارد ہے ان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ (یعنی جماعت میں صفوں کاہموار کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ رہے یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے)۔(۱۰) زکوٰۃ ادا کرے۔ (۱۱) اوررمضان کے روزے رکھے۔ (۱۲) اگر مال ہوتو حج کرے یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہوتو حج بھی کرے۔(چونکہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لئے اسی کوذکر فرمادیا ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے)۔(۱۳) بارہ رکعات سنت موکدہ روزانہ ادا کرے (اس کی تفصیل دوسری روایات میں اس طرح آئی ہے کہ فجر سے پہلے دورکعت، ظہر سے قبل چار، ظہر کے بعد دورکعت، مغرب کے بعد دورکعت، عشاء کے بعد دورکعت)۔ (۱۴) اوروتر کوکسی رات میں نہ چھوڑے (چوں کہ وہ واجب ہیں اوراس کا اہتمام سنتوں سے

زیادہ ہے۔اس لیے اس کو تاکیدی لفظ سے ذکر فرمایا)۔(۱۵)اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔(۱۶)اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔(۱۷)اور ظلماً سے یتیم کا مال نہ کھاوے۔(۱۸)اور شراب نہ پئے۔(۱۹) زِنا نہ کرے۔(۲۰) جھوٹی قسم نہ کھاوے۔(۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے۔ (۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کرے۔ (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔ (۲۴) عفیفہ (پاک دامن) عورت پر تہمت نہ لگائے (اسی طرح عفیف مرد پر) (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔(۲۶) لہوولعب میں مشغول نہ ہو۔ (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو۔ (۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے بونا مت کہو یعنی اگر کوئی عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا جاتا ہو نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کہ کسی کا نام بدھو پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں۔ (۲۹) کسی کا مذاق نہ اڑائیں۔ (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کریں۔(۳۱) اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں۔ (۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کریں۔ (۳۳) اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوئیں۔ (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق نہ کریں۔(۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔(۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت نہ کریں۔(۳۷) سبحان اللہ، والحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر ،ان الفاظ کا اکثر وردرکھا کریں۔(۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری نہ چھوڑیں۔ (۳۹) اور اس بات کا یقین رکھیں کہ جو کچھ تکلیف وراحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچی وہ کسی طرح بھی پہنچنے والی نہ تھی۔ (۴۰) اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں۔(فضائل اعمال باب فضائل قرآن خاتمہ)

بچوں کے لیے احتیاطی تدابیر

کم عمری میں بچوں کا شعور بیدار نہیں ہوتا ہے، بلکہ ان کے ذہن میں جو بات آتی

ہے وہ مستقل حافظہ کا حصہ بن جاتی ہے۔ایسے میں ضروری ہے کہ مائیں بجائے لوری، گیت اور جھوٹی کہانیاں سنانے کے، نعت، حمد اورانبیاء کے واقعات سنائیں، اورشیر، چیتا، بھوت سے ڈرانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرائیں، مزید یہ کہ ان کے سامنے کلمہ کا ورد اور تلاوتِ قرآن سے خود کو سرشار رکھیں۔اس لئے کہ ہمارے اسلاف کی ماؤں نے اپنی گود کو تربیتی اوراسلامی گہوارہ بنایا تھا،جبھی تو انہیں آج بھی دنیا رجال کی صف میں دیکھتی ہے اورسبق لیتی ہے۔قربان جایئے حضورﷺ کے آپ نے ساڑھے چودہ سوسال پہلے ہی بتادیا تھا (عَلِمُوْا اَوْلادَكُمْ الصلاة اِذَا بَلَغُوْا سَبْعاً) ترجمہ: کہ جب بچہ سات سال کی عمر کوپہنچ جائے تب اسے نماز کی تلقین کرو۔معلوم ہوا کہ جب بچہ اس عمر کوپہونچ جاتا ہے تو اس کے اندر قوتِ حس جاگ جاتی ہے۔زمانۂ حال میں سائنس کی دریافت سورج کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔لاکھ تاریخی حقائق سے روگردانی کرے،مگر گاہے گاہے زبانِ خلق کونقارۂ خدا کے رُموز سے واقفیت ہورہی ہے، اللہ کرے زورِ شباب اورزیادہ۔

بہرحال جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو پہلے اسے دینی درسگاہ سے روشناس کرایاجائے، پھرعصری علوم سے آراستہ کیاجائے ،مگردھیان رہے کہ اہل کلیسا کی نذرہونے سے بچیں۔ساتھ ہی نماز اورعملِ صالح اپنا کر اپنے مالک حقیقی اور محسن انسانیت آقائے نامدارحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوپہچانے اورعلومِ الٰہیہ کے ذریعہ باطل کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر اس کاسدِّ باب کرسکے، القصد! والدین بذریعۂ استفسارات بچوں کا جائزہ لیاکریں، باہر کی ناہموار اورپُرفتن فضا سے ہرگز دوچار ہونے نہ دیں، ان کی نشست وبرخاست، رہن سہن، اورحرکات وسکنات پرکڑی نظر رکھیں، کہ آیا بچہ اسلامی حمیت وشعاراورنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا دلدادہ ہے یا غیروں کی معاشرت کا اور رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع کی کسوٹی پرکھرا اُترسکتا ہے یانہیں؟

فصل سوم

جب میں نے اس عنوان (تربیت) کے تحت لکھنا چاہا تو میرے ذہن میں بہت سے سوالات نے جنم لیا، کیا ہمارے یہاں مثالی بچے پیدا ہوسکتے ہیں؟ کیا ممکن ہے کہ کسی مثالی بچہ کی تربیت ابتداء سے انتہاء تک درست خطوط پر کی جاسکے؟

میں ان سوالات کے جوابات سرسری طور پر نہیں دینا چاہ رہا تھا، انکے جوابات کیلئے میں نے اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا پھر بہت سے ماہرین تربیت سے اکثر وبیشتر شہروں، صوبوں میں بہت سے دوستوں سے ملاقات کی، بہت سے ایسے فضلاء کے سامنے بھی یہ مسئلہ رکھا جو مسندِ تدریس پر رونق افروز ہیں۔

دریں اثناء میں نے یہ عنوان شروع کیا تاکہ میں قارئین کو اس اندازِ تربیت کے متعلق بتلاسکوں، جس پر علماء کرام اور جدید وقدیم مربی حضرات نے زور دیا ہے، سب سے پہلے میں اپنے بڑوں کا مرتب کردہ دستورِ تربیت ذکر کرتا ہوں، اس کے بعد تفصیل سے احقر اپنا مرتب کردہ دستورِ تربیت پیش کرے گا، شاید اس سے ممالک اسلامیہ میں بچوں کی تربیت کے متعلق اٹھنے والے سوالات حل ہوجائیں، ہوسکتا ہے میں بھی اس دنیا میں بچوں کی خدمت کرسکوں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تربیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمتِ عالم، محسن انسانیت اور مثالی معلم ومربی ہیں، آپ ﷺ نے قولاً وفعلاً تعلیم وتربیت کے وہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جن سے تعلیم وتربیت کے قیمتی پہلو اجاگر ہوتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ سے استفادہ کرنے میں عرب وعجم، کالے گورے، اپنے پرائے اور چھوٹے بڑے سبھی برابر ہیں، نیز آپ ﷺ کی تعلیم

وتربیت مثالی ونرالی ہے، آپ ﷺ نے اجتماعی وانفرادی دونوں طرح کی تربیت انجام دی ہے، بڑوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ چھوٹوں کی بھی تربیت کی ہے۔ حضرات صحابہؓ وصحابیاتؓ آپ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب ہوئے اور سعادت دارین سے ہمکنار ہوئے، یقیناً آپ ﷺ کی تربیت کا انداز بہت ہی مؤثر اور دلکش تھا، آپ ہر بات کو اتنے عمدہ طریقہ سے سمجھاتے کہ وہ بات دل و دماغ میں راسخ ہو جاتی تھی، آپ ﷺ کی مثالی تربیت کے نمونوں سے دفاتیر بھرے پڑے ہیں، بطور مثال آپ ﷺ کے تربیت کے ایک دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سات نصیحتیں؛

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں؛

۱۔ تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں گے۔

۲۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔

۳۔ جب بھی تم کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو۔

۴۔ جب تم کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو۔

۵۔ جان لو کہ اگر ساری امت اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے فائدہ پہنچائے تو وہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر اسی چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر تمام لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ تجھے نقصان پہنچائیں تو وہ تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھالئے گئے اور صفحے خشک ہو گئے۔

۶۔ فراخی وکشادگی میں اللہ تعالیٰ کو تم یاد کرو تو اللہ تعالیٰ تجھے تنگی وپریشانی میں یاد رکھیں گے۔

۷۔ یقین کرو کہ مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ اور آسانی مشکل

کے ساتھ ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث شریف میں حقوق اللہ کی حفاظت و پاسداری، ذکرواذکار کی تلقین، اللہ تعالیٰ سے ہی مدد و دعاء اور مدد و نصرت کے سوال کرنے کی کس قدر جامع و مؤثر انداز میں ترغیب وتاکید کی گئی ہے، یقیناً اس حدیث شریف میں روحانی تربیت کا جامع سامان موجود ہے، اور تمام تربیت کرنے والوں کے لئے یہ حدیث شریف بہترین نمونہ ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، اس کے ساتھ ایک بچہ تھا تو آپ ﷺ نے اس بچے سے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے؟ بچے نے جواب دیا کہ یہ میرے والد ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ (بچے!) ان کے آگے مت چلنا، ان کی عار و بدنامی کے سبب بننے والے کام مت کرنا، ان سے پہلے مت بیٹھنا اور ان کا نام لے کر ان کو مت پکارنا۔ (ابن سنی)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مرتب کردہ دستور تربیت

حضرت تھانویؒ کے اصلاح و تربیت سے لاتعداد لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے، اور آج بھی ان کے مواعظ حسنہ اور ان کی کتابوں سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے، یقیناً ان کی کتابوں کا ایک زریں سلسلہ ہے، ان میں سب سے مشہور و معروف، عام وخاص میں یکساں مقبول ہے اور ہر گھر و فرد کی رفیق و اتالیق کتاب بہشتی زیور ہے، یہ کتاب واقعی اسم مسمیٰ ہے اس کتاب میں بچوں کی تربیت کے متعلق بھی بڑی قیمتی و مفید ہدایات ہیں۔ ان میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ بچوں میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے وہ پھر عمر بھر نہیں جاتی وہ یہ ہیں:

(۱) بچوں کے کھانا کھلانے اور دودھ پلانے کے اوقات مقرر کرلیں تاکہ وہ تندرست رہیں۔

(۲) بچوں کو صاف ستھرا رکھیں اس سے تندرستی رہتی ہے۔

(۳) بچوں کی سب ضدیں پوری نہ کریں اس سے عادت بگڑ جاتی ہے۔

(۴) چلّا کر بولنے سے روکیں، بطورخاص لڑکیوں کو ورنہ بڑی ہوجانے کے بعد لڑکیوں میں یہ عادت باقی رہتی ہے۔

(۵) جن بچوں کی عادتیں خراب ہوں یا پڑھنے لکھنے سے دور بھاگتے ہوں ان کے ساتھ کھیلنے کودنے سے روکیں، کیوں کہ صحبت کا اثر پڑتا ہے، حدیث میں ہے آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔

(٦) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے تو مناسب سزا دیں، تاکہ ایسی حرکت آئندہ نہ کرے۔

(۷) صبح سویرے جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں۔

(۸) ان چیزوں سے نفرت دلائیں، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، باتیں بنانا، بے فائدہ باتیں کرنا، حد سے زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بُری بات کا نہ سوچنا (لہولعب یعنی بیجا موبائل میں لگے رہنا) اور جب ان باتوں میں سے کچھ ہو جائے تو فوراً روکیں۔

(۹) بچوں کو بہت سویرے (عشاء سے پہلے) سونے نہ دیں۔ (بچے کی نیند کا نظام الاوقات کچھ اس طرح ہے: ایک مہینہ کا بچہ دن میں آٹھ گھنٹے اور رات میں بھی آٹھ گھنٹے سوتا ہے، تین مہینہ کا بچہ دن میں پانچ گھنٹے، اور رات میں دس گھنٹے سوتا ہے، چھ ماہ کا بچہ دن میں تین گھنٹے اور رات میں گیارہ گھنٹے سوتا ہے۔ دس ماہ اور اٹھارہ ماہ اور دو سال کا بچہ دن میں دو گھنٹے اور رات میں گیارہ گھنٹے سوتا ہے)۔ (مستفاد الفرقان لکھنؤ، دسمبر ۲۰۱۴ء)

(۱۰) بچوں کو عادت ڈلوائیں کہ اپنا کام خود کیا کریں، مثلاً بستر (دسترخوان) بچھائیں اٹھائیں۔

(۱۱) اگر بچے کوئی غلط کام کرلیں تو تنہائی میں اسے سمجھائیں کہ اچھے بچے ایسا نہیں کرتے، پھر بھی اگر نہ مانیں تو مناسب سزا دیں۔

(۱۲) جب سات برس کا ہو جائے تو نماز کی تلقین کریں۔

(۱۳) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو اولاً قرآن مجید پڑھائیں۔

(۱۴) جہاں تک ہو سکے دیندار استاذ سے پڑھوائیں۔

(۱۵) مکتب ومدرسہ (School) بھیجنے میں کبھی رعایت نہ کریں۔

(۱۶) مدرسہ واسکول سے آجانے کے بعد کسی قدر کھیلنے کی اجازت دیں تاکہ ان کا دل بہل جائے۔

(۱۷) ماں کو چاہئے کہ بچوں کو باپ سے ڈراتی رہے۔

(۱۸) کوئی کام محنت کا ان کے ذمہ مقرر کردیں، تاکہ صحت وہمت رہے۔

(۱۹) کبھی کبھی دو چار پیسے دیدیا کریں تاکہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کریں، مگر بچوں کو عادت ڈالیں کہ کوئی چیز آپ سے چھپا کر نہ خریدے۔

(۲۰) اس بات کی سخت تاکید کریں کہ بچہ کوئی کام آپ سے چھپا کر نہ کرے کیوں کہ بچہ اسی کام کو چھپا کر کرتا ہے جسے وہ برا سمجھتا ہے۔

(۲۱) بچوں کو ایسی کتابیں پڑھنے نہ دیں جن میں عاشق ومعشوق کی باتیں یا شرع کے خلاف کوئی مضمون یا بیہودہ قصہ (ناویل) وغیرہ ہوں۔ (موبائل کا بھی یہی حکم ہے)

(۲۲) بچوں کو کھیل تماشہ (سرکس) دکھانے کی عادت نہ ڈالیں۔

(۲۳) اولاد کو کوئی ایسا ہنر سکھادیں جس سے وہ ضرورت ومصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کرکے اپنے اہل وعیال کا گزارہ کرسکے۔

(۲۴) لڑکیوں کو اتنا پڑھنا لکھنا سکھادیں کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

(۲۵) بچوں کواس بات کی اجازت ہرگز نہ دی جائے کہ وہ اپنی صلاحیتوں سے بڑھ کر بوجھ اٹھائیں (یا اسکول وغیرہ کا کام کریں)۔

(۲۶) اگرلڑکا ہےتواس کے سر پر بال بڑے بڑے نہ رکھنے دیں۔

(۲۷) لڑکے کوسفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کریں اور رنگین اورتکلف کے لباس سے اس کونفرت دلائیں اور کہیں ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاءاللہ مرد ہو، ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کریں۔

(۲۸) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالیں زبان سے چال سے، برتاؤ وغیرہ سے۔

(۲۹) جب بچہ سے کوئی خوبی کی بات ظاہر ہواس پر خوب شاباشی دیں لاڈ پیار کریں بلکہ اس کو کچھ انعام دیں۔

(۳۰) بچوں میں فیاضی کی عادت پیدا کریں لیکن ابتداء ہی سے فیاضی اور رشوت کا فرق ہونا چاہئے۔

(۳۱) نیک اور دیندار عورت کا دودھ پلائیں، دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

(۳۲) عورت کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں دوسری ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے، اس سے بچہ کا دل کمزور ہوجاتا ہے۔

(۳۳) اس کا بہت بناؤسنگار (Macup) نہ کریں۔

(۳۴) اگر لڑکی ہے تو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہوجائے زیور نہ پہنائیں۔ اس سے ایک تو انکی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔

(۳۵) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کریں، اسی طرح کھانے پینے کی چیز انکے بھائی بہنوں میں یا اور بچوں کے درمیان تقسیم کروایا

کریں، تاکہ انکو سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ تم اپنی چیزیں انکے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے انہی کی ہو اس کا دلوانا درست نہیں۔

(۳۶) لڑکیوں سے کہو جو کام کھانے پکانے، سینے، پرونے، کپڑے رنگنے، چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کیسے ہو رہا ہے۔

(۳۷) زیادہ کھانے والوں کی برائی اسکے سامنے کیا کرو، مگر کسی کا نام لیکر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی زیادہ کھاتا ہے لوگ اسکو بیل سمجھتے ہیں۔

(۳۸) لڑکی کو زیادہ مانگ اور چوٹی، اور بہت تکلف کے کپڑوں کی عادت نہ ڈالوائیں۔

(۳۹) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

(۴۰) کسی کسی وقت اس کو نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔

(۴۱) ایسی باتیں پڑھاؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا ضروری کارروائی آجائے۔

(۴۲) آتش بازی یا باجا یا فضول چیزیں مول لینے کیلئے پیسے مت دو۔

(۴۳) بچوں کو عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود کیا کریں، اپاہج اور سست نہ ہو جائیں انکو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھانا، صبح سویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں، کپڑوں کی الماری اپنے انتظام میں رکھیں، پھٹا کپڑا خود سی لیا کریں، کپڑے خواہ میلے کچیلے ہوں ایسی جگہ رکھو جہاں کیڑے کا یا چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ (بہشتی زیور)

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی کے اصول تربیت

(۱) بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ماں پُرسکون ہو، خوش ہو اور اسکو خاوند کی تائید حاصل ہو

(۲) بچوں کیلئے دو دعائیں خاص طور سے مانگیں

ا۔ یا اللہ ان کا دل نیکی پر جما دے اور انکو شر سے بچا دے۔

۲۔ یا اللہ بچوں کی تربیت کے بارے میں ہر موقع جو بات ہو میرے دل میں ڈال دیجیے، نمازوں کے بعد، تہجد کے بعد، تلاوت قرآن پاک کے بعد، اسلئے کہ والدین کی دعائیں اولاد کیلئے رائیگاں نہیں جاتی۔

(۳) بچوں کی نظر میں باپ ماں کا ایک مقام بنائے اور بیوی (ماں) باپ کی عظمت کو بٹھائے

(۴) بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا معاملہ کریں (حدیث)

بچوں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت کا سلوک کریں گے تو وہ جلدی تربیت پائیں گے، سختی کا سلوک ہر وقت کریں گے تو وہ جلدی تربیت نہیں پائیں گے، محبت نرمی کی وجہ سے ہوتی ہے بچے سے جو نرمی کی بات کرے بچے اسی کے ہو جاتے ہیں، اسلئے والدین محبت و شفقت دیں گے تو بچوں میں اپنائیت آئیگی پھر وہ آپ کی بات بھی مانیں گے۔

(۵) بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق بات کریں

کیونکہ ان کا ذہن چھوٹا ہوتا ہے۔ "**کلموا الناس علی قدر عقولهم**" لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کیا کرو، بچوں سے واضح گفتگو کریں بسا اوقات آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں اور بچے کچھ اور سمجھتے ہیں۔

(۶) نیک کاموں میں بچوں کی معاونت کریں

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ اسکی اولاد نافرمان نہ بنے تو اسکو چاہیئے کہ نیک کاموں میں بچوں کی معاونت کرے۔ (رواہ طبرانی)

(۷) بچوں کے درمیان مساوات اور برابری رکھیں

چنانچہ بہت سی مرتبہ ماں باپ ایک بچہ (اولاد) کو بہت اہمیت دیتے ہیں پھر اُسے دوسرے بچوں (بھائی بہن) کو جلن ہوتی رہتی ہے، کئی گھروں میں بچوں کو بچیوں پر بڑی

فوقیت دیجاتی ہے، بیٹوں کوتو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے وقت کا شہزادہ ہو یہ غلط بات ہے، بیٹا بھی اولاد ہے اور بیٹی بھی اولاد ہے، قرآن میں سیدنا یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام سے خصوصی انسیت تھی نتیجہ کیا نکلا؟ باقی بھائیوں کے دلوں میں حسد پیدا ہو گیا، اسی طرح ماں باپ جب کسی ایک بچہ کو ترجیح دینا شروع کر دیں گے تو دوسرے کے دل میں جلن پیدا ہو گی، اور اولاد کو ایک دوسرے سے حسد ہوگا۔

(۹) بچوں کی ممکن خواہشات پوری کریں

آپ بہت سی باتیں بچوں کی پوری کر سکتے ہیں مگر بے توجہی کی وجہ سے پوری نہیں کرتے، بچوں کی محبت تو فطری چیز ہے لیکن اگر اس سے پیار کا اظہار کریں گے تو یاد رکھئے آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بچوں کا دل خوش کر دے تو بچہ کا دل خوش ہونے پر خدا (آپ سے) خوش ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

(۱۰) بچوں کی حوصلہ افزائی کریں

اچھے کام پر بچے کو انعام دیں مثلاً بچے نے نماز پڑھی، سچ بات کہی یا کوئی اچھا کام کیا تو اسے ٹافی (چوک لیٹ) آئس کریم لیکر دیدیں آپ خوشی کا اظہار کریں گے تو بچہ پھر پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے لگ جائیں گے اسلئے آپ انکو انعام دیں اور تعریف کریں تاکہ بچہ کی برابر حوصلہ افزائی ہوتی رہے اور اچھے کاموں کا عادی بن جائے۔

(۱۱) بچوں کے اچھے دوستوں کا انتخاب کریں

بچے ماں باپ سے جتنا سیکھتے ہیں اس سے زیادہ اپنے ہم عمر دوستوں سے سیکھتے ہیں ماں باپ اپنے بچوں کو بُرے دوستوں سے بچائیں اس بارے میں بے توجہی ہوتی ہے، ماں باپ دھیان ہی نہیں دیتے کہ ہمارے بچے کن بچوں کے ساتھ کھیلتے ہیں، کن بچوں سے باتیں (واٹس ایپ، فیس بک وغیرہ) کرتے ہیں جیسے آپ اپنے بچہ کو درندے اور موذی جانوروں سے بچاتے ہیں اسی طرح بُرے دوستوں سے بھی بچائیں۔

(۱۲) والدین کو چاہئے کہ خود بھی نماز پڑھیں اور بچوں کو بھی نماز کی تلقین کریں

کیونکہ جب آپ نماز پڑھیں گے تو بچے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کردیں گے اور اگر آپ خود بھی نماز نہ پڑھے تو بچے کہاں سے نماز کے پابند بنیں گے۔

(۱۳) بچوں میں دین کی محبت پیدا کریں

خدانخواستہ کبھی وقت آجائے تو بچہ جان دیدے لیکن دین سے پیچھے نہ ہٹے، جیسا کہ حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے ایک نوجوان صحابی سے فرمایا کہ تم توحید کے ساتھ لگے رہنا حتیٰ کہ تمہیں سولی پر لٹکا دیا جائے یا آگ میں ڈال دیا جائے یا پہاڑ سے نیچے گرادیا جائے، پھر بھی توحید (ایمان) سے پیچھے مت ہٹنا۔

(۱۴) بچوں کو انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنایا کریں

کیونکہ واقعات سن کر بچوں کو تسلی ہوتی ہے اور عمل کا بھی شوق (پیدا) ہوتا ہے، قرآن کریم میں ہے: "وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک"، ترجمہ: قرآن میں یوسف، موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ اور اصحاب کہف کا واقعہ الخ یہ سارے واقعات وقت گزاری کیلئے نہیں ہیں سبق سیکھنے اور سمجھانے کیلئے ہیں، اسی طرح قصص النبیین میں سے آپ ﷺ کا معراج کا واقعہ اسی طرح جنت اور جہنم کی تفصیلات یہ ساری چیزیں سنائیں ان واقعات کو بچے بڑے شوق و ذوق سے سنتے ہیں۔

(۱۵) بچوں کیلئے مناسب کھیل کا انتظام کریں

عام طور سے والدین موبائل، کمپیوٹر میں گیمس لگا کر دیدیتے ہیں اس سے بچوں کی ذہنی تفریح ہوجاتی ہے مگر جسمانی تفریح نہیں ہوپاتی لہٰذا بچوں کیلئے ایسے کھیل کا نظم کیا جائے کہ بچہ کا دماغ اور ذہن اور جسمانی دونوں کی تفریح ہوں، حضرت سیدہ عائشہؓ شادی

کے بعد بھی گڑیوں (Doll) سے کھیلا کرتی تھیں، وہ گڑیا ایسی تھی کہ اسکی آنکھیں نہیں ہوتی تھیں بس شکل سی ہوا کرتی تھی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت صرف ۹ رسال تھی، اللہ کے نبی ﷺ انکو کھیلتا دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے۔

(۱۶) بچوں کو سمجھائیں کہ سینہ بے کینہ ہو

کینہ کہتے ہیں کسی کی کوئی بات ناپسند آئی، کسی سے جھگڑا ہوا، کسی نے تکلیف دی، اسکے بارے میں دل کے اندر ایک دشمنی کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے، ناپسندیدگی کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے اسے کہتے ہیں کینہ، تو سینہ کینہ سے پاک ہو۔

(۱۷) والدین بچہ کا بوسہ لیں

اگر بچہ کا بوسہ لیں گے تو بچوں کے دلوں میں ماں باپ کی محبت بڑھتی ہے، آپ ﷺ کی گود میں حضرت حسن کھیل رہے تھے آپ ﷺ نے انکو بوسہ دیا تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہنے لگے اے اللہ کے نبی ﷺ میرے دس بچیں ہیں اور میں کسی کو بوسہ نہیں دیتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**من لایرحم لایرحم**" ترجمہ: جو بندہ رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۱۸) بچوں کے سر پر ہاتھ پھیریں

اس سے بچوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرے سر کے اوپر کوئی سائبان (چھتری) ہے اور ہم کسی کی ماتحتی (Coverage) میں ہیں کوئی ہمیں اپنا سمجھتا ہے، اسلئے ماں باپ کو چاہئے کہ کبھی کبھی بچوں کو اپنے پاس بلائیں بوسہ لیں، سینہ سے لگائیں، انکے سر پر شفقت اور محبت کا ہاتھ پھیریں۔

(۱۹) بچوں کا مسکرا کر استقبال کریں (Welcome)

جب بچہ اسکول سے آئے تو ماں اپنے کام میں جتنی بھی مصروف ہو کم از کم ایک آدھ

منٹ فارغ کر کے اس بچہ کا استقبال ضرور کریں، اس کو اہلاً وسہلاً ضرور کہیں، اسکو پیار سے بلائیں، محبت کی نظر جب بچہ پر پڑتی ہے تو اسکو اپنے سر پر ایک چھتری (Umberella) محسوس ہوتی ہے، ایک سائبان محسوس ہوتا ہے کہ میرا کوئی بڑا ہے جو میرا خیال کرنے والا ہے، میں اسی کا ہوں یہ اپنائیت کا احساس بچے کی شخصیت کے اندر حسن پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ محبت بچہ کو نہ دیجائے تو اسکے اندر احساس محرومی پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ بہت سے گھروں میں بچے چپ چپ رہتے ہیں اداس اداس نظر آتے ہیں، دوسرے کو دیکھ کر سہم جاتے ہیں ایک دوسرے سے باتیں نہیں کرتے یہ تمام علامات بتاتی ہیں کہ اس بچہ کی پرورش ٹھیک نہیں ہورہی ہے اسلئے ماں باپ کو چاہئے کہ بچہ کو دیکھیں، خوشی کا اظہار کریں۔ آپ ﷺ کے پاس جب کوئی بچہ حاضر ہوتا تو آپؐ کبھی پیشانی پر بوسہ دیتے کبھی رخسار پر اور اس بچہ کو بہت سی مرتبہ اپنی گود میں بیٹھاتے پھر بچہ کے ساتھ ہنسی اور دل لگی فرماتے اور بچہ کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے۔ اسی طرح والدین کو چاہئے کہ جب بچہ پر نظر پڑے تو ضرور مسکرائیں یہ مسکراہت (Smile) بچوں کو اندر خوشی پیدا کر دیتی ہیں، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے۔

(۲۰) بچوں کو رازداری سکھائیں

بعض مرتبہ بچے اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر کرتے ہیں یا سنی سنائی باتیں کرتے ہیں یہ بہت بُری عادت ہے جو دلوں کے اندر فاصلہ کا سبب بنتی ہیں اسلئے بچوں کو سمجھائیں کہ اگر کوئی بات سنی تو خاموشی اختیار کریں ورنہ بچہ ماں کی باتیں باپ کو بتاتے ہیں اور باپ کی باتیں ماں کو بتاتے ہیں اور جب دونوں کے درمیان جنگ ہوتی ہے تو مزے سے بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔

(۲۱) بچوں کو ہر وقت روک ٹوک نہ کریں

ہر وقت بچہ کو ملامت نہ کریں چھوٹی چھوٹی بات پر تنقید نہ کریں کہ تم نے یہ ٹھیک نہیں

کیا؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تم نے ویسا کیوں کیا؟ اسکو تربیت نہیں کہتے یاد رکھئے! ناقد کی ضرورت نہیں ہوتی مصلح کی ضرورت ہوتی ہے اللہ اکبر ہر وقت ملامت کرنا اور وہ بھی بچوں کے سامنے یہ بھی بچوں کے بگڑنے کا سبب ہے اس سے بچے ڈھیٹ بن جاتے ہیں۔

(۲۲) بچوں کی صحت کا خیال رکھیں

ماں باپ کو چاہئے کہ بچہ کا خوب خیال رکھیں (کھانے پینے میں) تاکہ بچہ کی صحت اچھی رہے کیونکہ جب صحت اچھی ہوتی ہے تو دماغ بھی صحت مند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو قوی مؤمن کمزور مؤمن کی بہ نسبت زیادہ پسند ہے۔

(۲۳) بچوں کے اندر عربی زبان کی محبت پیدا کریں

اسلئے کہ قرآن عربی میں ہے آپ ﷺ کی زبان عربی تھی، جنت کی زبان عربی ہے، اسلئے بچہ عربی زبان سیکھے اور جب وہ قرآن پڑھے گا تو عربی ابتداء ہوگی، اب وقت کے ساتھ ساتھ بچہ عربی بھی پڑھے گا اور دیگر زبان بھی۔ (اولاد کی تربیت کے سنہرے اصول)

حضرت سید عبد اللہ صالحؒ کا مرتب کردہ دستور تربیت

حضرت سید عبد اللہ صالحؒ نے "تَربِيَةُ الْاَوْلَادِ فِي الْاِسْلَامِ" کے نام سے ایک بہت ہی جامع کتاب لکھی، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو بڑی مقبولیت دی، عرب وعجم میں یہ کتاب لوگوں کے توجہ کی مرکز بنی، عرب ملکوں میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لی گئی، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ "اسلام اور تربیت اولاد" کے نام سے شائع ہوا، اسی طرح حضرت مولانا قمر الزماں صاحب نے اس کی تلخیص "تربیت اولاد کا اسلامی نظام" کے نام سے پیش کی۔

حضرت مولانا سید عبد اللہ صالح علوان علیہ الرحمہ کی یہ کتاب یقیناً بہت ہی جامع، مدلل اور مفید کتاب ہے، مصنف موصوف نے بہت ہی شرح وبسط سے کام لیا ہے، قرآن، حدیث اور آثار واقوال کا شاندار ذخیرہ جمع فرمایا ہے، یہ کتاب حقیقت میں بہت

ہی بصیرت افروز ہے نیز علامہ موصوف نے کتاب میں جابجا تربیت کے سلسلہ میں ماں باپ اور مربیوں کی خدمت میں ہدایات بھی پیش کی ہیں، جن میں سے خاص دس ہدایات درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان، اس کی عظیم قدرت اور عجیب انداز سے ایجاد وخلق کی جانب بچوں کی اس طرح رہنمائی کریں کہ وہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں غور وفکر کرنے لگ جائیں۔

(۲) بچوں میں خشوع وخضوع، تقویٰ وخشیت الٰہی، اور عبدیت کی روح پیدا کریں۔

(۳) بچوں میں یہ کیفیت پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام حرکات اور حالات میں انھیں دیکھ رہا ہے۔

(۴) مربی (ماں باپ وغیرہ) پر یہ بھی لازم ہے کہ بچے میں محاسبہ کی عادت ڈالیں اور اس کو ایسا (عادی وخوگر) بنادیں کہ وہ اپنا محاسبہ ان برے خیالات اور بے سروپا افکار میں بھی کرے جو اس کے دل میں کبھی کبھار آتے ہوں۔

(۵) مربی کو چاہئے کہ بچے کو سورہ بقرہ کی آخری آیات یاد کرادے اور ساتھ ہی ان آیات میں جو ارشادات اور دعائیں ہیں، ان کو واضح طور سے بیان کرے۔ (تربیت اولاد کا اسلامی نظام: ۱۲۷-۱۲۹)

(۶) بچے کو خیر خواہانہ نصیحت کرتے رہنا چاہئے اور ان کو تعلیم کے حصول کا شوق دلانا چاہئے اور یوں کہنا چاہئے کہ ''دیکھو انسان کا مرتبہ علم سے بڑھتا ہے اور علم لوگوں کو عظیم اور بڑے لوگوں کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے اور علم سے انسان لوگوں کی نظروں میں محترم اور معاشرے میں باعزت بنتا ہے۔ (ایضاً، ۵۶۵) نیز مربیوں پر یہ فریضہ بھی عائد ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے لئے مختلف قسم کے تعلیمی وثقافتی وسائل مہیا کریں تا کہ بچہ پختہ عقل

کا مالک اور دنیاوی زندگی میں علم وفکر کے لحاظ سے کامل ومکمل شخصیت کا مالک ہو۔
(ایضاً،۵٦۷)

(۷) مربی کی اہم ترین ذمہ داری یہ (بھی) ہے کہ بچے کو آزاد اور خود مختار کام پر ابھارا جائے خواہ یہ صنعت وحرفت سے متعلق ہو یا زراعت وکاشت کاری سے، یا تجارت وکاروبار سے، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آزاد و پسندیدہ خود مختار کام کیا کرتے تھے، اور بعض ہنر وصناعت میں مہارت حاصل کرتے تھے۔ (ایضاً،۵۵۰)

(۸) وہ بچے جو تعلیم میں فوقیت لے جاتے ہیں، اگر وہ تعلیم کی آخری منزل تک پہنچنا چاہتے ہوں تو ان کو تعلیم ہی میں مصروف رکھنا چاہئے بشرطیکہ چھٹیوں کے موقع پر اپنے ذوق وپسند کے کام کاج اور صنعت وحرفت سیکھتے رہیں اور وہ بچے جو تعلیم کے میدان میں پیچھے ہیں، ایسے بچوں کو دین ودنیا سے متعلق ضروری تعلیم دینے کے بعد یہ ضروری ہے کہ انھیں کام کاج اور صنعت وحرفت کی طرف متوجہ کریں۔ (ایضاً،۵۵۴،۵۵۵)

(۹) اور بچیوں کو ایسے کام کاج سکھانا چاہئے جو اس کے دائرے اور شخصیت کے مطابق ومناسب ہو مثلاً اس کو آگے چل کر بیوی اور ماں بننا ہے تو اسے بچوں کی تربیت کے اصول اور گھر کی ذمہ داریوں سے متعلق امور سینا پرونا وغیرہ چیزیں سکھانا چاہئے جن کی ضرورت ان کو پڑے گی۔ (ایضاً،۵۵۵)

(۱۰) والدین اور مربیوں کے ذمہ واجب ہے کہ وہ بچے کو یہ بتلادیں کہ اسلام ایسا دین ہے جو دین ودنیا دونوں سے تعلق رکھتا ہے اور اسلامی تہذیب محیط اور کامل ہے۔ (ایضاً،۵٦۹)...میری رائے میں اور اسی طرح بہت سے علماء فلاسفہ اور مفکرین کی رائے میں روحانی اقدار اور معاشرتی وسیاسی نظام، جو دین اسلام نے پیش کیا ہے، یہی اس لائق ہے کہ تمام عالم کے لئے فکر واصلاح اور بنیاد کی فراہمی میں امامت کا فریضہ انجام دے۔
(ایضاً،۵۷۵،۵۷٦)

ان تربیتی خطوط کے علاوہ علامہ موصوف علیہ الرحمہ نے بہت ہی تفصیل کے ساتھ بچوں کی تربیت کے لئے بہت ہی نافع اور مؤثر تجاویز پیش کی ہیں مزید یہ کہ انہوں نے دن رات تربیتی نظام کے مطابق گزارنے کا جامع پروگرام ترتیب دیا ہے اور اخیر میں مربی حضرات کی خدمت میں بہت ہی دردمندانہ اپیل کی ہے، علامہ موصوف رحمہ اللہ رقم فرما ہیں کہ ''اب آخر میں یہ عرض ہے کہ اے مربی حضرات! آپ سب اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیجئے کہ آپ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں اس اسلامی طریقے اور نظام پر عمل پیرا ہوں گے اور ہمت سے کام لیں گے، اگر آپ نے ایسا کرلیا تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی اولاد اصلاح کی سورج اور ہدایت کے چاند اور روئے زمین پر چلنے والے فرشتے ہوں گے۔ (ایضاً،۵۸۶)

علماء وحکماء اسلام کا یہ مرتب کردہ دستور العمل ہے، اس کا ہر ہر دستور کتاب وسنت اور آثار واقوال سلف سے مستفاد ہے، اگر ماں باپ اور معلم ومربی نے اس دستور کے مطابق بچوں کی اصلاح وتربیت کی تو بچوں کا مستقبل تابناک ہوگا اور خاندان ومعاشرہ اور قوم وملت کا نام روشن ہوگا، دین ومذہب کا ہر طرف نور ہوگا، عام وخاص کے صلاح وفلاح کی باد بہاری چلے گی، اور ملک وملت کو استحکام وقرار حاصل ہوگا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

مؤلف کا مُرتّب کردہ دستورِ تربیت

ا۔ خیال رکھیے بچے کے جو افعال بے معنیٰ نظر آتے ہیں وہ انہیں کسی نہ کسی مقصد کے تحت کرتا ہے۔

۲۔ بچے زندگی کے ابتدائی دور میں ہر چیز کو کھیل ہی کی نظر سے دیکھتا ہے یہی اسکی تعلیم کا ذریعہ ہے۔

۳۔ بچے کے ایسے کھیلوں میں جن میں وہ خوشی محسوس کرے کسی طرح کی بھی رُکاوٹ نہ ڈالیے، کیونکہ اس کے ذریعہ وہ بہت سی چیزوں کی حقیقت معلوم کرتا ہے۔

۴۔ اکثر اوقات بچے کی شرارت اسکا ناکام منصوبہ ہوتا ہے اسلئے اسکی ناکامی پر اسکی مدد کیجئے، ناراض ہو کر ہمت شکنی نہ کیجئے۔

۵۔ بچے کے ہر فعل پر اسے شریر مت کہئے ورنہ وہ شرارت کو اپنا معمول بنالیگا۔

۶۔ بچے کی نازیبا حرکت پر اسکی اصلاح کیجئے، اس کی ایسی حرکتوں سے لطف نہ لیجئے ورنہ وہ آپ کو خوش کرنے کیلئے نازیبا حرکتیں کرنے لگے گا۔

۷۔ بدتہذیبی اور بداخلاقی کی روک تھام کیجئے، فارغ اوقات میں بیٹھ کر سوچنے کا موقع دیجئے، اسکی تیزی اور شوخی کو اچھے کاموں کی طرف موڑیے، چیزوں کے بارے میں نئے نئے تجربہ کرنے کی آزادی دیجئے، نئی چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر اکسایئے، ہر شرارت پر ڈانٹ ڈپٹ سے کام نہ لیجئے۔

۸۔ یاد رکھئے! شرارت بچے کی قوت فکر کا پیمانہ ہے، بچے کی لڑائی، جھگڑے کی خصلت کو شروع ہی سے اچھے رخ کی طرف موڑنے کیلئے بچے کے پاس کھیل کود اور مشغولیت کیلئے اتنا سامان ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے بچوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔

۹۔ دوڑ بھاگ کے کھیلوں میں بچے کو خوب حصہ لینا چاہئے تاکہ وہ لڑائی کا موقع تلاش نہ کرے، جب دو بچے آپس میں اُلجھ جائیں تو ان کی لڑائی کو ناراضگی کی لڑائی کے

بجائے مقابلہ کی لڑائی بنادیجئے۔

۱۰۔ بچے کو اچھے کاموں کی نقل کرنے دیجئے اس طرح بچہ زندگی کی ذمہ داریوں کی نقل کرتا ہے، جن کو وہ پسند کرتا ہے۔

۱۱۔ بچے کے گرد ایسا ماحول بنائے کہ جب اسکو نقل کرنے کی خواہش ہو تو وہ نقل کرنے کیلئے اپنے سامنے اچھی ہی چیز پائے۔

۱۲۔ بچے کو شور مچانے دیجئے، دوڑ بھاگ کرنے دیجئے، صرف اس بات کا خیال رکھئے کہ وہ طوفان بدتمیزی نہ مچائے۔

۱۳۔ بچے سچ کے بجائے جھوٹ نہ بولے، جھوٹ بولنا ایک بُری عادت ہے، بچے کو اسکا عادی نہ بننے دیجئے۔

۱۴۔ بچے کوئی غلطی کرے تو اس کی اصلاح محبت اور شفقت کے ساتھ کرنے کی کوشش کیجئے۔

۱۵۔ بچوں کے سامنے اپنے اعلیٰ تصورات اور اقدار کی مثالیں پیش کرکے ان کی تربیت اور ان کے ذہن کی اصلاح کیجئے۔

۱۶۔ جب وہ کوئی اچھا کام کریں تو انہیں ہرگز نہ ٹوکیے، صرف اسی وقت ٹوکیے کہ جب وہ کوئی قابل مذمت حرکت کر رہے ہوں۔

۱۷۔ بچہ کوئی قابل تعریف عمل کرے تو اسے داد دیجئے۔

۱۸۔ بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آیئے، اور خیال رکھئے کہ وہ آپ کی محبت اور شفقت سے متاثر ہو کر آپ کی اچھی باتیں اختیار کرلیں۔

۱۹۔ کسی خاص رویہ کو ترک کرنے کیلئے بچے پر ناروا دباؤ نہ ڈالیں بلکہ یہ کوشش کریں کہ آپ کا سمجھانا بجھانا ہی اسے ناپسندیدہ رویہ سے متنفر کردے۔

۲۰۔ بچوں کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنا اچھی بات نہیں ورنہ بچے یہ خیال کریں گے کہ

یہ روز کا (ڈانٹ) مشغلہ بنالئے ہیں۔

۲۱۔ بچوں کو اگر کبھی سزا دیں تو وہ سزا اس کے قصور کی مناسبت سے ہو، ایسا نہ ہو کہ تھوڑے سے قصور پر بہت زیادہ سزا دے دیں، انہیں شدید جسمانی سزا نہیں دینی چاہئے۔

۲۲۔ بچے جب اس قابل ہوجائیں کہ وہ اپنے کئے ہوئے فیصلوں پر عمل درآمد کرسکیں، تو انہیں انکی ذمہ داریاں خود سنبھالنے دیجئے۔

۲۳۔ آپ بحثیت والدین جس قدر نظم وضبط سے کام لے سکتے ہیں اپنے بچوں سے اس سے زیادہ کی توقع نہ رکھیں۔

۲۴۔ بچوں کے ساتھ مخلص رہئے ان کے ساتھ منافقت اور ریا کاری ہرگز ہرگز نہ برتیں۔

۲۵۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کا بچہ بڑا ہوکر جو کچھ بننا چاہتا ہے (بشرطیکہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو) آپ حسب توفیق اسے ویسا ہی بننے میں اعانت کیجئے۔

۲۶۔ بچے کے سامنے والدین اپنے اختلافات کبھی ظاہر نہ کریں اور نہ اپنے آپس کے جھگڑے میں اس کو شریک یا حصہ دار بنائیں۔

۲۷۔ بچوں کو تعلیمی اداروں (اسکول) کے رحم وکرم پہ نہ چھوڑیئے۔

۲۸۔ بچے کی قسمت کو بنانے اور بگاڑنے میں چار چیزیں دائمی اثر رکھتی ہیں، والدین، استاذ، گھر اور معاشرہ، کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بچے کی شخصیت ان چاروں سے اچھے نقش قبول کریں۔

۲۹۔ بچے کو بے تحاشا پیار کرنا اور حد سے زیادہ حفاظت ونگرانی بچے کیلئے مضر ثابت ہوسکتی ہیں، ایسی صورت میں وہ ساری عمر بچے ہی بنے رہتے ہیں۔

۳۰۔ بچے کی تربیت کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ آج کا بچہ کل کا مرد اور آج کی عورت کی کل کی عورت بنے گی، اور انہی دو افراد سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے، اسلئے بچے کی تربیت کیلئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لانا چاہئے۔

۱۳۱۔ بچے کی تربیت کے سلسلے میں والدین ایک کوتاہی یہ کرتے ہیں کہ حد سے زیادہ لاڈ پیار کر کے بچے کی عادت کو خراب کر دیتے ہیں، یہ نہیں کہ وہ طریقۂ تربیت سے واقف نہیں بلکہ غلبۂ محبت انہیں اجازت نہیں دیتی۔

فصل چہارم

تربیت کیوں ضروری ہے؟

تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ضروری ہے، تربیت کو تعلیم کا مدخل اور بنیاد مانا گیا ہے، تربیت کے بغیر تعلیمی ڈھانچہ قائم نہیں ہوسکتا، تربیت کا اصل کام یہ ہے کہ وہ افراد کو نفسانی، اخلاقی، عملی اور اعتقادی طور پر اس بات کے لئے تیار کرے کہ وہ عملی مادہ کو قبول کر سکے۔ تعلیمی مرحلہ میں انسان کو جو علم سکھایا جاتا ہے اسے بعد کے مرحلہ میں بارآور عملی شکل دینا مقصود ہوتا ہے، اس طرح ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تعلیم و تربیت کے مابین ایک گہرا ربط ہے، اور یہ دونوں ایک عظیم مقصد کے لئے وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دین اسلام میں بچوں کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور حکیمانہ نگہداشت ماں باپ، سرپرست، ذمہ دار اور استاذ کا اہم فریضہ ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اولاد کا ذکر تقریباً تئیس مرتبہ ہوا ہے۔ احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْ آدَابَھُمْ'' (ابن ماجہ) ترجمہ: (اے لوگوں!) تم سب اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اچھی تربیت کے ذریعہ ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ پھر تعلیم دو، قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل اور غافل ہوں گے۔

بچے والدین کے پاس امانت ہیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچہ والدین کے پاس امانت ہے، اس کا پاکیزہ دل ایک قیمتی جوہر ہے، بچے کو بھلائی (اچھے کام) کا عادی بنایا جائے اور اچھی تعلیم دی جائے تو بچے اسی نہج پر پروان چڑھتے ہیں اور دنیا وآخرت میں سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور اگر بچے کو بری باتوں کا عادی بنایا جائے یا اس کی تربیت سے غفلت برتی جائے اور اسے جانوروں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو بدبختی و بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ (بچوں کی تربیت، مولانا سراج الدین ندوی:۱۴۴)

مگر افسوس آج کے معاشرے میں تربیت سے غفلت برتی جارہی ہے۔ تعلیم کو ترقی دی جارہی ہے اور تربیت کے پہلو کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ مزید یہ کہ تعلیم وتربیت کا جو مقصد ہے وہ نظروں سے بالکل اوجھل ہوگیا ہے۔ نیز آج علم کے مختلف شعبوں میں ہمارے پاس ماہرین کی قطعاً کمی نہیں ہے، معاشیات، سماجیات، اور نفسیات کے میدان میں بڑے بڑے ماہرین اور صاحب نظر افراد موجود ہیں لیکن عملی میدان میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور یہی صورت حال یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ تربیت سے تعلیم کو علاحدہ کرکے تعمیر انسانیت کا مسئلہ ناممکن بنتا جارہا ہے۔

لہٰذا آج ہمارے لئے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر اپنے بچوں کو تعلیم دیں، قرآن مجید نے اس شخص کو مردہ قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانے اور اس کی اطاعت نہ کرے۔

بچوں کو آزاد چھوڑ دینے والے قتل اولاد کے مجرم ہیں

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں "اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنَاهُ" (سورہ انعام: ۱۳۳) میں اسی کا بیان ہے، جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال واخلاق

کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے اور ان کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں نیز ایسی غلط تعلیم دلانے کے نتیجہ میں اسلامی واخلاقی حالت تباہ وبرباد ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں اور فرمایا: ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چندروزہ زندگی کو تباہ وبرباد کرتا ہے مگر یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی کو تباہ وبرباد کردیتا ہے۔مگر یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی کو تباہ وبرباد کردیتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ بچے کو معاشرے کا با اعتماد، صالح فرد بنایا جائے اس کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی ہم آہنگ تربیت دی جائے ،جسمانی ،ایمانی ،اخلاقی ، نفسیاتی ،عقلی ،اجتماعی اور جنسی ہر پہلو سے متعلق اسلام کے فطری اصول موجود ہوں ۔لہٰذا مربی کا کام ہے کہ بچے کے مختلف مراحل کے تقاضوں اور خصوصیات کو سمجھے اور ان کی رعایت کرتے ہوئے ان اصولوں کو عمل میں لائے۔

بچوں کی روحانی تربیت

اسلام نے روحانی تربیت کے سلسلہ میں انسانی قلب کو درج ذیل امور کی جانب متوجہ کیا ہے۔

(۱) اول یہ کہ انسان اس وسیع وعریض کائنات پر غور کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کا تصور کرے ،تاکہ دل اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی جانب مائل ہو۔

(۲) دوم یہ کہ انسان دل کو اللہ تعالیٰ کے وسیع علم کی طرف متوجہ کرے اور یہ یقین پیدا کرے کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز اور دلوں کے احساسات وخیالات سے بھی وہ ہر آن مطلع وباخبر رہتا ہے۔

(۳) سوم یہ کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خشوع پیدا کرے اور دل کو دنیا کے لہو ولعب سے ہٹا کر اخروی نعمتوں کی طرف راغب کرے۔

ان امور سے انسان کے احساس وشعور میں تیزی پیدا ہوگی اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد

میں مائل ہوگا اور اس کے نتیجہ میں روح کا ارتقاء اور اس کی صفائی حاصل ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الفطرةِ" (بخاری ۱۳۸۵) ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا دل ودماغ بالکل خالی ہوتا ہے، پھر وہ جس ماحول میں پرورش پاتا ہے اور پروان چڑھتا ہے اگر وہ اس فطرت سے ہم آہنگ ہے تو وہ کامل انسان، پیغمبروں کے مشن کا علم بردار، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا سچا پیرو ہوگا اور اگر ماحول اس فطرت سے میل نہیں کھاتا ہے تو اس پر بگاڑ کی سیاہیاں جمنے لگتی ہیں اور آہستہ آہستہ اس فطرت کے برخلاف بچہ غلط راستہ و مذاہب اور بری صحبت کا پیرو ہوجاتا ہے۔

لہٰذا مربی کا اولین فریضہ ہے کہ بچے کی اس فطرت کو نکھارے، اسے اس کی عمر کے لحاظ سے ان اصولوں کا خوگر بنائیں جن کے مجموعے کا نام اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے، یہی اصول اور یہی دین بچے کی اس فطرت سے ہم آہنگ ہے، اس لئے کہ اس فطرت اور اس کے خاصہ کا خالق اللہ ہے۔ اور دین اسلام کا خالق بھی وہی ہے۔

اسلام زندگی کے ہر مرحلہ میں تربیت وتوجہ کا قائل ہے

اسلامی تربیت کو ممتاز کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے کہ اسلام زندگی کے ہر مرحلہ میں تربیت وتوجہ کا قائل ہے، یعنی تربیت کا عمل صرف تعلیمی زندگی تک محدود نہیں ہے، بلکہ انسانی زندگی کے جس مرحلہ میں بھی ہو اسے تربیت کی ضرورت ہے، اس لئے اسلام نے "امر بالمعروف نهي عن المنكر" کا زریں اصول وضع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرد کو ہر جگہ اور ہر وقت نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، یہ ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے، اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تربیت کے لئے عمر کے کسی مرحلہ کی قید نہیں۔

اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ صرف خواندہ طبقہ کی تربیت پر توجہ دی جائے اور عملی

میدان میں اسے ایک صالح انسان بنایا جائے، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ناخواندہ طبقہ کو بھی صحیح عملی تربیت دی جائے، اوران کی فکری زندگی میں جو خلا باقی رہ گیا ہے اسے عملی تربیت سے کسی حد تک پُر کیا جائے، بلکہ غور سے دیکھا جائے تو یہی طبقہ عملی تربیت کا زیادہ محتاج ہے، اس کے اندر شرعی مسائل، احکام کوخود بخود سمجھنے کی قدرت نہیں بلکہ کسی دوسرے کی رہنمائی کی ضرورت ہے، اس لئے ہر مربی کا فرض ہے کہ وہ امت کے ناخواندہ طبقہ کی اصلاح کے لئے غیر معمولی کوشش کرے۔

دنیا میں آنے والے ہر بچے کو اسلامی تربیت اور اسلامی رنگ میں رنگا جائے، قرآن مجید میں ہیں ”صِبْغَةَ اللّٰه“ (سورہ بقرہ:۱۳۸) ترجمہ: اللہ کا رنگ اختیار کرو، یعنی بچوں کو عقیدہ توحید و رسالت اور عقیدہ آخرت کے ساتھ پروان چڑھایا جائے۔

اب اس کے بعد تفصیلاً بچوں کی تربیت کے متعلق جو جو پہلو ہوتے ہیں ان کو اول تا آخر ذکر کیا جاتا ہے۔

تربیت کی پہلی سیڑھی

۱۔ اخبارات کی چیختی سرخیاں اس حقیقت کو آشکار کرتی ہیں کہ ہمارے شہری اور دیہاتی علاقوں میں جرائم روز کا معمول بن گئے ہیں، زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اکثر یہ جرائم ۸رسال سے ۱۸رسال کی عمر تک کے نوجوان کرتے ہیں۔

۲۔ بہت سے والدین اپنے بچوں کی صحیح تربیت سے غفلت برتتے ہیں، بچوں کو صحیح راہ کی طرف لے جانا اتنا آسان نہیں جبکہ انکے اِرد گرد تمام اسباب انہیں برائی کی طرف مائل کرتے ہیں، اکثر ایسے بچے اپنی ان ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں جو شاید بے ہنر اور بیروزگار ہیں اوران کے والدین انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

۳۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بچے اچھے ہوں تو پہلے آپ خود اچھے بنیں، آپ کو خود بھی ایسے ہی بننا چاہئے جیسے اپنے بچوں کو بنانا چاہتے ہیں، بچے بہت بڑے نقال ہوتے

ہیں وہ ہماری ہر طرح کی عادت اپناتے ہیں اور امی ابو بن کر کھیلتے ہیں، جیسے جیسے وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں ان کا کردار حقیقت میں ڈھلتا چلا جاتا ہے، اگر آپ دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں تو اپنے بچے کو جھوٹ بولنے اور چوری میں شامل ہونے سے نہیں روک سکتے۔ اگر آپ خود غیر مہذب زبان استعمال کرتے ہیں تو پھر اپنے بچے کے دوسروں سے گندی زبان میں گفتگو کرنے پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے، اگر آپ خود باکردار نہیں تو پھر آپ کی اولاد جنسی بے راہ روی کا شکار ہو تو آپ اسے کیا کہہ سکتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے غلط راہ پر نہ چلیں تو اپنے آپ کو ان کے سامنے بہتر طور پر پیش کرنا چاہیئے، صرف باتیں کرنے کے بجائے انہیں عملی نمونہ دکھانا چاہیئے۔

۴۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ آپ کے بچے کی زندگی میں آپ سے زیادہ اور کوئی چیز اہمیت کی حامل نہیں، آپ ٹیلی ویژن دیکھتے اور دوستوں کے ساتھ سیر وتفریح میں وقت گزارتے ہیں مگر اپنے بچوں کیلئے آپ کے پاس کوئی وقت نہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ من مانی راستے پر چل نکلیں گے۔ بچے ہمارا مستقبل ہیں اور ہمیں ان کے بہتر مستقبل کیلئے اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانا چاہیئے، شاید آپ کو اس بات کا اندازہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت میں آپ پر بڑی بھاری ذمہ داری ڈالی ہے۔

۵۔ آپ اپنے گھر میں ہمیشہ مثبت سرگرمیوں کو فروغ دیں اور اپنے بچوں کیلئے دن کا کچھ حصہ وقف کریں اور انہیں پوری اہمیت دیجئے، اس باہمی ملاقات کے دوران انہیں بے تکلفی اختیار کرنے کا موقع دیجئے، شاید آپ کو ایسا کرنے میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ دادا، دادی اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کو بھی بچوں کی پرورش میں اپنا مددگار بنائیے، ماں کو بچوں کی تربیت کیلئے باپ کے تعاون کی خاص طور پر ضرورت ہے، نیز اجتماعی خاندان میں بچوں کی تربیت کامیابی سے کی جاسکتی ہے، آپ بچوں کو باور کراسکتے ہیں کہ اچھے اور برے دوست کی پہچان کیا ہے، کبھی آپ نے غور کیا کہ بچے

کیوں دنگا وفساد کرتے ہیں، اصل میں اس کی وجہ بڑوں کی عزت میں کمی ہے، بڑوں کی عزت بچوں پر لازم ہونی چاہئے، انہیں بڑوں کی عزت واحترام کا احساس دلایئے۔

بچے کی بچپن میں جیسی پرورش کی جاتی ہے تو وہ اسکا عادی ہوجاتا ہے اور اگر بچپن میں تربیت سے غفلت برتی جائے تو بڑی عمر میں اسکی تادیب وتربیت دشوار ہوجاتی ہے

قَدْ ینفع الاصلاح التہ ذِیبُ فِیْ عَھْدِ الصِّغَرِ
والنَّشْءُ اِنْ اَھْمَلْتَہ طِفْلاً تَعَثَّرَ فِیْ الْکِبَر

ترجمہ: تربیت واصلاح بچپن کے زمانہ میں نفع بخش ہوتی ہے۔ اگر بچپن میں تربیت سے غفلت وکوتاہی برتی جائے تو وہ طفل بڑا ہوکرنا مراد ہوجاتا ہے۔

علماء نے یہ بات تاکید کے ساتھ بیان کی ہے کہ جو بچہ بالطبع پابندی اور تقلید کو پسند نہیں کرتا وہ ہر قید و بندش سے آزاد رہنے کا خواہش مند ہوتا ہے، اور حریت وآزادی کا دلدادہ ہوجاتا ہے۔ مسکویہ نے اپنی کتاب ''تہذیب الاخلاق'' میں اس جانب توجہ دلائی ہے اور طفل کی تہذیب وتادیب کے لازم ہونے کا عندیہ دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ طفل کے افعال اپنی ابتدائی پرورش میں عموماً قبیح ہوتے ہیں۔

جان لیجئے! کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو ان کی پرورش کیلئے بطور امانت آپ کے پاس بھیجا ہے، قدرت نے بچوں کو لامحدود صلاحیتوں سے نوازا ہے، آپ کے بچوں کی زندگی آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسکا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، لہٰذا مصمم ارادہ سے اپنے بچوں کی زندگی بہتر بنانے کی جنگ میں کامیابی حاصل کریں۔

بچوں کی اصلاح کیسے ہو؟

۱۔ موجودہ شہری زندگی کے جہاں اور کئی مسائل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ والدین اس قدر مصروف ہیں کہ انکے پاس اپنے بچوں کی اخلاقی اور تمدنی تربیت اور دیکھ بھال کیلئے وقت نہیں، ان کو اس کیلئے بہر صورت وقت نکالنا ہوگا ورنہ نئی نسل اور آئندہ کے

معاشروں کی ساخت میں کئی المناک نقائص پیدا ہوں گے، بچے پوری نسل انسانی کی اساس اور انسانیت کی آخری امید ہیں، انکے اچھے بڑھنے اور ضروری تربیت سے لیس ہونے پر ہی آنے والی دنیا میں خیر اور حسن کا دارومدار ہے۔

بچے کبھی قصوروار نہیں ہوتے بلکہ والدین خصوصاً اور معاشرہ عموماً ان کی سیرت اور کردار کی تشکیل کرتا ہے، لیکن اکثر والدین سختی یا سزا کے غلط طریقے اور رویے سے کام لیتے ہیں جس کا نتیجہ الٹا ہوتا ہے۔ مثلاً بچوں کی کسی غلطی کی صورت میں ان پر والدین کا اچانک عتاب، غصہ اور اشتعال سے برس پڑنا اور پھر بغیر اصلاحی سزا دیے قصہ ختم کردینا ایک عام لیکن نہایت مضر عادت ہے۔

۲۔ اگر آپ کا بچہ بار بار کوئی شرارت کرتا ہے، گستاخی کرتا ہے، نافرمانی کرتا ہے یا کوئی معاشرتی قسم کی غلطی کرتا ہے تو اب محض سمجھانے سے کام نہیں چلے گا، آپ یوں کریں کہ پہلے غصے کو قابو میں کریں، پھر اس لڑکے کی بطور سزا نصف گھنٹے تک کرسی پر باادب اور خاموش بیٹھنے کو کہیں، اسے ذرا نہ ہلنے دیں، اسے اپنی غلطی پر غور کرنے کی تاکید کریں، آپ کی آواز میں غصہ کم اور رعب زیادہ ہو، اگر وہ تھکا ہوا ہے تو اسے ذرا دیر سونے یا آرام کرنے دیں اور پھر اسے ہلکی لیکن مؤثر سزا دیں۔

۳۔ باپ بچے کو کوئی ''سزا'' دے تو ماں فوراً لاڈ میں آکر بچے کی حمایت ہرگز شروع نہیں کرنی چاہئے، یا اسے معاف کرنے کی اپیل نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح باپ کو بھی ماں کی طرف بچوں پر تنبیہ یا ''سزا'' کی صورت میں بچے کی حمایت نہیں کرنی چاہئے، بچے بہت ذہین ہوتے ہیں وہ ماں باپ کی محبت سے موقع کے مطابق فائدہ اٹھانے لگتے ہیں، اور ایک طرح اس محبت کا استحصال کرکے انہیں عمل اور اصلاح کی تدبیر سے روک دیتے ہیں، البتہ یہ کافی ہے کہ ماں کی سزا کے وقت باپ مداخلت نہ کرے اور باپ کی سزا کے وقت ماں خاموش رہے، ذمہ داری اور خود پر کنٹرول نظم، محبت، قیادت اور رہنمائی

غصہ کے کم سے کم اظہار اور بچے کی شخصیت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تربیت واصلاح کی تدابیر ضرور کامیاب ثابت ہوں گی۔

بچوں کی تعمیری شخصیت

ا۔ بچے کی شخصیت کو ڈھالنے اور سنوارنے میں والدین اور استاذوں کا آپس میں تعاون ہونا ضروری ہے، مدرسہ میں استاذ جن چیزوں پر نگرانی نہیں رکھ سکتے ان پر ماں باپ گھر میں زیادہ توجہ کر کے بچے کی نگہداشت ورہنمائی کر سکتے ہیں، اگر چہ استاذ بچے کے نمایاں نفسیاتی خصائص سے زیادہ واقف ہوتا ہے مگر وہ ہر بچے کی انفرادی حالت پر زیادہ توجہ یا وقت نہیں دے سکتا۔

۲۔ بچے کی بری جبلت کو ابتدا ہی سے روکیں اور اس کی خوش گوار طبیعت کو ابھاریں، اسی طرح بچے کے تقاضے ''نقالی'' کو لیجئے، جس کے اثر سے وہ ماں باپ کے باہمی طرز عمل کی خود بھی نقل اتارنے لگتا ہے۔ چنانچہ جب وہ ماں باپ کی آپس میں نوک جھونک دیکھتا ہے یا بھائی بہنوں میں سے کسی ایک کی طرف سے اس کی زیادہ محبت یا طرف داری دیکھتا ہے تو خود بھی ایسے ہی ناگوار جذبات پیدا کر لیتا ہے، جن کی روک تھام اگر بروقت نہ کی جائے تو اس کی آئندہ ساری زندگی میں ان کی جھلک باقی رہتی ہے۔

۳۔ بچے کے سامنے اپنے اختلافات کبھی ظاہر نہ کیجئے، اپنے آپس کے جھگڑوں میں اس کو شریک یا حصہ دار ہرگز نہ بنائیے، اپنے بچوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مخصوص طور پر طرف داری یا زیادہ لاڈ و پیار کا برتاؤ نہ کیجئے، بچوں کے باہمی جھگڑوں میں دخل نہ دیجئے، انہیں اپنے باہمی معاملات خود ہی سلجھانے دیجئے، بچوں کو اپنے ہم عصروں کے ساتھ رہنے دیجئے، تعلیمی اداروں کے رحم وکرم پر نہ چھوڑیئے، انہیں ماں باپ کی صحبت ورفاقت سے دور نہ کیجئے۔

۴۔ والدین اور استادوں کے تربیتی اثر کے علاوہ بچے کی شخصیت پر بعض دوسری چیزیں بھی اثر ڈالتی ہیں، مثلاً خاندانی ماحول کی نوعیت، خاندان کی وسعت وجسامت وغیرہ۔

۵۔اسی طرح ماں باپ کی آپس کی ناچاکی اور تو تو میں میں کا اثر بچوں کی شخصیت پر پڑتا ہے، ایسے جھگڑالو ماحول سے بچے کو دور رکھنا ہی مناسب ہے، وسیع اور مشترک خاندانوں میں گاہے بڑے بوڑھے (دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، ماموں) چھوٹے بچوں کے معاملات میں بیجا مداخلت کر کے ان بچوں کی بری عادتوں کی اصلاح اور درستی میں خلل ڈالتے ہیں، ان بزرگوں کی مداخلت جہاں مضر ہوسکتی ہے وہیں بعض اوقات ان کی موجودگی سے والدین کے غلط طرز عمل کی اصلاح ہوکر بچہ کی شخصیت پر مفید اثر ڈالتی ہے۔طلاق والے بچوں کے والدین اور سوتیلے بچوں کی نگہداشت میں بھی بعض نقائص پیدا ہوسکتے ہیں، جن سے ہوشمندی کے ساتھ نمٹنا ضروری ہے۔

۶۔ بچے کی خوشگوار اور صحت مند مصروفیات کیلئے کھلونوں سے بڑی مدد ملتی ہے جن سے اسے قدرتی طور پر بڑی خوشی اور دلچسپی ہوتی ہے، باخبر استاد کھلونوں کی مدد سے بچوں کے بہت سے بند ناگوار جذبات کی تسکین واصلاح کرسکتا ہے۔

۷۔ ماں باپ اور استاد، گھر اور مدرسہ، یہ چاروں بچے کی قسمت کو بنانے اور بگاڑنے میں دائمی اثر رکھتے ہیں، کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بچے کی شخصیت ان چاروں سے اچھے نقش قبول کریں۔

۸۔ایک ماں کیلئے پہلے بچے کی پرورش اور تعلیم وتربیت ہمیشہ کٹھن اور دشوار ہوتی ہے، اس پر اسے بڑی محنت اور توجہ صرف کرنی پڑتی ہے، چنانچہ پہلے بچے کے ساتھ اس کا تعلق قریبی اور گہرا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ پہلا بچہ ماں باپ کی عادتیں زیادہ قبول کرتا اور ان کی دیکھا دیکھی چھوٹے بچے کی حفاظت کرنے لگتا ہے۔

۹۔بعض اوقات چھوٹے بچے جب اپنے آپ کو ایسے ماحول میں پاتے ہیں جہاں ہر شخص ان سے بڑا ہوتا ہے تو وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اکثر بے تحاشا پیار اور حد سے زیادہ حفاظت اور نگرانی بھی ان کیلئے مضر ثابت ہو سکتی ہے، ایسی صورت میں وہ ساری عمر بچے ہی بنے رہتے ہیں۔

تربیت کیلئے پاکیزہ ماحول کی ضرورت

بچے کی بہترین تربیت کے لئے ایک ایسے گھر کی ضرورت ہے جو بچے کی تربیت میں مدرسہ کا مدد و معاون ہو۔اسی طرح ایک عمدہ معاشرہ اور ماحول بھی بچے کی تربیت کے لئے ناگزیر ہے، بچے کی اصلاح و تربیت پر خاندانی اثرات بہت زیادہ مرتب ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اگر خاندان صحیح نہ ہو تو بچے کی اچھی تربیت ناممکن ہے۔اس صورت میں بھی بچے کی اچھی تربیت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے زیادہ جدو جہد کی ضرورت ہوگی۔اگر بچے کی بہتر تربیت کے لئے خصوصی توجہ دی جائے تو اس کمی کو کافی حد تک ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کی تربیت کے لئے ایک پاکیزہ ماحول کی ضرورت ہوتی ہے خواہ ایک بچے کی تربیت کی جائے یا بہت سوں کی، کیونکہ ماحول جیسے ایک بچے پر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح زیادہ بچوں پر بھی اثر انداز ہوگا، اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی زندگی پر گھر کے اثرات بہت زیادہ مرتب ہوتے ہیں کیونکہ انسان کو سب سے پہلے اپنے گھر سے واسطہ پڑتا ہے۔اور اس لئے بھی کہ انسانی زندگی کا بہت بڑا حصہ والد کے گھر میں گزرتا ہے۔ اسی لئے انسان کو اس سے محبت بھی ہوتی ہے۔خاص کر بچوں کو اپنی والدہ سے بہت محبت ہوتی ہے جو روزانہ اس سے بیسیوں بار ملتی ہے۔

تربیت اطفال میں گھر کا بہت بڑا کردار ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اکیلا گھر ہی بچے کی تربیت کے لئے کافی ہے، بلکہ تربیت کے معاملہ میں ہم مدرسہ اور معاشرہ

وغیرہ کو بھی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتے۔

اگر کسی بچے کی انفرادی تربیت کرنی ہے تو گھر والوں کو سخت جدوجہد کرنی پڑے گی کہ تمام معاشرہ سے ہٹ کر بچے کو ایک سانچے میں ڈھالنا یقیناً ایک مشکل امر ہے۔ یہ ہر کام ہر انسان کر بھی نہیں سکتا بلکہ ہر انسان میں اس کی اہلیت ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ انفرادی تربیت وہ شخص کر سکتا ہے جو متاثر کن شخصیت کا مالک ہو اور اس کے کردار میں ہمہ جہتی کا رنگ پایا جائے اور اسے تربیت میں مہارت تامہ حاصل ہو۔

بچے کی تربیت پر چار چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ گھر، گلی، مدرسہ، معاشرہ۔ بچے کے طبعی رجحانات اور بچے کی شخصیت پر سب سے پہلے گھر اثر انداز ہوتا ہے۔ تاہم بچے کی تربیت میں مذکورہ بالا چاروں چیزوں کا عمل دخل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اختلاف طبیعت کا بھی بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس لئے کے ہر انسان کی طبیعت کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص انداز سے بنایا ہے، اور ہر ایک کی طبیعت میں الگ الگ صلاحیتیں وضع کی ہیں۔ اسلام نے بھی طبیعت میں خاندانی اثرات کا اعتبار کیا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس بات کی سخت تاکید کی ہے کہ انسان اپنے نسب کو یاد رکھے۔

ہر دور میں اسلام کی پوری کوشش رہی ہے کہ بچوں کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں ہر قسم کے خلفشار اور انتشار سے یکسو ہو کر کامل طریقہ سے ان کی تربیت پر زور دیا جا سکے۔ تربیت میں سب سے زیادہ مؤثر والدین اور خاندان کی آپس میں محبت ہے۔ اگر کسی بچے کے گھر میں ہی اختلافات موجود ہوں تو وہ بچہ کبھی بھی یکسو ہو کر بہترین تربیت حاصل نہیں کر سکتا، اگر ہم بچہ کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس کی بنیاد اس پر ہے کہ اس کے والدین صحیح اسلامی تربیت یافتہ ہوں۔ تبھی وہ اپنے بچے کو صحیح تربیت دے سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بچے کے اندر بھی تربیت حاصل کرنے کی استعداد موجود ہو۔

اس سے اس کے والدین بہت کم محنت کر کے بہت زیادہ نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسے بچوں پر زیادہ سر کھپانے کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح ماں کو چاہئے کہ طبعی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ کرے۔ ورنہ بچہ کے دل میں خدا تعالیٰ نے جو جذبات رکھے ہیں وہ سرد نہ پڑ جائیں، لیکن اس بات کا خیال بھی ضروری ہے کہ محبت میں افراط وتفریط سے بچایا جائے۔ محبت میں کمی وزیادتی دونوں بچوں کے بہترین مستقبل کے لئے نقصان دہ ہیں کیونکہ محبت میں زیادتی اسے بدتمیزی کی طرف لے جاتی ہے اور کمی بچے کے اندر خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتی۔ حد سے زیادہ خود اعتمادی اور اپنے کام پر اترانا بچے کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ یہ صرف بچے کی زندگی کو ہی نہیں بلکہ اس کے گھر والوں کی زندگی کو بھی اجیرن بنا دیتی ہے۔ ماں کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہیئے کہ آج کا بچہ کل کا مرد اور بچی کل کی عورت ہے، اور انہیں دو افراد سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے، اس لئے بچے کی تربیت کے لئے تمام صلاحیتیں بروئے کار لانی چاہئیں اور اسے وہ محبت وشفقت ضرور دینی چاہیے جس کا وہ مستحق ہے۔

بعض والدین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹا ہے۔ اسے کسی چیز کی خبر نہیں، یہ ہماری بہت بڑی غلطی ہے، بچے کے اندر کسی چیز سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہے، یہ بات تو صحیح ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس سے نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا، تاہم یہ بھی ضرور ماننا پڑتا ہے کہ وہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور بسا اوقات اسے بیان بھی کر دیتا ہے۔ اور کبھی بچے سے غیر ارادی طور پر وہ افعال سرزد ہو جاتے ہیں جو وہ دیکھتا یا سنتا ہے۔ اگر ہم بچے کی زبان دانی پر غور کریں تو حیران رہ جائیں گے کہ ایک چھوٹا سا بچہ کس طرح الفاظ کے معانی کو، آوازوں کو، اور مفردات جملوں کو یاد کر لیتا ہے اور بلا تکلف ادا کر لیتا ہے۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بچے کے اندر سیکھنے کا مادہ موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہوا ہے:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِيۡنَ (المؤمنون:۱۴) ترجمہ: سوکیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صنعتوں سے بڑھ کر ہے۔

بچہ والدین سے سیکھتا ہے، والدین اچھائی اور برائی دونوں میں اس کے رہنما ہوتے ہیں، اور اگر وہ ایک بار اپنے والدین سے سیکھ لیں تو پھر تمام عمر اسے چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

بچے کی ابتدائی نشوونما

بچے کی تربیت اس وقت سے ہونی چاہئے جب وہ کچھ سوچ سمجھنے کے لائق ہو جائے، چنانچہ مہذب ملکوں میں یہ زمانہ ساڑھے تین برس کی عمر سے شمار کیا گیا ہے، لیکن جدید تحقیقات میں اس خیال کی تردید کردی ہے اصل میں بچے کی تربیت کا زمانہ پیدائش کے وقت ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ بچہ خلا میں نہیں خاندان میں پیدا ہوتا ہے، وہ اس دنیا میں آتے ہی اہل خاندان کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیتا ہے، یہی مختصر سا ماحول اس کی دنیا ہوتی ہے اور اسی کے مطابق نامعلوم طور پر وہ زندگی ڈھالنا شروع کر دیتا ہے، اس کی خوشی، ناخوشی، اسکے رجحانات ومرغوبات اور اسکی آئندہ زندگی کی کامیابی وناکامی کی بنیاد یہیں سے پڑتی ہے۔

والدین کا فرض ہے کہ بچے کے خداداد اوصاف کو پہچانیں، انہیں بروئے کار لانے کیلئے اس کو مواقع فراہم کرائیں۔

بچے کی تربیت کا سنگِ بنیاد رکھنا چاہئے، کہ وہ اس کام کو بار بار کریگا جس سے اس کو خوشی اور فرحت حاصل ہوگی، اور اس چیز کو دور کرنے کی کوشش کریگا یا خوف زدہ رہے گا جو اسکی تکلیف یا پریشانی کا سبب بنے گی۔

بچے کی تعلیم کا پروگرام بناتے وقت اسکے فطری رجحانات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے، لازم نہیں کہ بچے کی سبھی عادتیں اچھی ہوں، ناخوشگوار عادتوں کی اصلاح اس دانائی

کے ساتھ کی جائے کہ وہ مفید اور پسندیدہ اطوار میں تبدیل ہو جائیں، تعلیم کا مقصد ہی یہ ہے کہ رجحانات کا رخ ایسی کار آمد باتوں کی طرف موڑ دیا جائے جو بچے اور سوسائٹی کیلئے نفع بخش ہوں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے عام پروگراموں اور کھیل و تفریح کو بھی ایک معقول جگہ دینی چاہئے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو بچے کی صحت و تندرستی کیلئے لاکھوں دواؤں سے زیادہ مفید ہے اور زود اثر ثابت ہوسکتا ہے۔ ایک گھنٹہ دھوپ میں ٹہلنے سے خون کی کمی جیسے امراض میں مبتلا مریض کو جس قدر فائدہ پہنچتا ہے وہ بے شمار مقوی ادویہ اور اغذیہ کے استعمال سے بھی نہیں پہنچتا۔

ماں باپ چاہتے ہیں کہ انکی اولاد کو عارضی کے بجائے دائمی راحت نصیب ہو، انکی محبت یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ حتی الامکان اولاد کی ہر خواہش پوری کی جائے اور وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بچہ صرف ان خواہشوں کے پورا نہ ہونے پر بے چین ہو جاتا ہے جو اس کیلئے نہایت ضروری ہوتی ہیں، لہٰذا ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر انہیں اسکی جائز خواہشیں پوری کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔

والدین کو اپنی اولاد سے اولاد ہونے کی وجہ سے محبت کرنا چاہئے نہ کہ اسلئے کہ وہ بڑی فرماں بردار ہے، اور انکی ہر ہدایت پر عمل کرتی ہے بعض والدین بچے کے کام اور کامیابی پر اتنا زیادہ زور دیتے ہیں کہ وہ پیار کا سبب صرف یہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں اسکول میں اچھے نمبر حاصل کرتا ہوں، گھر کیلئے کار آمد ہوں، ادب تمیز سے رہتا ہوں اور والدین کے کسی جا و بے جا حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا، بچے کو یہ سوچنے کا موقع کبھی نہ دینا چاہئے، بلکہ اسے یہ احساس دلانا چاہئے کہ ماں باپ مجھے اپنا لخت جگر ہونے کی حیثیت سے محبت کرتے ہیں اور اس گھر میں میری بھی ایک انفرادی حیثیت ہے۔

جن ماں باپ کے یہاں بڑے ارمانوں کے بعد اولاد ہوتی ہے وہ اکثر و بیشتر حد

سے زیادہ لاڈ پیار کر کے اسے خراب کر کے رکھدیتے ہیں، یہ نہیں کہ وہ طریقہ تربیت سے واقف نہیں بلکہ غلبہ محبت انہیں اجازت نہیں دیتا کہ بچے کو کسی بات سے روک سکیں، بچہ کے بگڑ جانے پر وہ ماہرین نفسیات سے رجوع کرتے ہیں، کتابوں کی ورق گردانی اور دوستوں سے مشورہ طلب کرتے ہیں، کبھی متضاد مشوروں سے پریشان ہوکر وہ کسی ایک پر کاربند ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے، اور کبھی اس بات کو نظر انداز کر کے کہ ہمارے خوانگی حالات کہاں تک اجازت دیتے ہیں اور بچے پر اسے استعمال بھی کیا جا سکتا ہے، وہ کسی ایک مشورہ پر عمل شروع کردیتے ہیں نتیجہ سوائے کوفت اور دردِ سری کچھ نہیں نکلتا اگر وہ بچے کا ذہن سمجھنے کی کوشش کرتے اور اسکے ساتھ اپنے اور دوسرے افرادخانہ کے تعلق کا صحیح جائزہ لے لیتے تو انہیں یہ زحمت کبھی نہ برداشت کرنی پڑتی اور نتیجہ سب کے آرام ونفع کی صورت میں برآمد ہوتا۔

بعض والدین خیال کرتے ہیں کہ انکا بچہ جبھی تک بھلا تھا جب وہ چھوٹا سا تھا اور بعض اولاد کی جوانی تک اُسے ناسمجھ بچہ ہی سمجھتے رہتے ہیں، بچہ ایک بڑھنے والی چیز ہے وہ شیر خوارگی، لڑکپن، عنفوان شباب اور شباب کی منزلوں سے گزرے گا، والدین کو ہر منزل کے سفر میں اسکی رہنمائی کرنی چاہیئے نیز ایک کے بعد دوسرے آنے والے مقام کی کیفیات سے بھی باخبر رہنا چاہیئے۔

والدین یہ بھی دیکھیں گے کہ بچہ ترقی کی راہ میں بہت سی غلطیاں کرتا ہے لیکن اگر وہ برداشت سے کام لیں گے اور اسکو یہ احساس دلائیں گے کہ غلطی پر ٹوکنے سے انکا مطلب راستہ روکنا نہیں بلکہ مشکل مقام آجانے پر ہاتھ پکڑ کر اسے آگے بڑھانا ہے، تو وہ خوشی اور ایک دوستانہ فضاء کو محسوس کریگا اور رفتہ رفتہ ان اوصاف سے آراستہ ہوجائے گا جن کی امید والدین کے دل میں پرورش پارہی ہوگی۔

بچوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات و مصنوعات کی جانب متوجہ کریں

بچوں کو بلند بالا آسمان، روشن جگمگاتے ستاروں، خوبصورت زمین و پانی، سورج، چاند اور پہاڑوں کی طرف متوجہ کر کے پوچھیں یہ سب کچھ کس نے پیدا کیا؟ اور اس خوبصورت کائنات کا نظم و نسق کرنے والا کون ہے؟ پھر ان کے دلوں میں اس کے درست جوابات ڈالیں، کہ یہ سب پیدا کرنے والا اللہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہی ان سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ ہم سب کا خالق و مالک ہے۔

بچوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف کا احساس رکھیں

اللہ تعالیٰ کے حق میں بچوں کا اخلاقی تربیت کے متعلق یہ ایک اہم نقطہ ہے اور یہ اسلامی تربیت کا ایک اہم پہلو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی معیت کا ہر لمحہ احساس اور اس کا انسان کے تمام اعمال کے احاطہ پر قادر ہونے کا اعتقاد ہی دراصل حقیقی اخلاقی تربیت کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ ہے۔

قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات تربیت اولاد کے معاملہ میں مراقبہء خداوندی اور خوف خداوندی کی جانب لا الـہ الا اللّٰہ کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہیں اور اس پر بہت زور دیتے ہیں تاکہ وہ بچہ اپنی دنیا اور آخرت اور خاندان و معاشرہ کا نفع بخش فرد بن سکے۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات کریمہ میں ایسے ہی معانی و مطالب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد'' (سورۃ ق: ۱۶) ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے او اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

لہٰذا بچوں کو اس کی تعلیم دی جائے کہ دل میں بھی جو خطرات و خیالات گزرتے ہیں

ان کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ کا علم انہیں بھی اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ پروردگار عالم فرماتے ہیں: "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ" (الحدید : ۴) ترجمہ: جہاں کہیں بھی تم ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسیع علم کی وجہ سے انسان کے ساتھ ہے وہ چاہے کہیں پر بھی ہو، ہر شے اس کے احاطۂ علم میں ہے۔

احادیث نبویؐ سے بھی بچوں کی تربیت کے لئے ایسے بہت سے خوبصورت طرز کا علم ہوتا ہے جس سے تعلق مع اللہ کی بہترین صورتیں سامنے آتی ہیں اور جس سے وہ بچہ کم عمری کی ہی حالت میں بہترین اور پسندیدہ فرد بن جاتا ہے۔

اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ صرف دس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل کی اور باطل کو پھینک دیا، اور دنیا کے بلند ترین انسان بنے۔

ذیل میں کم عمر مجاہد صحابہؓ کے اسماءِ گرامی دیئے جاتے ہیں جنہوں نے دورِ نبوت میں چھوٹی عمر میں ہی اعلیٰ فضیلتیں حاصل کیں۔ اسامہ بن زیدؓ، اسید بن حضیرؓ، براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ اور بہت سے صحابہؓ جنہوں نے غزوہ احد کے موقع پر کفار کے خلاف جہاد میں شرکت کی! اگر چہ وہ اس موقع پر بہت پر امید تھے کہ انہیں اجازت مرحمت ہو جائے گی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کم عمری اور سنِ طفولیت کے قریب ہونے کی بناء پر انہیں اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور ان کو واپس بھیج دیا تھا۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" (التحریم : ۶) ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی اس آگ سے بچاؤ، جس کا

ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

جب آپ ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو ایک نوجوان جس کے دل پر تلاوت نبوی ﷺ نے اپنا اثر دکھایا، گرتا ہوا آتا ہے، رسول ﷺ اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: اے نوجوان! کہو "لا الہ الا اللّٰہ" پس وہ یہ کلمہ کہتا ہے حضور ﷺ اس کو جنت کی خوش خبری سناتے ہیں، پھر تقریباً سات سال کی عمر کے بچے رسول ﷺ کے پاس آتے ہیں اور وہ بھی بڑوں کے ساتھ حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے ہیں حضور ﷺ اپنا دستِ اقدس بڑھاتے ہیں اور ان سب کو بیعت فرماتے ہیں۔ (المستدرک: ۲/۳۵۱)

اس موقع پر ہم اس کیفیت کو ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ان چھوٹے بچوں کے دلوں میں اللہ کا خوف کس طرح ڈالا جائے، جو آگے چل کر اللہ عز وجل کے راستہ میں اپنی جانیں قربان کرنے کا سبب بن جائے۔ پاکیزہ جذبات کے یہ مبارک انواع ایسے ہیں کہ ان میں والدین کے لئے تربیت کے مطالب موجود ہیں، جنہیں وہ اپنے بچوں کے دلوں میں ڈال سکتے ہیں، اور ان کے مطابق ان کی تربیت کر سکتے ہیں، تاکہ بچوں کے دلوں کا اور ان کی روحوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط و تعلق پیدا ہو جائے۔

بچوں میں ایسے پاکیزہ جذبات ابھارنے کے دیگر عوامل میں سے ایک اہم عمل یہ ہے کہ ان میں اللہ و رسول ﷺ کی طرف رجوع کا احساس پیدا کیا جائے، بچے ان جذبات کی طرف فطرۃً مائل ہوتے ہیں، یقینی چیزوں میں رغبت رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، تاکہ انہیں زندگی کی حقیقت اور اس کی قدر و قیمت معلوم ہو، کامیاب والدین اور مربی وہی ہیں جو ہر وقت اور ہر حال میں بچوں کی تربیت میں لگے رہتے ہیں، اور ان میں خدا تعالیٰ کے خوف کا احساس پیدا کرتے رہتے ہیں، اور اللہ کے سامنے (قیامت کے دن) جوابدہی اور تمام ذمہ داریوں کا احساس بیدار کرتے رہتے ہیں، اور

یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے، سنِ تمیز کی ابتداء ہی میں اس کا حصول ممکن ہے (اس لئے کہ طفل کے لئے صورت مجرہ اوراس کے معانی کا فہم وادراک ممکن ہوتا ہے)۔

باپ بچوں کے ساتھ تذکیرو تفہیم کا اسلوب اختیار کرے

بچوں کو ہمیشہ یاد دِلاتا رہے کہ خدا اس کی نگرانی کررہے ہیں اوراس کے تمام اقوال وافعال سے واقف ہیں۔اس کے لئے متنوع صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں،مثلاً بچہ سچ بولے تو اس کی حوصلہ افزائی کرے اوراس پر جو اجروثواب حاصل ہوتا ہے اس کی ترغیب دے، جب بچہ کو کمرہ وغیرہ میں اکیلا چھوڑے یا افراد خانہ سے دور کسی جگہ میں تنہا چھوڑے تو اسے یاد دلائے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی کررہے ہیں،مثلاً یوں کہے کہ مجھے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمام حالات میں دیکھتا ہے؟ وہ یقیناً بالطبع جواب دیگا کہ ہاں ضرور وہ دیکھتا ہے،تو اس موقع پر باپ اسے نصیحت کرے کہ جب وہ ہر وقت اور ہر حال میں دیکھتا ہے تو تجھے کوئی ایسا کام جس سے وہ (اللہ تعالیٰ) ناراض ہوتے ہوں نہیں کرنا چاہئیے۔میرے والد محترم اکثر کہا کرتے ہیں کہ تنہائی میں اللہ سے ڈرنے کا نام تقوی ہے ،کیونکہ جو خلوت میں گناہ سے بچ گیا تو وہ جلوت میں بھی بچ جائے گا۔

باپ بچہ کی تربیت کے سلسلہ میں ترغیب وترہیب کا انداز بھی اختیار کرسکتا ہے۔ تاکہ بچوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دونوں پروان چڑھیں اوراس طرح اس کی زندگی خوف اورامید کے درمیان گزرے۔

لائقِ ذکرامر یہ ہے کہ بچوں کو اگر اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ دلایا جائے اورعذاب کا ذکر کثرت سے کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں خوف ہی کا دباؤ رہتا ہے اور اس کا اثر بھی کافی بعد تک رہتا ہے،اس لئے باپ اور مربی کو چاہئے کہ کامل توجہ ترغیب کے اسلوب پر مذکور رکھے،اوراس کے دل کو رضا وامید سے وابستہ رکھے،کیونکہ ایک تو طفل کو اس کی زیادہ ضرورت ہے اوردوسرا یہ کہ وہ اس کی طرف زیادہ راغب ہے۔

ترغیب وترہیب کے سلسلہ میں باپ یا مربی کو چاہئے کہ وہ آیاتِ قرآنیہ جن میں جنت کا وصف یا جہنم کا ذکر ہے بیان کردے، کیونکہ قرآنی آیات میں ان کے لئے عبرتوں اور نصیحتوں کے سامان موجود ہیں، اور پھر آیات کے سادہ اور مختصر طور پر معانی ومطلب بھی واضح کردے، نیز اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ اس کے ساتھ کوئی بے فائدہ اور مناسب واقعات اور مفید مواعظ جوڑ دے اور ملا دے، خصوصاً اس وقت جب بچہ ہر قسم کے لہو ولعب وغیرہ سے فارغ الذہن ہو، اسی طرح بچوں کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلانا اور انہیں نفع بخش ترغیب وترہیب دینا ایسے امور ہیں کہ ان سے بچوں کے اندر زبردست اور شفاف جمیل قسم کی حساسیت پیدا ہوتی ہے جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآنی آیات کا سماع کرتا ہے تو اس کے ذہن میں خشیتِ خداوندی کا استحضار پیدا ہوجاتا ہے۔

بچوں کو نماز کا شوقین بنائیں

مربی بچہ کو نماز کے ثمرات اور اس کے فوائد بتائے اور یہ بھی بتلائے کہ جن معاصی اور گناہوں کا انسان ارتکاب کرتا ہے نماز سے وہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور اس کی تشریح میں اسے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی سنائے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اپنے مابین کا کفارہ ہوتے ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔ (ترمذی رقم:۲۱۴)

مربی دلچسپ تربیتی انداز میں بچوں کو بتائے کہ نماز سے انسان کو نظم وضبط کی اہمیت اور اس کا حسن وجمال معلوم ہوتا ہے، وقت کی قدر وقیمت اور اس کے علاوہ تمام مواقع پر اس کے مفید نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

مربی بچہ کا ہاتھ پکڑے اور اسے نماز کی تعلیم دے، پہلے اسے وضو اور طہارت سکھائے اور اس کے روحانی پہلو پر بھی اس کی رہنمائی کرے۔ مثلاً وضو کے محاسن کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد عالی اسے سنائے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان

جب وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کی آنکھ، کان اور ہاتھ پاؤں سے خارج ہو جاتے ہیں پھر وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی مغفرت کردی گئی ہو۔

جس طرح مربی بچہ کو وضو اور طہارت کی تعلیم عملی اور نظری طور پر دے گا اسی طرح اسے نماز کی بھی تعلیم دے گا اور اس کی تربیت وتدریب کرے گا کہ وہ اس نماز کو مکمل طور پر اچھے طریقہ سے ادا کرے، اس کے لئے اسے متعدد اسالیب اختیار کرنے پڑیں گے، ایک اسلوب یہ ہے کہ اسے بطریقِ مشاہدہ تقلید وتعلیم دے اور یہ طریقہ بچپن کی عمر میں ہوتا ہے، کیونکہ بچے جب اپنے والدین اور گھر کے بڑے افراد کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں تو ان کی تقلید واتباع کرتے ہیں، پھر انہیں یہ عادت پڑ جاتی ہے کہ وہ نمازی کو نماز پڑھتے دیکھیں، اس طرح وہ نماز کے اعمال مثلاً تکبیر، رکوع اور قیام وسجدہ سے روشناس ہو جاتے ہیں۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بچے اپنے ماں باپ یا بھائی وغیرہ کی اتباع اور نقالی میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ میری پیاری بہن اپنا چھوٹا سا جائے نماز بچھا کر اکثر والدہ کے پہلو میں کھڑی ہو جایا کرتی تھی اور ہو بہو ان کی تقلید کرتی تھی، خواہ اس کی حقیقت کا بچہ کو ادراک نہ بھی ہو، ان شعائر کو ادا کرتے وقت بچے عموماً بہت خوش ہوتے ہیں اور شیخی بگھار رہے ہوتے ہیں کیونکہ بڑوں کے حرکات وسکنات کی نقالی اس کے لئے ممکن ہوتی ہے، یقیناً جب بچہ ایک دن میں کئی بار اس کا مشاہدہ کرے گا تو اس سے نماز کا عمل اس کے لئے سہل ہو جائے گا۔ اور پھر وہ آئندہ زندگی میں پوری رغبت، محبت اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

بچوں کو نماز کی تعلیم دینا باپ اور ولی الامر کی ذمہ داری ہے، اور واجبات میں سے ہے، صرف مستحب امر نہیں ہے، "المغنی" میں ابن قدامہ المقدسی نے بعض علماء سے یہ بات نقل کی ہے کہ بچہ کے سرپرست پر یہ بات واجب ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہو

جائے تو اسے طہارت اور نماز کی تعلیم دے اور نماز پڑھنے کا حکم دے۔ (المغنی: ۱/۶۴۷)

اس لئے مربی اور باپ کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اس کے اخلاقی پہلو کو بھی سمجھے اور اس سلسلہ میں اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پہچانے، خصوصاً نماز کے معاملہ میں بچوں کو سست اور کاہل نہ ہونے دے۔ بچہ بات نہ مانے تو اسے بعض ایسی سزائیں دے کہ جو اسے راہِ غلط سے ہٹا کر راہِ ثواب پر لے آئے، لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ سزا اسے نماز سے متنفّر نہ کرے، اور اس کو سرکشی سے روک دے، یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ضربِ شدید سے اجتناب کیا جائے۔

بچہ کی اخلاقی تربیت

مربی اور باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچہ کا ہاتھ تھامے اور اسے وہم وخیالات اور والدین کی نافرمانی جیسے اندھیروں سے باہر نکالے، اور اس کی اچھی اخلاقی تربیت کرے، اسے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور مرضیات اور نامرضیات کے اسباب سے واقف کرے اور والدین کی فرمانبرداری کے معاملہ میں اس کی معاونت کرے تاکہ وہ رضائے الٰہی کو حاصل کر سکے، باپ اور مربی بچہ کی تربیت کے سلسلہ میں ہوشیار اور دانشمند ہونا ضروری ہے، لہٰذا اسے چاہیئے کہ وہ بچہ کا مشقت آمیز کاموں کے ذریعہ امتحان نہ لے اور نہ ہی اس کو ایسے امور پر سزا دے جنہیں وہ بجالانا بھول گیا ہو یا نادانستہ طور پر اس میں کوتاہی کا مرتکب ہو گیا ہو، بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ اس کی رہنمائی کرے، تعلیم دے، وعظ و نصیحت کرے اور صبر و ہمت سے کام لیتا رہے، یہاں تک کہ والدین کی اطاعت کے معاملہ میں اس کی صحیح اخلاقی تربیت کا حصول ممکن ہو جائے۔

بعض علماء سلف بھی بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں اس نہج کو اختیار کرتے تھے اور ان کو نرمی اور محبت کے انداز میں اطاعتِ والدین کی طرف لاتے تھے، اس کے لئے علم، تجربہ اور دانشمندی کی ضرورت ہوتی ہے، امام ابواللیثؒ فرماتے ہیں کہ بعض سلف

صالحین کا اپنی اولاد کے ساتھ محبت وشفقت اور ان کو نافرمانی سے بچانے کا طرز اور معاملہ بڑا عجیب ہوا کرتا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو کسی کام کے کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں یہ نافرمانی کر کے مستوجب عذاب نہ ہو جائے، خارجہ بن مصعب (بچہ کے) والد کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچہ کو لطیف پیرایہ میں رہنمائی کرے اور شفقت و محبت کے طریقہ سے اس کو اطاعت کی جانب لے آئے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ باپ اس کو عطیات دے اور اتنا اچھا سلوک کرے کہ وہ اس کی فرمانبرداری کرنے لگ جائے۔

سلف صالحین کے ایسے خوبصورت طرز ہائے تربیت واقعۃً ان کی دانشمندی پر دلالت کرتے ہیں، کہ وہ دنیا کی حدود سے بھی آگے کی سوچتے تھے، اپنی اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت کے سلسلہ میں بھی ان کی اخروی نجات کو ہی مقدم رکھتے تھے یعنی جس حکم کی تعمیل ان کی طاقت سے باہر ہوتی اس کا انہیں پابند نہیں بناتے تھے۔ ہر حکم سے پہلے دیکھ لیتے کہ کیا اس حکم کی بجا آوری اس کے بس میں ہے یا نہیں؟ کہیں میں اس کو امورِ ہلاکت میں نہ ڈال دوں، والد اپنی اولاد کی اطاعتِ والدین کے سلسلہ میں جس قدر معاونت اور مجاہدہ کرتا ہے اسی قدر اس کی اولاد آئندہ وقت میں اس کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کرتی ہے۔

دانشمند باپ عملی تطبیق (صورت) کے ذریعہ اپنی اولاد کی فرمانبرداری کو حاصل کر سکتا ہے، پس جو باپ اپنی اولاد کے سامنے اپنے والدین کا احترام کرتا ہے، ان کے ہاتھوں کو اور سر کو چومتا ہے وہ اصل میں اپنے بچوں کو اس عمل کی تعلیم اور عملی تدریب کروا رہا ہے، رفتہ رفتہ یہ مظاہرِ محبت والفت ان بچوں کے نفوس میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

باپ کے ذمہ یہ بھی ہے کہ وہ بچوں کے دل میں خشیت خداوندی زندہ کرے، اس کی صورت یہ ہوگی کہ ان کو حقوقِ والدین سے روشناس کرایا جائے اور رضائے والدین

کی فکر کی جائے، کیونکہ والدین کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ خشیت الٰہیہ کے ساتھ ساتھ باپ کو چاہیئے کہ والدین کی فرمانبرداری پر جو اجرِ عظیم ملتا ہے اور عنداللہ جو رفعت وعظمت حاصل ہوتی ہے اس کا بھی بچوں کے سامنے اظہار کرے، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی خدمت بجالانے اور ان کی فرمانبرداری کے صلہ میں وہ جنت حاصل ہوتی ہے جس کے متعلق قرآنِ کریم میں آیا ہے کہ: ''تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ'' ترجمہ: اس کے ماتحت نہریں جاری ہیں۔

مربی اور باپ کے لئے یہ امر بھی مستحسن ہے کہ وہ اولاد کو وہ سخت مشقتیں تکلیفیں یاد دلائے جو ان کے والدین ان کے بچپن میں جھیلا کرتے تھے، اور کس قدر ان کا خیال رکھا کرتے تھے، رات کی تاریکیوں میں اس کی بیداری، ماں کا اسے دودھ پلانا اور صاف کرنا، بیماری کی صورت میں اسے ہسپتال لے جانا، ان سب باتوں کا بھی اس کے سامنے تذکرہ کرے، تمیزدار بچوں پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے، اس سے وہ حقوقِ والدین کی عظمت واہمیت کو سمجھیں گے، ان میں والدین کی تعظیم اور ان کے اکرام کا داعیہ پیدا ہوگا، اور ان کے وجدان میں والدین کی فرمانبرداری اور ان کی مرضیات کی خواہش کا اخلاقی احساس فروغ پائے گا۔

باپ اور مربی کچھ ایسے مفید اور خوبصورت قصے اور واقعات بھی منتخب کرے جن میں والدین کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کیا گیا ہو، کیونکہ بچہ اس سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ مربی بعض خوبصورت واقعہ کو متنوع اسلوب اور آوازوں کی نقالی کے ذریعہ حسین بنا سکتے ہیں، اس سے بچہ اس قصہ کی اہمیت کو سمجھے گا اور اس پر توجہ دے گا، بچہ کے دل میں نیکی کی محبت اور والدین کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا، مربی اس مرحلہ میں کہیں ماں کے حقوق نہ بھلا بیٹھے، بچہ کو اس طرف بھی متوجہ کرے، ماں کا مقام وہ مقام

ہے جو بعض اوقات باپ کے مقام ومرتبہ پر بھی فائق ہوجایا کرتا ہے، اس لئے اسے ماں کے احترام کا بھی امر کرے، اوراس کا بھی حکم دے کہ وہ ہر صبح کو اپنی ماں کے ہاتھ اور سر کو چوما کرے، خصوصاً مدرسہ جاتے وقت اسے اس بات کا پابند کرے تمہیں اپنی والدہ کی نافرمانی نہیں کرنی، انہیں کبھی جھڑکنا نہیں ہے، تمہاری آواز بھی ان کی آواز سے زیادہ بلند نہ ہونے پائےجیسا کہ قرآن کریم میں ہے: "لاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ" (سورہ حجرات:۲) ترجمہ: تم اپنی آواز کو بلند نہ کرو، دوسری جگہ: "فَلاَ تَقُلْ لَھُمَا اُفٍّ" کیونکہ اکثر بچے اپنی ماں سے اس قدر نہیں ڈرتے جتنے وہ اپنے والد سے ڈرتے ہیں، بسا اوقات ایسے حال میں ماں کی فرمانبرداری اضمحلال کا شکار ہوجاتی ہے، پھران کی نافرمانی وقوع پذیر ہونا شروع ہوجاتی ہے، اور بچوں کی نظر میں ان کی قدر ومنزلت کم ہونے لگتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ بچہ کو بچپن ہی سے اس بری عادت سے بچایا جائے اوراسے اس امر پر خبردار کیا جائے، اور والدہ کو بھی چاہیئے کہ بچہ کی ایسی نامناسب حرکات کے ازالہ کے لئے اپنے خاوند سے واضح انداز میں تذکرہ کرے، اس سے بچہ کے دل میں باپ کا رعب پیدا ہوگا۔

بچوں کو عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دیجئے

انہیں اللہ تعالیٰ سے رشتہ قائم کرنے کیلئے عبادات کی طرف راغب کیجئے اور انہیں بتایئے کہ مسائل کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں۔ اس طرح انہیں جلد ہی احساس ہوجائیگا کہ اللہ ان کا دوست ہے جو سب سے زیادہ ان کے قریب ہے، لاتعداد برائیوں سے فقط اللہ کی طرف رجوع کرنے ہی سے بچا جاسکتا ہے، بچوں کو تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھایئے کہ نافرمانی کے نتائج کیا ہوتے ہیں اگر بچے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں گے تو انہیں زندگی میں کامیابی وکامرانی نصیب ہوگی، جو انہیں اپنے ہمجولیوں میں نمایاں مقام عطا کریگی۔ بچوں کی زندگی بامقصد بنانے اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے ان کی حوصلہ افزائی کیجئے کہ وہ اچھے شہری بنیں۔

بچوں کو انکے بچپن ہی میں صفائی اور اصول حفظان صحت کی تعلیم دینی چاہئے لیکن اسکے نتیجہ میں ہمیں انکے دل میں بیماری کا خوف نہیں بٹھا دینا چاہئے۔

خوف تربیت کا بدترین دشمن اور جس چیز کا خوف دلایا جائے، اس سے متاثر کرنے کا یقینی اور قوی ترین ذریعہ ہے اور جب کوئی شخص بیماری سے نہیں ڈرتا تو وہ اس سے متاثر بھی نہیں ہوتا۔ عام طور سے لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کمزور جسم والوں کا ذہن تیز ہوتا ہے لیکن یہ ایک غلط فہمی ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔

زمانۂ ہوش کے اُتار چڑھاؤ

بچوں کے بلوغ کے قریب کا زمانہ والدین کیلئے اکثر خاص مسائل پیدا کر دیتا ہے، مثلاً ایک گیارہ سالہ لڑکا بات بات پر بحث کرنے لگتا ہے، ایک تیرہ سالہ لڑکی یکایک خاموش و مغموم بن جاتی ہے، ۱۴، ۱۵/سال کی درمیانی عمر میں شخصیت یکایک بدل جاتی ہے، آخر ۹، ۱۰/سال کی عمر کے بعد کیا نئی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس تغیر کا سبب کیا ہے؟ آیئے ایک نظر جائزہ لیتے ہیں۔

دسویں سال کا زمانہ

والدین کیلئے خوش گوار بلکہ مسرت بخش عمر ہے، یہ توازن، سلامت روی اور نسبتاً سکون میں بچے کا مزاج پھر نمایاں طور پر بدلا ہوا نظر آتا ہے اور وہ پھر باہر جانے لگتا ہے اور اسکی حالت بہت بہتر ہو جاتی ہے، وہ ہر قسم کے تجربے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہی وہ آخری عمر ہے جس میں نوخیز بچہ والدین کی رائے کو بلا عذر منظور کر لیتا ہے، ہر بات کو ٹھنڈے دل سے سنتا ہے اور والدین اور استادوں کو خوش رکھنا چاہتا ہے، نو برس کی عمر میں تو جذبۂ بغاوت موجود تھا مگر اب جذبہ اطاعت ہے، اخلاقاً دس سال کا بچہ نیک دل ہوتا ہے جھوٹ اور فریب سے نفرت کرتا ہے، اسے بے تعصبی اور تحمل کی تعلیم دینے کا یہی

بہترین وقت اور زمانہ ہوتا ہے۔

گیارہویں سال کا زمانہ

اکثر اوقات زیادہ برہمی کا ہوسکتا ہے، اس میں نوخیز بچے میں جو ناگوار خصوصیتیں ظاہر ہوجاتی ہیں ان کیلئے والدین ایک دوسرے کے خاندان کو الزام دینے لگتے ہیں، اس عمر میں بچہ ہر بات میں بحث کرنے لگتا ہے، اپنے قصور کا بھائی بہنوں کو ذمہ دار بناتا ہے۔ دوستوں اور ماں باپ سے بدتہذیبی سے پیش آتا ہے، ہر چیز میں میں نقص (کمی) نکالتا ہے اور اپنی عام عادات واطوار سے بدسلیقی اور بے ڈھنگا پن ظاہر کرتا ہے، درحقیقت یہ مرحلہ نہایت سخت اور صبر آزما ہوتا ہے۔ خاص کر گیارہ سال کی لڑکی اکثر ماں کی مرضی کی مخالفت کرنے لگتی ہے اور خود رائے بن جاتی ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ وہ باپ کی اتنی مخالفت نہیں کرتی جتنی کہ ماں کی اور باپ اکثر بے وجہ اس کی طرف داری کرنے لگتا ہے، دراصل اس مرحلے میں باپ کو ذرا سخت رویہ اختیار کرنا چاہئے، نامناسب نرمی سے کام نہیں لینا چاہئے، زیادہ سخت گیری اور بات بات میں تو زیادہ مداخلت نہیں کرنی چاہئے، مگر ہر ہدایت کی پابندی کرانی چاہئے۔

بارھویں سال کا زمانہ

بارہ سال کا زمانہ پھر خوش وقتی کا ہوتا ہے اب بچہ نسبتاً زیادہ صفائی پسند ہوجاتا ہے، ستھرے پن اور والدین کی رضا جوئی کا خیال رکھنے لگتا ہے، بھلے برے میں تمیز کرنے لگتا ہے، اس میں بے حد سرگرمی پیدا ہوجاتی ہے۔ کسی چیز کیلئے ٹھنڈے دل سے انتظار نہیں کرسکتا، وہ توجہ کا طالب ہوتا ہے، بھڑک دار لباس پسند کرنے لگتا ہے، لڑکیاں زیادہ تر سرخ رنگ کے کپڑے پہنتی ہیں، اور لڑکے رنگ برنگ کی چمک دار قمیصیں، لڑکے خود موٹر چلانا چاہتے ہیں اور لڑکیاں ریکٹ کھیلنے، پارکوں میں جاکر جھولا جھولنے کی آرزومند ہوتی ہیں، اسکے باوجود بارہ سالہ بچہ کسی قدر ''اول جلول'' ہوتا ہے، وہ جلد گھبرا جاتا ہے، اپنی

تعریف سے شرماتا ہے اور آنکھ ملا کر بات نہیں کرسکتا۔

تیرھویں سال کا زمانہ

ماں باپ سے دور دور رہنے لگتے ہیں، وہ اداس اور چپ چاپ اور تنہائی پسند ہوجاتے ہیں، گویا اندر ہی اندر سلگتے ہیں، اکثر گھنٹوں خاموش بیٹھے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انکی جاسوسی کی جارہی ہے، کوئی انکا بھید لے رہا ہے، مگر اب وہ دوستوں کے انتخاب میں زیادہ احتیاط کرتے ہیں، گومہمانوں پر زیادہ توجہ نہیں دیتے اور گانے سنتے رہتے ہیں۔لیکن اس عمر کے بچے سے زیادہ پینگ نہیں بڑھانی چاہئے اور ہوش مند والدین اسکے رازوں کی ٹوہ میں نہیں رہتے۔

چودھویں سال کا زمانہ

اس عمر میں بچے کا مزاج پھر نمایاں طور پر بدلا ہوا نظر آتا ہے اور وہ پھر باہر جانے لگتا ہے اور اسکی حالت بہت بہتر ہوجاتی ہے، وہ ہر قسم کے تجربے حاصل کرنا چاہتا ہے۔اور اپنی شخصیت کا بہت خیال رکھتا ہے، گرمجوشی اور سرگرمی سے بھرپور مدرسہ کی تحریکوں میں سرگرم، دماغی مشغلوں اور بڑے بڑے کاموں کا شوقین ہوجاتا ہے اور ان سب چیزوں سے نمٹنے کیلئے اسے بمشکل وقت ملتا ہے، وہ صبح سے شام تک بلکہ آدھی رات تک مصروف رہتا ہے، لیکن اگر آپ اپنے چودہ سالہ لڑکے کو طرح طرح کی حرکتیں کرتے دیکھیں (مثلاً یہ کہ وہ کبھی زور زور سے ہاتھ ہلانے لگتا ہے، کبھی آگے قدم بڑھاتا ہے یا چیخنے لگتا ہے، خود بخود باتیں کرنے لگتا ہے، ہر کام میں آگھستا ہے) تو پریشان نہ ہونا چاہئے، یہ محض تقاضائے عمر ہے۔اس عمر میں کم ہی لڑکے ماں باپ کی پرواہ کرتے ہیں، وہ آپ کے مذاق کو ناشائستہ سمجھتے ہیں، ماں باپ دونوں کو ''دقیانوسی'' زمانہ سے بھی بہت پیچھے سمجھتے ہیں، اور دل ہی دل میں ان کی باتوں کو ''لغو'' سمجھتے ہیں، اسکے علاوہ انکے دل میں ایک شکایت یہ بھی ہوتی ہے کہ انکو اپنے دوسرے دوستوں یا ہم جولیوں جیسے فوائد حاصل

نہیں ہیں، ماں باپ کے معیاروں سے وابستگی اب ان میں کم ہوتی جاتی ہے، ممکن ہے انکے اعتراضات کسی حد تک بجا ہوں، اسلئے اپنے اقتدار کو ذرا کم کر دیجئے۔

پندرھویں سال کا زمانہ

پندرہ سال کا بچہ آپ سے بہت دور چلا جاتا ہے، اب وہ آپ سے برابر آنکھ ملا کر بات کرتا ہے اور کہتا ہے ''کیا فرمایا آپ نے؟'' پندرہ سال کی لڑکی اسی کمرے میں بیٹھی ہوئی بالکل اپنے آپ میں کھوئی ہوئی ہوسکتی ہے، پندرہ سال کی لڑکیاں اور لڑکے جب اپنے والدین، استادوں یا ہم عمروں سے گفتگو کرتے ہیں تو اکثر حرف بحث یا رائے زنی کرنے کیلئے اس عمر کے تقریباً سب بچے مباحثہ پسند ہوجاتے ہیں۔اس قدر ''منفی مرحلے'' میں والدین کو کیا کرنا چاہئے؟ زیادہ سوالات نہ کیجئے، اپنی دلچسپی ظاہر نہ کیجئے، کبھی بلاطلب مشورہ نہ دیجئے۔'' یہ پندرہ سالہ کردار بالکل فطری چیز ہے اور ایک عارضی مرحلہ ہے ایک سال بعد معاملہ بالکل اس کے برعکس ہوگا۔

سولھویں سال کا زمانہ

سولہ سال کا زمانہ نسبتاً بہت سکون کا ہوتا ہے، اب نوجوان بچہ عموماً خاندانی حلقے میں واپس آجاتا ہے، ماں باپ سے ادب ومحبت کے ساتھ پیش آتا ہے، اب اسکو اپنی سابقہ غلط روی کا احساس ہونے لگتا ہے لیکن چونکہ ابھی اسکی سمجھ بوجھ ناپختہ ہوتی ہے، لہٰذا اس پر ذمہ داری کا زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔لیکن اس اہم سوال کا کہ ''یہ اتار چڑھاؤ کیوں ہوتے ہیں؟'' کوئی قطعی یا تشفی بخش جواب اب تک اہل سائنس نے دریافت نہیں کیا ہے، صرف یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ تغیرات کمی وبیشی کے ساتھ ان مراحل زندگی میں اکثر نمایاں ہوتے ہیں، گو بعض حالتوں میں اتنے خفیف ہوتے ہیں کہ بمشکل پہچانے جاسکتے ہیں۔

کسیلی محققین کے مطالعہ کے نتائج

۱۔بحثیت مجموعی متوازن خاندانوں میں بھی اس عمر کے بچوں میں یہ بغاوت زیادہ تر ماں کے خلاف دیکھی جاتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کی ذمہ داری زیادہ ہے اور اسے بچوں کی سلامت روی میں ہدایت وراہنمائی کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

۲۔اس فطری طوفان کوفروکرنے کی کوشش میں جلد بازی مناسب نہیں، صبروتحمل اور نرمی سے کام لے کر فطری توازن وسکون کے لمحات کا انتظار کرنا چاہیئے۔

۳۔سن وسال کے ان تغیرات کو برانہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ ان میلانات کی صحیح نوعیت کا اندازہ کر کے بچوں کو آہستہ آہستہ گرفت میں لانے کی کوشش کرنی چاہیئے، سختی اور سخت گیری سے بچنا چاہیئے۔

۴۔ مدرسہ جانے سے پہلے کی عمر میں جن بچوں کو حسن سلوک اور خیر خواہی کے ماحول میں رکھا جاتا ہے وہ بڑے ہوکر شائستہ مزاج، سنجیدہ اور سمجھ دار بالغ نظر افراد بن جاتے ہیں اور اچھے شہری ثابت ہوتے ہیں۔

بچوں کے درمیان انصاف

والد پر یہ بھی لازم ہے کہ بھائیوں کے درمیان مساوات و برابری سے کام لے اور حسد پیدا نہ ہونے دے، اس لئے کہ حسد ایک بری صفت، خطرناک بیماری اور شر کا مجموعہ ہے۔حسد اور شک یہ دو ایسی صفت ہیں کہ ہر انسان کے اندر پائی جاتی ہیں۔بچوں کے اندر حسد پیدا ہونے اور بڑھنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ والدین کی محبت ایک بچے سے دوسرے کی بنسبت جب زیادہ ہوتی ہے تو اس دوسرے بچے کے اندر حسد کی تخم ریزی ہوتی ہے، اور وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک دوسرے بہن، بھائیوں پر غصہ کرنے لگتا ہے، حتی کہ بسا اوقات تو ان کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔اور کبھی والدین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے خود کو نقصان بھی پہنچاتا ہے۔اسی وجہ سے تربیت

کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ تربیت کے اس گوشے سے ہرگز غافل نہ ہو۔ اور بچوں کو یہ بھی باور کرائے کہ ان کی محبت تمام بچوں کے ساتھ برابر ہے اور کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اولاد کو جُدا جُدا رکھنا

تربیت کرنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ زیادہ دیر تک ان کو ایک جگہ اکھٹا نہ رکھے، بلکہ مفید مشغلوں میں مصروف کر کے ایک دوسرے سے جدا رکھے، اس سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور آپس کے اختلافات بھی ختم ہوں گے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا تھا: اے ابو ہریرہ ایک دن ناغہ کر کے ملا کرو محبت میں اضافہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ اپنی اولاد کی تربیت کے لئے آسان اور مفید طریقوں سے کام لیتے تھے۔ اور ان سے فرماتے: ''جب صبح ہو جائے تو متفرق ہو جاؤ، ایک گھر میں جمع نہ ہو، مجھے تمہارے آپس میں اختلاف کا اندیشہ ہے''۔ یہ ہے حضرت عمرؓ کی دانشمندی اور تفقہ اور بچوں کی نفسیات پہچاننے کی مہارت، اسی وجہ سے ہمیشہ ایک جگہ جمع ہونے سے منع فرمایا کرتے اور متفرق رہنے کا حکم دیتے تھے۔ اس لئے کہ جدا جدا رہنا آپس کے جھگڑوں اور بغضوں کو مٹا دیتا ہے، اور اس جگہ کو آپس کی محبت آ گھیر لیتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم آج کل اپنے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کی اس مفید و نافع وصیت پر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ ہم اپنے بچوں کو اختلاف و مشاجرت سے دور ایک پاکیزہ زندگی دے سکیں۔

بچوں کا رشتہ داروں کے ساتھ اخلاقی رویہ کیسا ہو؟

ایک مربی کی اپنے بچے کی بہترین اور افضل ترین تربیت یہ ہے کہ انہیں رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی تربیت دے۔ خصوصاً اس زمانہ میں اس کی اہمیت اس وجہ سے بھی بڑھ گئی ہے کہ آج کل اکثر بچے اپنے خاندان کے بڑوں کی

تعظیم نہیں کرتے۔اور یہ نہیں سمجھتے کہ کن کن لوگوں کے ساتھ رشتہ داری ہے؟اور صلہ رحمی کا تعلق کن کن کے ساتھ کرنا چاہیئے؟ رشتہ داروں کے بہت سے حقوق ہیں: منجملہ ان حقوق کے صلہِ رحمی کا حکم بھی ہے،صلہ رحمی اور حسن سلوک کے لحاظ سے تمام رشتے دار بہن بھائیوں کی طرح ہیں۔اور تربیت کرنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ بچے کے اندر اعلیٰ اخلاقی اقدار کی آبیاری کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرنے کی ترغیب دے۔

بچوں کے اخلاق و کردار کے اس گوشے میں مزید اضافہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کرانے کے لئے ایک مناسب وقت مقرر کرے اور اس وقت میں ملاقات کرائے۔خاص طور پر بچے کی دادی،نانی،نانا،چچا اور پھوپی وغیرہ کے ساتھ وقتاً فوقتاً ملاقات کرانے کا بھی اہتمام کرے۔اور اس ملاقات کے لئے پہلے اس کے دل و دماغ میں شوق پیدا کرے اور ان ملاقاتوں کے فضائل ان کے سامنے بیان کرے کہ رشتے دار کی زیارت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا اجر وثواب ہے؟ اور خود رشتہ داروں کے ہاں اس کا کتنا بڑا اثر ہوگا؟۔

البتہ اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ اس ملاقات کے معاملہ میں بچوں کو مجبور نہ کیا جائے تاکہ اس کے دل میں نفرت وسختی پیدا نہ ہو۔اس لئے کہ بچوں کے نفسیات میں ہے کہ وہ بار بار ایک کام کو کر کے اکتا جاتے ہیں۔ہاں نرم لہجے میں اس کو ترغیب دے اور اس کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے مناسب وقت میں صلہ رحمی کرنے ،اور رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کرنے کے فوائد سنا کر ملاقات کی طرف مائل کرے۔

اسی طرح بعض رشتہ دار آپ کے بچوں سے کام کرواتے ہیں مثلاً پانی بھروانا، کچرا پھینکنا وغیرہ،تو بچوں کو سمجھائے کہ کبھی کوئی کام دے تو انہیں خوش دلی سے انجام دیں۔

بچوں کو کفر کے جالوں اور چالوں سے بچائیں

بچوں کی حفاظت کے خواہش مند باپ کے لئے ضروری ہے کہ کفر کے ان جالوں

اور چالوں سے بچے کو بچائے۔ ان کے غلط اخلاق اور کفر کی حقیقت کو بچوں کے سامنے واضح کر کے ان کے کفریہ مکر وفریب سے بچے کو محفوظ رکھے۔ یہاں ایک انتہائی سخت خطرناک گوشے کا بھی تذکرہ انتہائی ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ وضع قطع میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا۔

تربیت کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ اس خطرناک مرض سے بچے کو متنبہ کرے جو پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ خصوصاً ذرائع ابلاغ اخبار، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، سریل وغیرہ عجیب وغریب پروگرام پیش کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر بچے متاثر ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کو روکنے والا کوئی نا ہوتو بڑے لوگوں کی طرح وضع قطع بھی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچوں میں دو خرابیاں زیادہ پائی جاتی ہیں

چوری اور جھوٹ، بچوں سے یہی دو کام زیادہ سرزد ہوتے ہیں، انہیں کا ان سے توقع کی جاسکتی ہے، اس لئے والدین کو بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے کہ وہ بچے سے یہ عادت چھڑا کر انہیں سیدھے راستے پر گامزن کرسکیں۔ بچہ کبھی والد کی غربت کے سبب چوری اور جھوٹ تک پہنچتا ہے، اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں فلاں فلاں چیز حاصل کرلوں۔ یہی فضول اور غیر مفید چیزوں کا شوق اسے ان خرافات تک پہنچا دیتا ہے، اس وقت صبر اور قناعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے بچے میں نصیحت اور ترغیب کے ذریعے سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ جب بچے کو سچ کی عادت ہو جائیگی تو وہ جھوٹ نہیں بولے گا جس سے اس کی چوری بھی ختم ہو جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ بچہ اس لئے چوری سے بچ جائے کہ بعد میں سچ بول کر اس کا اقرار کرنا پڑے گا۔

کیا بچوں کیلئے سزا نقصان دہ ہے؟

بچے کی تربیت کے لئے سزا نقصان دہ امر نہیں ہے جیسا کہ مغربی لوگ اور کچھ

مغرب زدہ مشرقی لوگ اس کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ البتہ بچے کی تربیت کی ابتداء ہی سزا سے ہو۔ بلکہ ہم تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مربی پہلے تو پند ونصیحت سے ہی کام لے۔ لیکن جب پند ونصیحت کارگر نہ ہوتو مجبوراً سزا کا سہارا لے تا کہ بچے کو اس سزا کے دوران اس چیز کا احساس ہو جائے کہ واقعۃً مجھ سے خطاء سرزد ہوئی تھی۔ اس سے ان شاء اللہ بچہ معاشرہ میں ایک کامیاب انسان کے طور پر ابھرے گا۔ لیکن کیا ہر بچے کے لئے سزا ضروری ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بچے کی انفرادی طبیعت کو مدنظر رکھیں۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے ایک بار کی سزا ہی کافی ہوتی ہے۔ بعض بچے کو احساس دلانا ہی کافی ہوتا ہے۔ بعض بچے کو غصہ کے ساتھ صرف دیکھ لینا اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ بعض بچے کو ایک آدھا سخت کلمہ کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن بعض بچے کو سخت سزا نہ دی جائے تو وہ باز نہیں آتے۔ انہیں نصیحت کرنا یا قہر آلود نگاہ سے دیکھنا یا احساس دلانا وغیرہ قطعاً کارگر نہیں ہوتا۔ اب یہ کام مربی کا ہے کہ وہ بچے کی طبیعت کا جائزہ لے اور دیکھے کہ اس کے لئے سزا ضروری ہے یا نصیحت؟ یا دونوں؟ اکثر مربی حضرات یہی فرماتے ہیں کہ بچے کو وقتاً فوقتاً دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ کبھی اس کے لئے نصیحت وشفقت ضروری ہوتی ہے اور کبھی زجر وتوبیخ اور سزا۔

بچوں کو مناسب سزا دیجائے

بچہ اگر کوئی غلطی کرے تو اسے نصیحت کی جائے اگر باز نہ آئے تو کچھ دیر کے لئے اس سے ناراض ہو جائیں۔ اگر پھر بھی باز نہ آئے تو کچھ دیر کے لئے اسے قہر آلود نگاہوں سے گھوریں اگر پھر نہ رُکے تو اسے بلند آواز سے جھڑکیں۔ اگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوتو بچے کی جو پسندیدہ چیزیں ہیں ان سے بچے کو محروم کر دیں۔ اگر دیکھیں کہ بچہ پھر بھی اثر قبول نہیں کر رہا تو پھر بچے کو ہلکی پھلکی سزا دیں۔ دوران سزا مربی کو چاہئے کہ وہ بچے کی زبانی اصلاح بھی کرے کیونکہ کبھی سزا سے بچے میں دل شکستگی پیدا ہوتی ہے اور وہ توہین پر اتر آتا ہے۔

دوران تربیت اگر سزا کی ضرورت پڑے تو مربی کو مناسب سزا دینی چاہیے۔ نہ تو حد سے زیادہ سختی کرے اور نہ ہی حد سے زیادہ نرمی کا برتاؤ کرے۔ بچے کو غلطی کی مناسب سزا ملنی چاہئے۔ بچے کو ہر بات پر نہیں مارنا چاہئے ورنہ اس کا انجام یہ ہوگا کہ بچے کے لئے مار بھی غیر مؤثر ہو جائے گی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور انکا اندازِ تربیت

امام غزالی رحمہ اللہ نے عرصہ دراز سے ہماری توجہ مبذول کرائی ہوئی ہے انہوں نے بچے کی تربیت کے لئے ایک مکمل قولی و عملی طریق متعین فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بچے سے کسی اچھے کام اور اچھی بات کا ظہور ہو تو اس کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنا چاہیے اور اس عمل کا ایسا بدل عطاء کرنا چاہیے جس سے بچہ خوش ہو جائے۔ نیز بچے کی تعریف لوگوں کے سامنے بھی کی جائے، اور اگر بچہ پہلی بار غلطی کرے تو اسے نظر انداز کر دینا چاہیے۔ اس کے سامنے یہ بالکل ظاہر نہ کرے کہ کوئی بھی شخص اس غلطی کا تصور کر سکتا ہے بالخصوص اگر بچہ بھی اسے چھپانا چاہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس اخفا سے بچے کی جسارت بڑھے اور پھر اسے اس بات کے ظاہر ہونے کی پرواہ ہی نہ رہے۔ اگر وہ دوبارہ غلطی کرے تو اسے تنہائی میں ڈانٹا جائے اور اس کام کا بہت برا ہونا ثابت کیا جائے۔ اور اسے کہا جائے، خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ ہو! اگر لوگوں کو پتہ چل گیا تو تم لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ اس بات کا بھی خیال رہے کہ بچے کو ہر وقت نہ ڈانٹا جائے کیونکہ پھر اسے اس کی عادت ہو جائے گی اور ملامت کا احساس اور بات کی وقعت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی۔

بچے ہمارے پاس امانت خداوندی ہیں، انہیں نرم آٹے کی مانند ہر طرف موڑا جا سکتا ہے۔ اگر انہوں نے کسی پاکیزہ معاشرہ میں آنکھ کھولی ہو تو وہاں سے پاکیزگی حاصل کریں گے اور بعد والی نسلوں میں منتقل کر دیں گے، اس معاشرے کی اساس بچوں کے

لئے مربی یا باپ ہے۔اسی کو بچوں کے لئے ایک نمونہ بننا چاہیے۔ کیونکہ بہترین نمونہ بچے کی تربیت کا سب سے اہم وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ بچہ اپنی فطرت کے ہاتھوں بڑے کی اقتداء اور تقلید کرنے پر مجبور ہے کیونکہ اس کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بڑے جو کچھ کررہے ہیں وہی درست ہے۔ پس بڑے کو خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے قول وفعل میں کسی قسم کا تضاد نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" (الصّف: ۲، ۳) ترجمہ: اے ایمان والوں ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

المختصر یہ کہ مربی بچے کے معاملات میں گہری نظر رکھنے والا ہوتا کہ بچہ معاشرہ کا ایک عمدہ فرد بنے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور خود بھی دوسروں سے فائدہ حاصل کرے۔

بچوں کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے!

والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ انتہائی نرمی خلوص اور محبت سے پیش آئیں، بار باراور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہرگز نہ ماریں، بار بار کی مار پیٹ سے بچے کے دل سے مار کا ڈر جاتا رہتا ہے، مارنے کے بجائے نرمی سے سمجھائیں، بچے کی جائز بات کو ضرور مان لیں، اگر حالات اسکی اجازت نہ دیں تو بچے کو صاف صاف بتائیں کہ آپ اسکی بات کیوں نہیں مان سکتے تاکہ وہ مطمئن ہوجائے۔

بچے میں خوداعتمادی کا جذبہ پیدا کریں اگر وہ کوئی غلط کام بھی کرے تو فوراً آلۂ ضرب لیکر کھڑے نہ ہوجائیں، ایک دوبار صرف زبان سے تنبیہ کریں اور کہیں کہ اگر آئندہ ایسی غلطی کی تو سزا دی جائے گی، حتی الامکان مارنے سے پرہیز کریں، بعض اوقات بچہ بدزبان اور خودسر ہوجاتا ہے، شروع شروع میں تو والدین کو بچے کی ایسی حرکتیں پسند آتی ہیں اور اس امید پر برداشت کرتے ہیں کہ بڑا ہوکر خود بخود ٹھیک

ہوجائے گا، حالانکہ بچپن میں پڑی ہوئی عادتیں بڑی مشکل سے چھوٹتی ہیں۔

بچپن میں جو باتیں بچوں کے ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں وہ ہمیشہ انکے دماغ میں محفوظ رہتی ہیں، لہٰذا اس خودفریبی کا شکار نہ ہویئے کہ بچہ بڑا ہونے کے بعد سنبھل جائے گا بلکہ یہ سمجھ لیجئے کہ بڑا ہونے کے بعد آپ اس کو قابو میں نہیں لا سکتے۔

بچوں میں سختی جھیلنے کی عادت ڈالیے؟

والدین کو یہ بات اپنے بچوں کے ذہن نشیں کرادینی چاہئے کہ گھر سے باہر کی زندگی میں انہیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے انکو وہ خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کریں، آپ کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اسکول اور گھر کہنے کو تو دونوں بہترین تربیت گاہیں ہیں لیکن درحقیقت وہ دو مختلف چیزیں ہیں، گھر میں بچہ کچھ کرتا ہے یا نہیں اُسے یہ ترغیب ضرور دینی چاہئے کہ گھر سے باہر جو کام بھی کرنا پڑے بخوشی انجام دیں۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ کا بچہ عملی زندگی میں قدم رکھے گا تو اسے ہزاروں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، اگر آپ اسکو بچپن ہی سے حالات کا مقابلہ کرنا سکھادیں گے تو عملی زندگی میں وہ بہتر طور پر اپنا کام سرانجام دے سکے گا، گھر گھر اور اسکول اسکول ہوتا ہے نہ اسکول کے ماحول میں گھر میں پیدا کیا جاسکتا ہے اور نہ گھر کا ماحول اسکول میں، بے شک آپ اپنے بچے کو گھر میں شاہزادہ بنا کر رکھیں لیکن تربیت اسکو یہ دیں کہ باہر جو کام بھی کرنا پڑے اسے خوشی و دلچسپی کے ساتھ کریں۔

بچوں کو تھوڑی سی آزادی بھی دیجئے

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بچے جس تفریح کو پسند کرتے ہیں باپ اسکو ناپسند کرتا ہے اس سلسلے میں ماں باپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس تفریح کو آپ ناپسند کرتے ہیں وہ آپ کی نہیں آپ کے بچے کی تفریح ہے، وہ اسے پسند کرتا ہے تو آپ اسے اسکی اجازت دیدیں، بشرطیکہ اس میں برائی کا کوئی پہلو نہ ہو ہمارے یہاں نئی اور پرانی نسل کا

جھگڑا عام ہوگیا ہے، نئی نسل جس چیز کی دلدادہ ہوتی ہے پرانی نسل اس پر لعنت بھیجتی ہے، یہ زبردست اختلاف ہر دور میں نئی اور پرانی نسل کے درمیان ہوتا چلا آیا ہے، صحیح طرز عمل یہ ہے کہ نئی نسل کچھ باتیں اپنے بزرگوں کی مانیں اور بزرگ تھوڑی سی آزادی نئی نسل کو دیں۔

آئینِ نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

بچے برائی بہت جلد سیکھ لیتے ہیں لیکن اگر برائی کو چھڑانے کا صحیح طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو پھر ان کو راہِ راست پر لانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔

بچوں کو احساس کمتری سے بچایئے

بچوں میں احساس کمتری والدین کے سلوک سے پیدا ہوتا ہے بعض اوقات والدین کی نظر عنایت کسی ایک بچے پر زیادہ ہوتی ہے وہ جو چیز لاتے ہیں پہلے اس کو دیدیتے ہیں، اگر کہیں گھومنے پھرنے جائیں تو اسکو اپنے ساتھ لیکر جاتے ہیں، اس سے دوسرے بچوں میں جذبہ حسد پیدا ہوتا ہے، شروع شروع میں تو اس حسد کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن بڑے ہونے کے بعد یہ اپنا رنگ لاتا ہے، اور اکثر گھرانوں میں سگے بھائی ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہوجاتے ہیں۔

بچوں کو بری عادتوں سے روکیں

بچوں کو بری عادتوں سے روکنا زندگی کا ضروری جز ہے، اگر بچوں کو انکی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اچھی بری سب عادتیں اختیار کرلیتے ہیں۔ اچھی عادتوں کی مشق ابتدا ہی سے کرانی چاہیئے، اگر بری عادتوں کی روک تھام اور اصلاح بروقت نہ کی جائے تو کردار کی بہت خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور آئندہ چل کر ان کے چھڑانے میں بہت دقت پیش آتی ہے، اس طرح اسکے اور والدین کے درمیان کشمکش شروع ہوجاتی ہے،

اب والدین کو زیادہ سختی سے کام لینا پڑتا ہے اور بچے میں بغاوت کا رجحان پیدا ہونے لگتا ہے جس سے بالآخر والدین کو اکثر شکست کھانی پڑتی ہے۔

بچہ والدین کی محبت، حفاظت اور رہنمائی کا محتاج وطلب گار ہوتا ہے، لیکن پیار ومحبت میں بیجا ناز برداری، پھسلانے، بہلانے اور بالآخر بچہ کو پیسے دے دے کر منانے اور سمجھانے کا طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ اگر والدین ایسی کمزور حکمت عملی سے کام لیں تو بالآخر بچے کی شخصیت غالب آجاتی ہے اور پھر والدین اسکی خوشامد اور چاپلوسی پر اتر آتے ہیں جس سے بچہ ضدی بن جاتا ہے۔

بچے کے دل میں ماں باپ کے ساتھ محبت اور ان کے لئے ادب واحترام کا جذبہ بھی پیدا ہونا چاہیئے اور ماں باپ کا اثر ایسا ہونا چاہیئے کہ محض ان کے چہرے کے ذراسے تغیر سے اور لب ولہجہ کی تبدیلی سے بچے کی اصلاح پیدا ہوجائے اور زیادہ سختی یا سزا کی ضرورت پیش نہ آئے۔

کیونکہ بچے کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کا ایک ضروری جز یہ ہے کہ اس کی بری عادات کی جستجو کی جائے، آج کا بچہ کل کا باپ بنے گا۔ جس طرح بڑی عمر والوں میں برائیاں موجود ہوتی ہیں، ہم بچے کی بری عادتیں ڈھونڈ کر اس کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ بچہ پر خفگی کا اظہار اور اسے برا بھلا کہنا بالکل لا حاصل ہے، بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے آہستگی اور نرمی کے ساتھ سمجھا دیا جائے۔ جس سے وہ خوش ہو کر بات کو سمجھ لے۔ شرارت سے باز رہنے کیلئے بچے کو کوئی انعام دینا بڑی غلطی ہے، رشوت لینے کی ایسی عادت جب پڑ جاتی ہے تو مشکل سے جاتی ہے، بچہ ضدی ہو جاتا ہے اور انعام کے لالچ میں ذرا ذراسی بات پر روٹھنے اور بگڑنے لگ جاتا ہے، دراصل رونے اور چیخنے سے بچے کا سینہ مضبوط ہوتا ہے، اسلئے اس کی زیادہ پروانہیں کرنا چاہیئے، روٹھے ہوئے بچہ کو بار بار منانا اور اسے چپ کرانے کی کوشش کرنا گویا اس کی عادت کو بگاڑنا ہے، ایسا کرنے سے وہ بار

بار مچلنا سیکھتا ہے، کمزور، بے قابو اور نافرمان ہوجاتا ہے، رفتہ رفتہ وہ خود رائے ہوجاتا ہے، اور غیر مستقل مزاجی اس کے کردار کا ایک خاصہ بن جاتی ہے۔

بچوں کیلئے نظم وضبط کی اہمیت

بچے کی اپنی شخصیت کی تعمیر کیلئے ضروری ہے کہ مقررہ احکام اور قواعد کی فوراً تعمیل کرائی جائے، ماں کو جلد 'نا' کہنا سیکھنا چاہئے اور بچے سے اس 'نا' کو منوانا چاہئے، اس کو پرسکون، باوقار اور مستقل مزاج اور منصف مزاج ہونا چاہئے، مقررہ قواعد کی خلاف ورزی پر لازمی اور مقررہ سزا دینی چاہئے تا کہ بچے کو معلوم ہوجائے کہ سزا کی کیا وجہ ہے۔

بچے کیلئے صحیح طور پر یہ جاننا کہ اسے کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے سکون طبع کا موجب ہوتا ہے، زیادہ تر بچوں کا تعلق جب بڑے آدمیوں سے ہوتا ہے تو اگر والدین کی کسی قسم کی طرف سے تنبیہ نہ ہو تو ان میں ایک جذبہ بیچارگی پیدا ہوجاتا ہے۔

بچوں کو گھریلو کام کاج کی طرف رغبت دلائیں

ہر بچے میں شروع شروع میں کچھ نہ کچھ کرنے کا جذبہ موجود ہوتا ہے اور والدین کا کام یہ ہے کہ اس جذبہ کو صحیح راستہ دکھایا جائے۔ عموماً والدین بچوں کو یہ کہہ کر کام کرنے سے روک دیتے ہیں کہ انہیں یہ کام نہیں کرنا چاہئے، ابھی انکی عمر یہ کام کرنے کے قابل نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس قسم کی باتوں سے بچوں کا جذبہ عمل مرجھا کر رہ جاتا ہے، اس کے برعکس اگر بچوں کو صحیح راستہ دکھایا جائے تو وہ اس کام کو ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ بہتر طریقہ پر انجام دے سکتے ہیں۔

بچے کو کسی بھی اچھے کام کی طرف مائل کرنے کا بہت آسان طریقہ ہے۔ والدین کو چاہیے کہ مسکرا کر یا شفقت بھرا بوسہ لے کر بچے کو اچھے کام کی طرف راغب کریں۔ یا اسے کسی ایسے کھیل میں لگائیں جس سے بچے کے دل میں خود بخود اچھے کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوجائے، یا کوئی بھی ایسا کام جو بچے کو پسند ہے اس کے ذریعے بچے کو اچھے اور

مفید کام کی ترغیب دی جائے۔ بچے کو ترغیب دینا انتہائی ضروری ہے تا کہ بچے اچھی تربیت حاصل کرسکیں۔ بچوں کے ساتھ ہر وقت سخت لہجے میں بات کرنا بچے کو تنگ نظر بنا دیتا ہے۔ اگر والدین بچے کو نرم لہجے میں اچھے انداز میں کسی بات کی تلقین کریں گے تو بچہ اسے جلد سمجھے گا۔

ماں کو بچے کی تعریف کر کے اس کی ہمت ضرور بڑھانی چاہئے اور اگر اصلاح کی غرض سے بچے کے کاموں پر تنقید کی جائے تو ایسے انداز میں جس سے بچے میں کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو اور ترقی کر سکے۔ ہر وقت بچوں کے کاموں کی برائی جتاتے رہنا، ان کے جوش عمل کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، صبر اور استقلال کا مادہ ٹھونسا نہیں جاسکتا بلکہ یہ خوبی بچے کی عمر کے ساتھ روزمرہ کی زندگی اس میں خود بخود پیدا کر دیتی ہے، پھر جہاں تک ممکن ہو سکے بچوں کو کام کی خرابی کے باعث لعن طعن نہیں کرنی چاہئے، اسکے برعکس اگر انہیں کام کی خرابی کے اسباب اور نتیجے سمجھائے جائیں تو یہ بات انہیں راہ راست پر لانے کیلئے زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

تمام کاموں کو بچوں کی مرضی پر چھوڑ کر انہیں بے لگام نہیں بنا دینا چاہئے بلکہ ان کی تربیت اس طرح ہونی چاہئے کہ وہ ایک نظام عمل کے پابند رہیں۔ بچوں کے ساتھ تحکمانہ انداز میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے، انہیں مناسب اور نرم الفاظ میں ہدایت کرنی چاہئے اور سخت طریقہ کار صرف اس صورت میں اختیار کرنا چاہئے جب کہ دوسرا چارۂ کار باقی نہ رہے، اگر بچوں سے اس طرح بات چیت کی جائے کہ ''کیا تم بڑوں کی طرح یہ کام تنہا کرنے کیلئے تیار ہو؟'' یا ''اس کام میں تم نے میری بہت زیادہ مدد کی ہے اور میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں'' تو یہ جملے بچوں پر معجزانہ اثر کرتے ہیں اور انکے جذبہ عمل میں ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے، بچوں میں اگر کام کو خوش دلی کے ساتھ انجام دینے کا جذبہ پیدا کر دیا جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ انہیں ایک بہت بڑی دولت دے دی گئی ہے اور جو لوگ بچوں

میں یہ جذبہ پیدا کر سکتے ہیں انہیں ممتاز ماہر تعلیمات بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

بچے شعور کی آنکھ کھولتے ہی کیا دیکھتے ہیں؟

بچوں کا دل و دماغ، ذہن اور کردار اپنے والدین، اساتذہ، دوستوں، پڑوسیوں اور ماحول سے تاثر قبول کر کے انہی کے انداز میں ڈھل جاتا ہے۔شعور کی آنکھیں کھول کر بڑے ہونے تک بچے جن لوگوں کو اپنے آس پاس دیکھتے ہیں وہ اگر محنتی اور ایماندار، وقت کے پابند اور خدا سے ڈرنے والے اور شگفتہ اور مہذب ہوں تو بچوں کو ڈھلتے ہوئے کردار پر انہی کا اثر پڑے گا، خصوصاً شروع کے دس برس تو بچوں کی تعلیم و تربیت میں بہت اہم ہیں، ان سے اسی انداز میں بات کیجئے جو انہیں سکھانا مطلوب ہو۔بچوں سے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ سے کام لینا ہرگز درست نہیں، کیونکہ اس طرح وہ اپنی ذات پر اعتماد ہی کھو بیٹھتے ہیں بلکہ غیر شعوری طور پر یہ ناپسندیدہ عادات بھی اپنا لیتے ہیں، ان کا ذہن تو دھلی ہوئی تختی کی طرح ہے جو نمونہ ان کے سامنے پیش کیا جائے گا وہ بھی اسی کی نقل کریں گے۔

اس امر کا اہتمام ہم سب کا فرض ہے کہ ہمارے بچوں کو ایسا ماحول ملے جس سے ان میں وہ خصوصیات پیدا ہوں جو دین و دنیا میں کامیابی کیلئے ضروری ہے اور ایسا ماحول پیدا کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، سارے ماحول کو بدلنا کوئی آسان بات نہیں۔لیکن بقول شاعر

''قطرہ قطرہ دریا می شود''

آپکے بچے گھریلو کام کیا کیا کر سکتے ہیں؟

زندگی میں کامیابی کیلئے ذہانت سے بھی زیادہ محنت کام آتی ہے، اگر خداداد ذہانت کو محنت کے ساتھ استعمال نہ کیا جائے تو خود ذہانت کو زنگ لگ جاتا ہے۔

بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے جائیں انہیں اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈالنی

چاہیے، مثلاً ایک دو سال کا بچہ یہ کر سکتا ہے کہ جب آپ اس کا لباس تبدیل کریں تو وہ میلے کپڑے انکی جگہ لے جا کر ڈال دے۔ کھیلنے کے بعد کھلونے واپس انکی جگہ پر رکھنے کی عادت بھی خوش گوار انداز میں شروع ہی سے ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ بچے سے کہہ سکتے ہیں: بیٹے! آپ نے لیگو سے کھیل ختم کر لیا، چلیں اب انہیں انکے گھر میں پہنچا دیں، بے چارے وہ بھی تو تھک گئے ہوں گے۔

اسی طرح بچہ خوشی خوشی اسے بھی کھیل ہی جان کر کھلونے واپس انکی جگہ رکھ دے گا اور آہستہ آہستہ یہ اس کی عادت ثانیہ بن جائے گی۔

پانچ چھ سال کے بچے اکثر اپنی کتابوں کی شیلف یا جوتوں کا خانہ خود صاف کر کے سی لیتے ہیں، چھ سات سال کے بچے سے کھانے کی میز پر برتن لگانے میں مدد لی جا سکتی ہے اور آٹھ نو سال کے بچے اپنا بستر خود بچھا سکتے ہیں۔

بچوں کے ذمے گھر کا کوئی کام لگانا جو خاص انہی کی ذمہ داری ہو بہت اچھا رہتا ہے۔ مثلاً کچرا پھینکنا، پنکھا اور بورڈ صاف کرنا، فرج کی بوتلوں میں پانی بھرنا ایک بچے کی ڈیوٹی لگا دیجیے، اس طرح اسے گھریلو نظام میں اپنی اہمیت اور ذمہ داری کا احساس ہوگا۔ آٹھ دس برس کے بچے بخوبی یہ کام کر سکتے ہیں، اسی طرح میز پر برتن لگانا پودوں کو پانی دینا بھی انکے ذمے لگایا جا سکتا ہے، ذمہ داری سپرد کرتے وقت بچے کو یہ احساس دلا دیں کہ یہ اب اس کا روزانہ کا کام ہے اور وہ خود سے یاد دہانی کرائے بغیر اسے کیا کرے گا، کسی دن بچہ بھول جائے تو آہستہ سے یاد دلا دیں لیکن اس کا کام خود اسی کو کرنے دیجیے۔

بچوں میں خود اعتمادی پیدا کیجیے

زندگی میں کامیابی کیلئے خود اعتمادی کی اشد ضرورت ہے ورنہ بیش قیمت وقت ''ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں'' کی نذر ہو جاتا ہے۔ بچپن میں جنہیں بہت زیادہ سختی، روک ٹوک اور ہر بات سے نکتہ چینی سے واسطہ پڑا ہوتا ہے، وہ بڑے ہو کر

احساس کمتری اور مسلسل تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں، جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو جیسے اندر سے آواز آتی ہے "نہیں ایسا نہ کرو" گویا اب بھی ان کے والدین لاشعور کی تہوں میں ان کا کنٹرول کرتے ہیں، بہت زیادہ لاڈ و پیار، چونچلوں اور ننھا بنا کے رکھنا بھی اسی قسم کا نتیجہ سامنے آتا ہے۔

بچے خود بھی اچھے ہی بننا چاہتے ہیں، انہیں بس یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ پسندیدہ کیا ہے اور ناپسندیدہ کیا ہے اور یہ کہ انکی حدود کیا ہیں۔ یعنی ہنسی کھیل میں وہ کس حد تک بڑوں کو ناراض کیے بغیر جا سکتے ہیں، اگر ان کی رہنمائی نہ کی جائے تو وہ گھبرا جاتے ہیں، انہیں شفقت، نرمی اور مثال قائم کر کے اچھی باتوں کی عادت ڈالی جائے۔ عادتیں بنانے کیلیئے بہترین دور شروع کے پانچ سال ہیں لیکن بڑے بچوں کو بھی رفتہ رفتہ نرمی سے سدھارا جا سکتا ہے۔

اگر آپ کا بچہ تعلیم میں درمیانے درجے کا ہے لیکن تقریر، پینٹنگ یا فٹ بال میں اچھا ہے تو اسے موقع دیجئے کہ اپنا اسکول کا کام وغیرہ مکمل کرنے کے بعد اپنے شوق پر توجہ دے سکے، اپنی حیثیت کے مطابق اسے اس میدان میں ٹریننگ اور سہولتیں مہیا کرنے کی بھی کوشش کیجئے۔

بچوں کو اچھے مطالعے کی عادت ڈالیے

زندگی کی مسرتوں میں سے مطالعہ بھی ایک مسرت ہے اور زندگی کے ہر مرحلے میں اکتاہٹ کا علاج ثابت ہوتا ہے، اور چونکہ تہذیب کا انحصار بھی مطالعے پر ہی ہے اسلئے سمجھدار والدین اپنے بچوں میں مطالعے کی عادت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، کم سن بچوں کو عموماً کتابوں کے ساتھ دلچسپی ہوتی ہے اور بچپن کی یہ خواہش کہ انہیں کوئی کہانی سنائی جائے، دراصل بعض بچوں کو عموماً کتابوں کے ساتھ کوئی شغف نہیں ہوتا اور وہ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ کسی کتاب کو مشکل ہی سے ہاتھ لگاتے ہیں۔ کتابوں کی

طرف سے بعض بچوں کی بے توجہی کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ انہیں پڑھنے کا فن دیر میں آتا ہے۔ٹھیک اسی طرح جب میں حفظ کیا کرتا تھا تو بہت سی کتابیں سمجھ میں نہیں آیا کرتی تھی کیونکہ اس وقت احقر کی عمر دس سے بارہ سال تھی لیکن حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب کی کتابیں سمجھ میں آجایا کرتی تھی کیونکہ حضرتؒ کی کتابیں بہت ہی سلیس ہوا کرتی ہیں اسی لئے میں حضرت کی کتابیں شوق وذوق سے پڑھتا تھا اور الحمدللہ آج بھی مطالعہ شوق وذوق ہے۔

بہر حال مطالعہ میں ایک لذت اور کشش موجود ہوتی ہے اگر بچہ مزاحیہ چیزوں کے مطالعے میں یہ لذت محسوس کرتا ہو تو پھر والدین کیلئے تشویش میں مبتلا ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ مزاحیہ تصاویر اور کتابوں کا مطالعہ کے اعتبار سے بچوں کیلئے ہمیشہ موزوں ثابت ہوتا ہے، مزاحیہ کتابوں اور تصاویر وغیرہ میں بچوں کی دلچسپی کا پورا پورا سامان موجود ہوتا ہے اور جس طرح بچوں کو مٹھائی، چاکلیٹ، آئس کریم کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے، اسی طرح کتابوں اور تصاویر کے ساتھ بھی ان کا لگاؤ پیدا ہوسکتا ہے۔اور اسی طرح وہ بہتر کتابوں کے مطالعہ کی جانب بھی مائل ہوسکتے ہیں، بعض اوقات بچوں کو مطالعے کا شوقین بنانے کیلئے مکروفریب سے کام لینا پڑتا ہے، چنانچہ ایک لائبریری نے اسی طریقہ سے کام لے کر پورے مدرسہ کو ادبی کتابوں کے مطالعہ کا عادی بنا دیا تھا۔

بچوں کو ذہنی پیغام دیجئے

والدین کی حیثیت سے بچوں کو یہ ذہنی پیغام دینا ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس ضروری پیغام کی عدم موجودگی میں بچہ آپ سے کھل کر گفتگو نہیں کرسکتا۔ ایک بچہ چھٹی کے بعد اسکول سے گھر آیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور سانس پھولی ہوئی تھی ’’امی آج ٹیچر نے مجھے تین دفعہ ڈانٹا‘‘ اس نے شکایت کی، ماں نے تڑ سے جواب دیا: ’’تم ہو ہی شرارتی، ضرور کوئی حرکت کی ہوگی‘‘ ماں کے اس جواب سے گفتگو کا

دروازہ بند ہوگیا۔ یہ بچہ اب ماں کو کبھی اپنا فریق اور ساتھی نہیں سمجھے گا، اسکے سارے احساسات سینے میں لاوے کی طرح پکتے رہیں گے اور اس کی شخصیت میں پیچیدگیاں پیدا کرنے کا سبب بنیں گے۔

ماہرین کی رائے میں بچے سے بے تکلف گفتگو کی روایت موجود ہو تو وہ پریشانی کے وقت اپنے جذبات کے اظہار میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ بچے کی بات مکمل ہونے سے پہلے اس کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی رائے ظاہر نہ کی جائے اور نہ دوران گفتگو میں اسے ٹوکا جائے۔ بچے سے کسی بہت حساس موضوع پر بات کرنی ہو تو فیصلہ کن یا تحکمانہ انداز اختیار نہ کریں۔ وقت کا انتخاب بھی اہمیت رکھتا ہے، موقع ایسا ہو جب بھرپور اعتماد کی فضا موجود ہو، دوپہر کے آرام کے بعد یا رات کو سونے سے پہلے کا وقت موزوں ہوسکتا ہے۔

بچوں کو بھوت پریت سے نہ ڈرائیں

بچے کو ڈرانا کہ وہ سو جائے، یا خاموشی سے بیٹھ جائے یا اپنی حرکات سے باز آجائے وغیرہ۔ یہ بھی ہماری غلطی ہے کبھی ہم اسے محض وہمی چیزوں مثلاً بھوت پریت وغیرہ سے ڈراتے ہیں، کبھی اسے جنات وعفریت سے ڈراتے ہیں اور کبھی ان خرافات سے جو ہمارے شہروں میں رواج پا جائیں۔ ہماری مائیں بچے کو ڈاکٹر اور انجکشن سے ڈراتی ہیں، کبھی اسے استاد اور مدیر مدرسہ سے ڈراتی ہیں۔ بسا اوقات ان چیزوں کے سبب بچہ ڈاکٹر اور علاج، دواء وغیرہ کو ناپسند کرتا ہے۔

بچے سے روک ٹوک کو بالکل ختم کر دینا اور بچے کے ساتھ زیادہ نرمی اختیار کرنا بھی بچے کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اگر نرمی ہی نرمی ہو تو بچہ بعض اوقات گھٹیا حرکات اپنانے لگتا ہے جو اس کی دین اور صحت کے لئے مضر ہوتی ہیں۔ اسی لئے بچے کے اخلاق فاسد ہوتے ہیں اور اس کے نزدیک اخلاق حسنہ اور فضائل کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم غلطیوں پر توجہ دیں اور بچے کی تربیت کو اپنے لئے لازم کر لیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اپنے بچوں کے ساتھ تربیت کو لازم پکڑو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔

جب ہم بچے کے لئے فائدہ مند چیزیں اختیار کریں گے اور نقصان دہ چیزوں سے اسے دور رکھیں گے تو ہم اس مثالی پن کے قریب ہو جائیں گے جس کے ہم اور والدین خواہ ماں ہیں کہ بچہ والدین کے لئے اور تمام معاشرہ کے لئے سعادت اور نیک بختی کا سبب بن جائے۔

بچپن کی فطرت

بچپن کی فطرت بہت ہی نرم اور لچکیلی ہوتی ہے، جس طرح گیلی مٹی پر آسانی سے شکلیں بنائی اور بگاڑی جاسکتی ہیں اسی طرح بچپن میں عادات کی لکیروں کو ٹیڑھا اور سیدھا کیا جاسکتا ہے، لیکن کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد جب اس میں سختی آجاتی ہے اور جو شکلیں اس میں بن چکی ہیں وہ قائم ہو جاتی ہیں تو پھر ان کو بگاڑنا یا نئی شکلیں بنانا بہت مشکل ہو جاتا ہے، شاخ جب گیلی ہوتی ہے تو اس کو آسانی سے جھکایا جاسکتا ہے لیکن سخت ہو جانے کے بعد اس کو جھکانے میں ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند ☆ صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: اچھے لوگوں کی صحبت انسان کو نیکی اور پرہیزگاری سکھاتی ہے اور برے لوگوں کی صحبت انسان کو برائی اور بداخلاقی سکھاتی ہے۔

پرورش کے حوالے سے چند مفید اصول

والدین اپنی اولاد کو بہتر بنانے اور انہیں اخلاقی اقدار سے بہرہ مند کرنے کی تمنا رکھتے ہیں، مجرم والدین بھی نہیں چاہتے کہ ان کے بچے مجرم بنیں وہ انہیں دیانت، جرأت اور ضبط نفس کی تعلیم دینا چاہتے ہیں، ہمارے سامنے جو مکروہات زمانہ روکاوٹیں بن کر کھڑی ہیں انکی موجودگی میں اخلاقی تعلیم مشکل ہوچکی ہے، پھر بھی اس بری دنیا میں اچھے بچے کی پرورش مندرجہ ذیل سات اصولوں پر عمل پیرا ہو کر کی جاسکتی ہے۔

آپ کے بچے کس خوبی کے قدرداں ہیں

جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ بھی دوسرے بچوں کی طرح کرکٹ کھیلے تو ہم اسے بلاّ اور گیند لا کر دیتے ہیں، خود گیند اسکی طرف پھینکتے ہیں اور اسکی بلے بازی پر واہ واہ کرتے ہیں اسے خوب پیار کرتے ہیں بڑے بھائیوں اور بہنوں سے کہتے ہیں کہ بھائی کو کھیل کی مشق کرائیں، اس سے کھیلیں لیکن جب اخلاق سنوارنے کی بات آتی ہے تو ماں باپ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر وہ بچوں سے محبت کریں گے اور انکے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں گے تو وہ خود ہی مجسمہ اخلاق بن جائیں گے، گنے چنے بچوں کے بارے میں تو یہ خوش فہمی ممکن ہے حقیقت پر مبنی ہو لیکن بدقسمتی سے ہم جس پر آشوب دنیا میں رہ رہے ہیں وہاں نہ صرف غلط ترغیبات کا ہجوم ہے بلکہ فضا میں اتنا منفی غلغلہ برپا ہے کہ بچہ ماں باپ کے اقدار کو بھول جاتا ہے۔

بچوں کو سلیقے اور قرینے سے گناہ کا احساس دلایئے

ہمارے معاشرے میں گناہ، خطا، قصور وغیرہ ناپسندیدہ الفاظ شمار ہوتے ہیں انکے بارے میں بے شمار کتب لکھی گئی ہیں کہ لوگ ان کے ارتکاب سے بچیں، اور اس اعصابی بدنظمی کا شکار نہ ہوں جو کسی خطا، قصور یا گناہ کے توارد سے پیدا ہوتی ہے، حقیقت میں

احساس گناہ کی خلش ضمیر کی تادیبی آواز ہوتی ہے جب بچہ کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو ہمیں فوری طور پر اس کی عزت نفس کو سہارا دینے کیلئے ''کوئی بات نہیں'' نہیں کہنا چاہئے، کچھ لمحات اسے اپنی غلطی کا احساس ہونے دیں، جب وہ خود ندامت کا اظہار کرے تو پھر ہم اس کی تصحیح کریں۔

ایک مرتبہ احقر کو دارالعلوم حیدرآباد کے کتب خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو الماری میں ایک خطیر رقم اور موبائل تھا چند لمحوں میں دل میں شیطانی وساوس پیدا ہوئے لیکن ''الحمدللہ'' خشیت الٰہی اور مربیوں کی تربیت نے مجھے چوری جیسے جرم سے بچالیا، چنانچہ جب کوئی چوری کرتا ہے تو احساس گناہ کی خلش ضمیر کی تادیبی آواز ہوتی ہے، اس لئے احساس گناہ اخلاقی اقدار رکھنے والے بچوں کو اپنی اصلاح آپ کرنے پر اکساتی ہے۔

اسکولوں میں اخلاق سنوارنے کی تعلیم کا اجرا کیا جائے؟

خواہ کوئی بھی ملک ہو بچوں کی اخلاقی تربیت کیلئے تدریسی نصاب میں تبدیلی لانی ہوگی، امریکہ میں اخلاقی انحطاط سے متاثر ہونے والے بچوں کے والدین بڑے زور وشور سے مطالبہ کر رہے ہیں، کہ اسکولوں میں اخلاق سنوارنے کی تعلیم کا اجرا کیا جائے جس میں خوبیوں کے بنیادی نکات کی تعلیم دیجائے۔

میری کلٹو نامی ایک خاتون نے تو اپنے ضلع کے تعلیمی بورڈ کو چیلینج کیا کہ وہ اس جنسی تعلیم کو بند کریں جو طلباء وطالبات کی بہتری کے بجائے انکو عیاشی کی طرف مائل کر رہی ہے، مخلوط تعلیم کی جماعتوں میں عمر کی حدود کا تعین کیا جائے، مذکورہ خاتون نے ایک فنڈ اخلاقی تعلیم کے سلسلے میں قائم کیا ہے اور اس کی مدد سے طلباء وطالبات کو (طالبات کو بالخصوص) منتخب درسگاہوں میں اخلاقی تعلیم دی جارہی ہے۔

ہماری رائے میں بھی بچوں کی مخلوط تعلیم کیلئے عمر کی قید لگائی جائے، کیونکہ مخلوط تعلیم بچوں کے بگڑنے میں بہت مخل ثابت ہوسکتی ہے، بعض اسکولوں میں پابندی عائد کردی گئی

ہے، مثلاً دانش گاہ اسلامیہ ہائی اسکول آسنسول (بنگال) میں تیسری کلاس سے بچوں اور بچیوں کی تعلیم علیحدہ علیحدہ کلاسوں میں کر دی گئی ہے۔

اسی طرح اخلاقی تعلیم مغربی مما لک کے تعلیمی اداروں میں داخل ہورہی ہے، ہم مشرق والے نہ جانے جدید تعلیم کے غیر اخلاقی پہلوؤں کو وقت کی اہم ضرورت کیوں سمجھ رہے ہیں؟ ماں باپ بچوں کو جنسی تشخیص کے بغیر فراک، ٹی شرٹ (T-Shirt, Frock) اور جینز (Jeans) پہنے دیکھ کراور پاپا، ماما، انکل، آنٹی کہلوا کر خوش ہوتے ہیں، مگروہ بچوں کواخلاقی تعلیم نہیں دیتے اور نہ تعلیمی ادارے اسکا اہتمام کرتے ہیں۔

بچوں کے خوف کا سد باب

ذیل میں چند اہم گُر تحریر کیے جاتے ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر آپ بچے کے دل سے خوف دور کر سکتے ہیں

۱۔ بچے کو لعنت ملامت نہ کریں اور نہ انہیں بار بار غصہ دلائیں، اس طرح بچے کی انا یا خودی کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

۲۔ بچے کو برے ناموں سے نہ پکاریں بلکہ اسے بتائیں کہ مختلف نوعیت کے خوف بھی زندگی کا حصہ ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود دور ہو جایا کرتے ہیں۔

۳۔ ہر وقت بچے کی ہمت بڑھائیں اور اس میں خود اعتمادی پیدا کریں، اگر بچہ دہشت زدہ ہو جائے تو والدین اسے یقین دلائیں کہ فکر کی کوئی بات نہیں، بعض والدین خیال کرتے ہیں کہ اگر بچے کو زیادہ محبت دی جائے تو بڑا ہو کر وہ کمزور اور بزدل ثابت ہوگا، حالانکہ ایسا درحقیقت نہیں بلکہ والدین کی حفاظت اور صحبت میں پرورش پانے والا بچہ بڑا ہو کر باہمت اور طاقتور ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ جب آپکا بچہ خوف زدہ ہوجائے تو اس کا خوف دور کرنے کے طریقے سوچیئے۔ مجھے چھ سال کا ایک بچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جو سرکس میں مسخروں کو دیکھ کر ڈر گیا

اور چیخیں مارنے لگا، اسکا خوف دور کرنے کیلئے باپ نے گھر میں مسخرے کا روپ دھارنا شروع کیا تا کہ بچہ باپ کو حلیہ بدلتے دیکھ کر اور منہ پر موٹی سی ناک لگاتے دیکھ لے اور اصل حقیقت سے واقف ہو، تھوڑی دیر بعد بچہ خود مسخرے کا روپ دھارنے لگا اور اسکے دل سے تمام خوف اور ڈر نکل گیا۔

محبت سے بڑھنے والا ''درخت''

والدین کی طرف سے انکی جو پرورش اور پرداخت کی جاتی ہے بچوں کی آئندہ زندگی میں ان کی ذہنی صحت پر اسکا گہرا اثر پڑتا ہے۔ جہاں تک ذہنی صحت مندی کا تعلق ہے اس کیلئے دودھ پیتے اور اس عمر سے گزر جانے والے چھوٹے بچوں میں اس احساس کا پیدا ہونا ضروری ہے کہ ماں اور انکے درمیان ایک گرم جوشانہ گہرا تعلق مستقلاً موجود ہے، اور اس تعلق سے فریقین مطمئن بھی ہیں اور بچوں کی ابتدائی زندگی میں ماں کے ساتھ انکا یہی گوناں گوں گہرا اور مفید تعلق جس میں مختلف اور بے شمار طریقوں پر باپ بھائی اور بہنوں کے تعلقات بھی شامل ہوتے ہیں، مستقبل میں ان کے کردار اور ذہنی صحت کی ترقی کا موجب بنتا ہے، اس صورت حال میں جس میں ماں اور بچہ کے مابین یہ تعلق قائم نہیں ہوسکتا، علمی اصطلاح میں ''ماں کی شفقت سے محرومی'' کہا جاتا ہے، اور اس عام اصطلاح کے دائرہ میں بہت سی باتیں شامل سمجھی جاتی ہیں۔

گھریلو حادثات سے بچوں کی حفاظت

بچے والدین ہی کے محبوب نہیں ہوتے بلکہ انہیں قوم کا سرمایہ بھی تصور کیا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو حادثات کا شکار ہونے سے محفوظ رکھنا اور انکی صحیح جسمانی پرورش اور ذہنی تربیت کرنا ایک زبردست قومی فریضہ بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں اب گاڑی چلانے والوں کو مخاطب کر کے یہ پروپیگنڈا کیا جانے لگا ہے کہ راستوں پر بچے بھی چلتے ہیں اسلئے انہیں گاڑی چلانے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے، گاڑی چلانے

والوں کو مخاطب کر کے بچوں کو حادثات سے محفوظ رکھنے کیلئے جو پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے، اس کی ضرورت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن سوال یہ ہے کہ روزانہ بچوں کو جو گھروں میں حادثات پیش آتے ہیں انہیں کس طرح روکا جاسکتا ہے؟

اخبارات میں تقریباً روزانہ اس قسم کی اطلاعات شائع ہوتی رہتی ہیں کہ

ا۔فلاں بچہ بجلی کے تاروں سے کھیلتا ہوا جل کر مر گیا۔

۲۔آتش دان کے قریب بیٹھی ہوئی لڑکی کے دوپٹہ یا قمیص میں آگ لگ گئی اور وہ بری طرح جل گئی۔

۳۔بچے نے نوشادر کی ڈلیہ کو قند کی ڈلی سمجھ کر نگل لیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔

۴۔بچہ سیلفی لیتے وقت اونچائی سے گر کر مر گیا۔

اس قسم کے حادثات پر بھی راستوں پر ہونے والے حادثات ہی کی طرح توجہ دینی چاہئے!

ان گھریلو حادثات کے سلسلے میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں ظاہر ہوتے ہیں؟ اور ان کا بنیادی سبب کیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ حادثات والدین میں دوراندیشی کے فقدان یا پھر ماؤں کی اس تھوڑی سی بے پروائی کا نتیجہ ہوتے ہیں جو امور خانہ داری میں مصروف رہنے کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔لیکن بہت سے لوگ اخبارات میں شائع شدہ حادثوں کی اطلاعات کو پڑھتے ہیں تو انہیں یہ سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں کہ حادثے تو رونما ہوتے ہی رہتے ہیں، لیکن ہم بچوں کے معاملے میں محتاط ہیں اسلئے ہمارے بچوں کو اس قسم کے حادثات پیش نہیں آسکتے لیکن یہ خیال قطعاً غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حادثے اتفاقیہ طور پر پیش نہیں آتے بلکہ وہ کسی فروگزاشت یا غفلت ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ جس قسم کا حادثہ آج ایک جگہ ہوچکا ہے اسی قسم کا حادثہ کل دوسری جگہ بھی ہوجائے۔میرے والد محترم فرماتے ہیں کہ جب بھی گھر سے نکلو تو دعا پڑھ کر گاڑی چلاؤ کیونکہ حادثات کبھی کبھی ہوتے ہیں اسلئے ہمیں

اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ کیا بچوں کو پیش آنے والے حادثات کو روکا جا سکتا ہے؟

والدین بچے کی نظر میں کیا ہیں؟

کمرے میں بیٹھے ہوئے کسی مرد یا عورت پر نگاہ ڈالیے آپ کو کیا نظر آیا؟ ایک اور انسان وہ آپ سے مختلف ہے اور آپ شخصیت کے اس فرق کو سمجھتے ہیں؟

کیا یہی نقطہ نظر اپنے بچے کے بارے میں بھی درست ہوسکتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ سائنس دانوں، ماہرین نفسیات اور اساتذہ کی متفقہ رائے ہے کہ بچہ جب آپ پر نظر ڈالتا ہے تو وہ بالکل نہیں سمجھتا آپ کون ہیں اور کیا ہیں؟

بچے کی نظر میں اس کے والدین اجنبی ہوتے ہیں وہ آپ کو صحیح معنوں میں دیوتا سمجھتا ہے، اس کیلئے جس سے دوسروں کے مقابلے میں محبت کرنے اور ڈرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس کے چھوٹے سے ذہن (Maind) میں کیا کیا تصورات اُمنڈ تے ہیں؟ اس سوال کا جواب پانے کیلئے یہ مفروضہ ترک کر دیجئے کہ آپ کی ذات امید وخوف اور اچھی اور بری عادتوں کا مجموعہ ہے، اسکول کی زندگی سے قبل یا پہلی جماعتوں میں زیر تعلیم بچہ نا قابل یقین حد تک ایک مختلف شے بن کر سامنے آتا ہے۔

اپنی غلطیوں کو تسلیم کیجئے!

ماں باپ بچے کو کسی کام سے روکنے کیلئے یا اس سے کوئی کام کرانے کیلئے اس قسم کے فرضی یا حقیقی خوف پیدا کر دیتے ہیں، اسے بلی کا خوف دلاتے ہیں کہ ”تمہیں بلی کھا جائے گی“، لمبی داڑھی والے بابا کا خوف، یہاں تک کہ بچے چوہے سے بھی ڈرنے لگتے ہیں، چوہا بلی یا کتا دیکھتے ہی بچہ شور مچانا شروع کر دیتا ہے، اگر ماں باپ بھی ان سے ڈرتے ہوں، تو بچے کیلئے وہ مستقل خوف کا باعث بن جاتا ہے، بارہا دیکھا گیا ہے کہ ماں چوہے کو دیکھ کر چیختی ہے ایسی صورت میں بچے کا چوہے سے خائف ہونا لازمی ہے، والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے وہم، خوف یا تفکرات بچے کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیں یا

ان پر قابو پانے کی کوشش کریں۔

بچوں کو ان فتنوں سے بھی آگاہ کیجئے

اس معاشرہ میں رہنے والے نوجوانوں کو عیسائیت، یہودیت، ہندوازم اور سکھ مذہب کے بنیادی عقائد اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اعتقادی اور معاشرتی فرق واختلاف سے بھی آگاہ ہونا چاہئے۔

اسلام کے حوالہ سے ابھرنے والے اعتقادی فتنوں مثلاً تجدد پسندی، قادیانیت اور انکار حدیث کے دینی نقصانات سے بچوں کا واقف ہونا ضروری ہے۔

شرکائے مذاکرہ کی رائے ہے کہ اگر والدین اور اساتذہ میں ان امور کی اہمیت کا احساس بیدار ہو جائے اور وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے اپنے معمولات میں اس کے مطابق ترتیب پیدا کرلیں تو یہ مقاصد باآسانی موجودہ وسائل اور نظام سے بھی کسی حد تک پورے ہو سکتے ہیں۔ اور اس کیلئے مناسب ہوگا کہ وقتاً فوقتاً اساتذہ اور والدین کے اجتماعات کر کے ان سے ان امور پر تبادلہ خیال کیا جائے۔

بچوں کے فطری رجحان

لڑکیاں ابتدا ہی سے ماں کی تقلید کرنے کی کوشش کرتی ہیں، ان کے کھیل ان کی گفتگو ان کی نشست و برخاست میں ''ماں'' کا رنگ صاف طور پر پہچانا جاتا ہے، دو تین سال کی عمر کی بچیوں میں یہ رنگ بہت نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے، گڑیا گڈے کے کھیل میں ہو بہو ماں کی ''نقالی'' کی کوشش کرتی ہیں۔

بیٹے بالعموم اپنے والد کے اقوال وافعال کے نقال ہوتے ہیں، ان کی دلچسپیاں مردانہ قسم کے کاموں میں ہوتی ہیں، مثلاً بھاری بھاری چیزوں کو گھسیٹنا، رعب جمانے کی کوشش کرنا، اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ایک عام معمول ماحول میں ہر بچے کو جنسی شناخت فطرتاً ودیعت کی گئی ہے۔

بچے کیوں روتے ہیں؟

بچے کے رونے اور ڈرنے کے معاملہ میں اہم ترین بات یہ ہے کہ بچہ کو تنہا نہ چھوڑا جائے، کسی اجنبی شخص، جگہ یا چیز سے سامنا ہو تو خود بچے کو اس سے مانوس کریں، اسے اپنی نظروں کے سامنے رکھیں اس کے رونے پر فوراً متوجہ ہوں اور کچھ دیر اس سے گپ شپ لگائیں تو بالعموم یہ مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے۔

بچے کیوں ڈرتے ہیں؟

خوف پیدا کرنے والی اشیاء یا مقامات سے بتدریج روشناس کرانے سے خوف کی شدت کم کی جاسکتی ہے، اسی طرح بچوں کو یہ یقین دلانے سے بھی صورت حال پر قابو پایا جاسکتا ہے کہ انہیں فلاں شے یا فلاں جگہ سے کوئی خطرہ نہیں، اس عمل کو مؤثر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ خوف پیدا کرنے والی اشیاء سے اجنبیت کا پردہ اٹھا دیا جائے۔

خوف کا ایک علاج یہ ہے کہ بچوں کے خوف کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کی جائے، ممکن ہے خوف کسی تلازمی صورت حال کا نتیجہ ہو جیسے کہ وہ بچہ جو بلی سے ڈرنا سیکھ گیا ہے، دودھ سے اسلئے ڈرتا ہے کہ بلی دودھ پسند کرتی ہے، ایک طالب علم کسی مضمون سے اسلئے خائف رہتا ہے کہ وہ اس کے پڑھانے والے معلم کو ناپسند کرتا ہے جو شکل وشباہت یا عادات واطوار کے لحاظ سے اس کے ظالم سوتیلے باپ سے ملتا جلتا ہے، جب تک اصلی حالات پر روشنی نہ ڈالی جائے خوف کا علاج ممکن نہیں۔

بچوں کو ایسے کام انجام دینے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے جو انکی قابلیت یا ذہنی استعداد سے بلند ہوں، مسلسل ناکامی یا دوسروں کی نظروں میں سبکی کا خیال بچوں کو خوفزدہ کر دیتا ہے، اسلئے ایسے تمام اقدامات سے پرہیز لازمی ہے۔

بچوں میں اعتماد نفس پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، انہیں اپنی ذات پر جتنا زیادہ بھروسہ ہوگا اتنا ہی انہیں بے معنی خوفوں سے ڈرنے کا کم موقع ملے گا۔

اکثر خیالی خدشات اور توہمات بعض اوقات بڑے ہونے پر بھی مسلط رہتے ہیں اوران سے نجات حاصل کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے، ایسی صورت حال سے نبٹنے کیلئے چند نفسیاتی تدابیر سے کام لیناپڑتا ہے جس کیلئے کسی ماہر نفسیات سے مشورہ لیناچاہئے۔(پروفیسر عبدالحی علوی)

بچوں سے گفتگو کے دوران ان امور کا خیال رکھیں

(۱) صاف اور واضح بات کریں۔

(۲) الفاظ کی ادائیگی درست تلفظ کے ساتھ ہو۔

(۳) چھوٹے چھوٹے الفاظ اور فقرے آہستہ آہستہ بولیں تا کہ بچہ اچھی طرح سمجھ لے۔

(۴) جو الفاظ آپ بچے کی زبان سے نہیں سننا چاہتے وہ الفاظ بچہ کے سامنے نہ بولیں۔

(۵) غلط تلفظ یا لفظ کی ادائیگی پر بچے کی فوراً اصلاح کیجئے، جان بوجھ کر تتلا کر بولنے یا لفظ کی درست ادائیگی نہ کرنے پر بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کیجئے۔

(۶) بچے کے بولے جانے والے ''توتلے'' الفاظ کو خود نہ دہرایئے نہ دوسروں کو بتایئے ممکن ہے کہ بچہ اسے اپنا ''شرف'' سمجھ بیٹھے اور پھر اس اسٹائل کو توجہ حاصل کرنے کا اچھا ذریعہ خیال کرنے لگے۔

جو بات کہو صاف ہو ستھری ہو
کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو

(۷) بچہ اگر ڈیڑھ دو سال تک بولنا شروع نہیں کرتا لیکن دیگر امور میں فعال ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ایک مرتبہ مکمل میڈیکل چیک اپ کروا کے اپنی تسلی کر لیجئے ورنہ بچوں کی ایک اچھی خاصی تعداد دو سال کے بعد بولنا شروع کرتی ہے۔

صحت برقرار رکھنے کی چند اہم تدابیر

مطمئن اور صاف ماحول ذہنی اور جسمانی صحت برقرار رکھنے کیلئے بڑے اہم ہیں اس مقصد کیلئے درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) بچوں میں مثبت رویے اور سوالات کی حوصلہ افزائی کی جائے، بچے میں تجسّس کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے جو اس کے سیکھنے، اعتماد حاصل کرنے اور آگے بڑھنے کیلئے ضروری ہے۔

(۲) بچوں کا مذاق نہ اڑایا جائے وہ خوف جو محتاط رویہ سکھاتا ہے اس پر مذاق اڑانے اور برا بھلا کہنے کی ضرورت نہیں۔

(۳) بچے کے طرز عمل پر چوکنا رہیے اور مختلف معاملات میں نرمی سے رہنمائی کیجئے، بچہ اگر غصہ میں آتا ہے تو نرمی سے اس کے غصہ کو مثبت رُخ دیا جاسکتا ہے۔

(۴) حسد سے بچانے کیلئے بچوں میں مساوات کا طرز عمل اختیار کیا جائے، مختلف معاملات میں انہیں پوری توجہ دی جائے، فیصلوں میں شریک کیا جائے۔

(۵) بچے کے ماحول پر نظر رکھیں اسکی ضروریات کا خیال رکھیں، ناخوشگوار معاملات کو جلد نبٹایا جائے، اسکی شکایت کو نظر انداز نہ کریں البتہ اس کی توجہ دوسری جانب مبذول کرواتے ہوئے اسے تعمیری کام میں لگانے کی کوشش کریں۔

(۶) بچے کو کھیل کود اور تفریح کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

(۷) بچوں کو اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کی حوصلہ افزائی کریں۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بچوں سے محبت کرو، ان سے شفقت سے پیش آؤ، اگر ان سے وعدہ کرو تو اپنا وعدہ پورا کرو۔

(۹) جسم، لباس، استعمال کے برتن، گھر اور باقی ماحول صاف ہو۔

(۱۰) دودھ اور اشیاءِ خوردنی مکھیوں اور گردوغبار سے محفوظ ہوں۔

(۱۱) پالتو جانور رہائشی جگہ سے دور ہوں۔

(۱۲) نالیاں کھلی ہوئی نہ ہوں۔

(۱۳) کوڑے کرکٹ کے ڈھیر نہ ہوں۔

(۱۴) مچھروں کی افزائش کے مقامات کا سد باب کیا جائے۔

(۱۵) بچوں کو ہاتھ دھو کر کھانے کی عادت ڈالیں۔

(۱۶) بچے کو تازہ تیار کیا ہوا کھانا کھلائیں، بچا ہوا کھانا کھلانا ہی پڑے تو اسے اچھی طرح گرم کرلیں۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کبھی باسی کھانا نہیں کھایا البتہ تازہ کھانا سنت ہے۔

(۱۷) بچے کو جوتا پہن کر چلنے کی عادت ڈالیے، ننگے پاؤں چلنے سے اندیشہ ہے پیٹ کے کیڑوں کے لارِوا (ایک قسم کا کیڑا) جلد کے ذریعہ جسم میں داخلہ کا راستہ پالیں اور پھر ایک مستقل روگ لگ جائے۔ نبی ﷺ جوتا پہن کر چلنے کی ترغیب دیتے ہوئے جوتا پہننے والوں کو سوار سے تشبیہ دیتے۔

بچوں پر ٹیلی ویژن کے اثرات

گھروں میں تفریح کا بڑا کام اب ٹیلی ویژن، موبائل و کمپیوٹر اور گیمز (Games) سے لیا جاتا ہے، بعض والدین تو بچوں کی تربیت کا کام بھی ٹی وی کے سپرد کر دیتے ہیں، بچے ہر دوسرے کام اور ماحول سے بے نیاز گھنٹوں ٹی وی پروگراموں کو بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں، فی الواقع تفریحی پروگراموں میں سب سے زیادہ نقصان وہ ٹی وی پروگرام ہی ہیں، یہ وقت زیادہ لیتے ہیں اور اس دوران بچوں کی نگرانی بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، والدین مطمئن رہتے ہیں کہ بچے ان کی آنکھوں کے سامنے گھر کی چہار دیواری میں محفوظ ہیں وہ اس بات سے قطعی بے خبر ہیں کہ اس دوران ننھے منے ذہنوں پر کیا اثرات مرتب ہورہے ہیں، ان کی شخصیت کس سانچے میں ڈھل رہی ہے، ٹی وی پروگرام بچے پر مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات ڈالتے ہیں۔

مثبت اثرات

(۱) سننے سے بچوں کا تلفظ بہتر ہوتا ہے اور ذخیرہ الفاظ بڑھتا ہے،، وہ الفاظ کا استعمال جان جاتے ہیں۔

(۲) معلومات میں اضافہ، علمی نوعیت کے پروگرام مزید سیکھنے اور معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا کرتے ہیں۔

(۳) اسکرین پر دیکھنے سے بصری اثرات قوی ہوتے ہیں اور معلومات ذہن میں نقش ہوجاتی ہیں۔

(۴) دنیا کے مختلف حصوں کی تہذیب اور عجائبات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

منفی اثرات

(۱) جسمانی ورزش اور کھیل کود کیلئے وقت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۲) بچوں کے کھانے اور آرام کے اوقات و معمولات متاثر ہوتے ہیں۔

(۳) ضرورت سے کم سونے کے باعث طبیعت میں چڑ چڑاپن پیدا ہوتا ہے۔

(۴) رات کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں اور صبح دیر سے اٹھتے ہیں، یوں صبح کی نماز اکثر ضائع ہوجاتی ہے۔

ذہنی اثرات

معمولات میں عدم توازن اور آرام کے اوقات میں بے قاعدگی کے باعث ذہنی نشوونما متاثر ہوتی ہے، بچہ دیکھنے میں اتنا مگن رہتا ہے کہ اس کا اپنا ذہن سوچنے اور غور و فکر کیلئے وقت ہی نہیں نکال پاتا ہے۔

خاندانی تعلقات پر اثرات

(۱) ٹیلی ویژن اور موبائل کی مشغولیت کے باعث خاندان کے افراد کا باہم گفتگو اور تبادلہ خیالات کا موقع محدود ہوجاتا ہے۔

(۲) والدین بچے کے ذہنی رجحانات سے آگاہ ہی نہیں ہو پاتے۔

(۳) بچے اکثر اپنے ہی بزرگوں سے شاکی رہتے ہیں، بچوں کی جانب سے یہ شکایت اسلئے بھی ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کا رہن سہن، نشست و برخاست اور طرز گفتگو

انکے پسندیدہ ٹیلی ویژن کرداروں کے مطابق نہیں ہوتا۔

(۴) والدین اور بچوں میں اس ذہنی دوری کے باعث رفتہ رفتہ بچوں میں اطاعت کا جذبہ کم ہوجاتا ہے۔

اسکول کی کارکردگی پر اثرات

(۱) ٹیلی ویژن پروگرام دلچسپ ہونے کے باعث بچے کی ساری توجہ اپنی جانب مبذول رکھتے ہیں۔

(۲) بچہ ان پروگراموں میں کھوجاتا ہے، اس کا کسی اور کام میں دل ہی نہیں لگتا۔

(۳) اسکولوں کی کتابیں اور کام اسے بوجھ اور بور لگنے لگتا ہے، اس طرز عمل کے مستقل طور پر جاری رہنے سے اسکول کی کارکردگی پر بڑے بُرے اثرات واقع ہوتے ہیں۔

(۴) ٹی وی اور موبائل کے رسیا بچے مطالعہ کے ذوق سے بھی محروم رہتے ہیں۔

غیروں کی نقالی

بچوں میں نقالی کا جذبہ بڑا زبردست ہوتا ہے بالعموم پروگراموں میں تیز طرار کردار دوسروں کی توجہ زیادہ کھینچتے ہیں۔ یہ کردار زیادہ تر غیر سماجی اور پرتشدد حرکات پیش کرتے ہیں، بچے ان کرداروں کو اپنا رہنما اور آئیڈیل بنالیتے ہیں ان کی گفتگو اور اطوار میں انہی کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے، وہ ان ڈائیلاگ کی نقل اتارتے ہیں، ان کے ایکشن کی نقل اتارتے ہیں حتی کہ ان کا طرز تکلم اور انداز ان کے اپنے کردار کا حصہ بن جاتا ہے۔

بچے پھر عملی زندگی میں بھی انہی کرداروں کی جھلک تلاش کرتے رہتے ہیں، زندگی کے بارے میں ان کا رویہ عجیب وغریب ہوجاتا ہے، یہ غیر حقیقت پسندانہ رویہ ان میں جھنجھلاہٹ اور مرعوبیت پیدا کردیتا ہے، بچپن کی پاکیزہ معصومیت رخصت ہوجاتی ہے اور یوں ان کی شخصیت مسخ ہوکر رہ جاتی ہے۔

تفریح باعث ضرر نہ ہو

کسی بھی دوسرے انسان یا جانور کیلئے باعث ضرر تفریح کی کوئی گنجائش نہیں، شکار کی اگرچہ اجازت ہے لیکن چڑیا اور اس طرح کے چھوٹے جانوروں کے شکار سے محض اسلئے منع کیا گیا کہ اس کا مقصد پیٹ بھرنا نہیں محض لذت ہے، اسی طرح ایک موقع پر نبی ﷺ نے دیکھا کہ بچے اپنی انگلی کی ضرب سے سنگریزوں کو پھینک رہے ہیں، یہ نشانہ بازی کی مشق نہیں تھی پھر اس سے اندیشہ تھا کہ کسی کو چوٹ نہ لگ جائے چنانچہ اس کھیل کیلئے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔

کھیل کوئی بھی ہو اس میں ان تین بنیادی امور کا خیال رکھا جائے اور توازن برقرار رہے تو گویا یہ کھیل بھی عبادت ہی ہے۔

نظم وضبط

اسلام زندگی کو نظم وضبط کے ساتھ گزارنے کی بڑی اہمیت دیتا ہے، بچوں کی زندگی کو مفید اور کارآمد بنانے کیلئے نظم وضبط نہایت ضروری ہے، اوقات منضبط ہوں، بے کار مشاغل میں ضائع نہ کئے جائیں تو ان میں بڑی برکت ہوتی ہے تھوڑے وقت میں بہت زیادہ کام کیا جاسکتا ہے۔

محبت اور بے لگام آزادی

۱۔ بچے چست، معاشرتی طور پر بڑے نمایاں، تخلیقی صلاحیتوں سے متصف مگر بدتمیزی کی حد تک تیز طرار ہوتے ہیں۔

۲۔ لیڈر بننے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

۳۔ آداب کا کچھ زیادہ لحاظ نہیں کرتے بلکہ خود کو ان سے بالاتر خیال کرتے ہیں۔

۴۔ انداز اکثر ہی جارحانہ ہوتا ہے کیونکہ خلاف طبع بات قطعاً برداشت نہیں کرسکتے۔

۵۔ خود پر کسی طرح کی پابندی برداشت نہیں کرسکتے۔

۶۔ بہت جلد خود مختار ہوجاتے ہیں، دوستیاں کرنے میں ہوشیار اور تیز ہوتے

ہیں، اب ذرا ان بچوں کو دیکھئے جنہیں ایک نفرت انگیز ماحول میں زندگی گزارنا پڑی۔

نفرت اور نظم وضبط کی سخت پابندی

۱۔ بچہ ذہنی دباؤ کا شکار رہتا ہے جس کے باعث کئی نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں، عام طور پر اپنے ہم عمروں میں شرمیلا اور پیچھے پیچھے رہنے والا ہوتا ہے، تاہم لڑائی کی نوبت آئے تو خاصا لڑاکو ہوتا ہے۔

۲۔ اکثر اپنا غصہ خود پر ہی نکالتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات خود کو سخت مشکل میں ڈال لیتا ہے۔

۳۔ کوئی ذمہ داری سنبھالنے سے گریز کرتا ہے۔

نفرت اور آزادی

۱۔ ایسے بچوں کا انداز سخت جارحانہ ہوتا ہے۔

۲۔ معاملات میں وہ کسی کو خاطر میں لانے والے نہیں ہوتے۔

۳۔ اوائل نوجوانی میں بے راہ روی کا شکار ہوجاتے ہیں اور مجرمانہ طرز عمل اختیار کرلیتے ہیں، اپنی محرومیوں کا بدلہ دوسروں سے لینے کی کوشش کرتے ہیں ایسے بچے معاشرہ کیلئے نہایت خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔ متوازن اور عمدہ شخصیت کی تعمیر میں محبت، آزادی، نظم وضبط کی پابندی تینوں کا توازن بڑا اہم ہے، اس توازن کا قیام ہی اصل امتحان ہے، والدین اس امتحان میں کامیاب ہوجائیں تو قوم کو عمدہ افراد کا تحفہ دے سکتے ہیں۔

چنانچہ اس پوری فصل کا خلاصۂ کلام یہی ہے کہ بچوں میں اسلامی نظام تربیت اور اس کے اصول وضوابط سے جو بحث کی اس کی فکری، علمی اور ایمانی بنیاد یہی ہے کہ ہمارا یقین ہے کہ اسلامی تربیت کے نظام کو اپنانے سے ہی نوع انسانی پرامن صالح معاشرہ قائم کرسکتی ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی مستحق ہوسکتی ہے، مربی حضرات، خاندان ومعاشرہ، استاذ واتالیق سے یہی تربیت مطلوب ہے۔

فصل پنجم

بچوں میں بگاڑ کیوں آتا ہے

جو بچے بگڑ جاتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بگاڑ ان کی فطرت میں داخل ہے۔ بلکہ اس کے کچھ واقعی اسباب ہیں جن کا تدارک اور صحیح تربیتی علاج ان کے صالح ہونے کا ضامن ہے، اس سلسلے کے کچھ اسباب اور علاج کا ذکر ذیل میں ہم کرتے ہیں:

(۱) بچوں کی بہت سی جائز خواہشات کو پورا نہ کرنا

پہننے اوڑھنے، کھانے پینے اور کھیلنے کودنے سے متعلق ان کی خواہشات کو پورا نہ کرنے سے بچے نافرمان ہوجاتے ہیں جس سے وہ ناجائز طریقے مثلاً چوری، جرم پسندی، بری صحبت، بری عادت، اور معاشرے سے انحراف اپنا لیتے ہیں، لہٰذا مربی کو چاہئے کہ بچے کی جائز خواہشات کو پورا کریں۔ اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جب اپنے گھر والوں پر ثواب کی امید سے خرچ کرتا ہے تو وہ (بھی) اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری)

اسی طرح بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جس چیز کو آپ پسند کرتے ہیں وہ چیز آپ کا بچہ پسند نہیں کرتا مثلاً تفریح، کھیل، کود، کھانے پینے سے متعلق بعض اشیاء اگر بچہ ان چیزوں کو پسند کرتا ہے تو انہیں انکی پسند کے مطابق اجازت دیجئے بشرطیکہ برائی کا کوئی پہلو نہ ہو، اسی طرح بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ کھیل اور تفریح کو بھی ایک معقول جگہ دیجئے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو بچہ کی صحت وتندرستی کیلئے مفید اور زود اثر ثابت ہوگا، جدید تحقیق سائنس سے پتہ چلا ہے کہ ایک گھنٹہ دھوپ میں ٹہلنے سے خون کی کمی جیسے امراض میں مبتلا مریض کو جس قدر فائدہ پہنچتا ہے وہ بے شمار مقوی ادویہ اور غذا کے استعمال سے بھی نہیں پہنچتا۔

(۲)والدین کی ناخوشگواری(Parents -unhappiness)

جن گھروں میں جھگڑے معمول بن جاتے ہیں اس میں آنکھ کھولنے والے بچے مختلف نفسیاتی بیماریوں، بری عادتوں اور رذیل (Cheap) اخلاق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اسی طرح تعلیم گاہوں میں اساتذہ کی باہمی رقابت بھی طلبہ کے بگاڑ کا ایک سبب ہے، اسلام نے اس ضمن میں والدین کو باہم محبت اور تعاون وتفاہم سے رہنے کی تلقین کی ہے۔

(۳) والدین اور بڑوں کا غیر پسندیدہ برتاؤ

مثلاً تحقیر، عیب جوئی، مار پیٹ، بے جاسختی، تمسخر وغیرہ، اس ضمن میں شریعت اسلام نے بچوں کے ساتھ عدل واحسان کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے تین دفع فرمایا اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو (احمد، ابن حسان) اسی طرح باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى" (سورہ مائدہ: ۸) انصاف کرو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

(۴) معاشرہ (Culture) کا بگاڑ

معاشرہ اگر عائلی، معاشی، اخلاقی، دینی وفکری اور اجتماعی طور سے انتشار کا شکار ہے تو بچے لازمی طور سے ان تمام پہلوؤں سے انتشار کا شکار ہوں گے اور معاشرے کے افراد کی طرح غلط طور طریقے اپنائیں گے، اسلام نے معاشرے کے درست رکھنے کے لئے ہر پہلو سے مثبت (Positive) اصول بتائے ہیں جن کی پابندی ذمہ داران معاشرہ کے لئے ضروری ہے۔ (اسلامی تربیت)

(۵) حد سے زیادہ عیش وعشرت میں رہنا

انسان کو زیادہ عیش وعشرت کی زندگی نہیں گزارنی چاہئے بلکہ ممکن حد تک سادگی کی عادت ڈالنی چاہئے اسی طرح بچوں کی صحیح پرورش کیلئے بھی ضروری ہے کہ ان کو کھانے پینے، لباس غرض ہر چیز میں متوسط طریقہ پر زندگی گزارنے کا عادی بنایا جائے، اس سے

انسان کو کبھی تکلیف نہیں ہوتی مشقت اور ناداری کے زمانے بھی اچھے گزر جاتے ہیں لیکن ابتدا ہی سے اگر بچے اچھے کھانے پینے اور زیادہ پیسے خرچ کرنے کے عادی بن جائیں تو پھر کبھی اگر حالات میں تبدیلی آئی، پیسے نہیں ہوئے، کاروبار نہیں رہا، پہلے کے مقابلے میں خرچ میں کمی آ گئی تو ایسے بچے یا تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں گے یا چوری، خیانت اور دوسرے ناجائز طریقے سے پیسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے جو بہت ہی خطرناک اور فتنہ کا سبب بنے گا، اس بنا پر حدیث میں آیا ہے: "**عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ایاکم و النعم فان عباد الله لیسوا بالمتنعمین**" ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم لوگ ناز ونعمت اور عیش وعشرت میں پڑنے سے بچو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش وعشرت میں نہیں پڑتے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو بچے ناز ونعم اور عیش وعشرت میں پلتے ہیں وہ مجاہدہ کے عادی نہیں ہوتے انکو محنت ومشقت کی عادت نہیں ہوتی، ایسے بچے بڑے ہو کر عبادت کی مشقت، دین کے فرائض اور دوسری اہم ذمہ داریاں پوری کرنے کی کیسے تکلیف برداشت کریں گے؟ لہٰذا مجاہدہ اور مشقت نہ کرنے والے تمام فرائض اور ذمہ داریوں میں پیچھے رہ جائیں گے۔

(٦) مخلوط تعلیم (Co-Education)

بچیوں کی صحیح تعلیم وتربیت مخصوص مدارس وجامعات میں ہوسکتی ہے، عزت وشرافت، عفت وحیاء، بہترین اخلاق وآداب سے آراستگی اور اپنے وظیفۂ حیات سے سچی آگہی ان کی الگ اور مستقل تعلیم ہی سے ممکن ہے، اسی طرح لڑکوں کی عمدہ تعلیم وتربیت بہترین اخلاق وآداب سے آراستگی اور وظیفۂ حیات کی سچی آگاہی لڑکوں کے لئے مدارس ومکاتب اور مخصوص یونیورسٹیاں ہی سے ہوسکتی ہے۔ آپ ﷺ تعلیم اور معاشرت ہر ایک میں مرد وعورت کے اختلاط کو ناپسند فرماتے تھے، اس لئے کہ اختلاط سے سینکڑوں معاشرتی

اصول پارہ پارہ ہوجاتے ہیں، تعلیم کا مقصد فوت اور وظیفۂ حیات کا شعور غلط راہ اختیار کرلیتا ہے۔ یہ اختلاط اخلاقی فہم اور تہذیب وتمدن کے خاتمہ کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ امریکی مصنفہ مسز ہڈسن لکھتی ہیں کہ ہماری تہذیب کی دیواریں منہدم ہونے کو ہیں نہ معلوم یہ ساری عمارتیں کب بیٹھ جائیں، اس کی بقاء کی صرف ایک صورت ہے، وہ یہ کہ عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول پر پابندی عائد کردی جائے۔ (اولاد کی تربیت، ۱۷۰)

چنانچہ مخلوط تعلیم گاہوں میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ایک ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہوں، پھر دونوں کی نشست گاہیں بھی ایک ساتھ ہوں اور ان سب پر طرفہ یہ کہ عریاں ونیم عریاں بازو، لب ہائے گلگوں، چمکتے ہوئے عارض چشم ہائے نیم باز، بکھری ہوئی زلفیں، بلکہ سارا سراپا انا البرق کا منظر پیش کررہا ہو، تو کیا فریق مقابل اپنے ذوق ودید اور شوقِ نظارہ کو صبر وشکیبائی کا رہن رکھے گا یا بے تابانہ اپنی نگاہوں کی تشنگی دور کرنے کی سوچے گا؟ پھر جب جمال جہاں پوری تابنائیوں کے ساتھ پیہم دعوتِ نظارہ دے رہا ہو تو اس کی دید کی پیاس بجھے گی کیوں؟ وہ تو اور تیز تر ہوجائے گی اور جام پر جام چڑھائے جانے کے باوجود اس کا شوقِ نظارہ ''ہل من مزید'' کی صدائے مسلسل لگائے گا۔ ع

ساقی جو دیے جائے یہ کہہ کر کہ پیئے جا
تو میں بھی پیئے جاؤ یہ کہہ کر کہ دیے جا

اور شیطان ایسے موقعوں پر کبھی نہیں چونکتا جب اس کا شکار پوری طرح اس کے قبضے میں آجائے، چنانچہ معاملہ صرف دید ہی تک محدود رہ جائے یہ ناممکن ہے اس سے بھی آگے بڑھ کر گفت وشنید تک پہنچتا ہے، پھر بوس وکنار اور ہم آغوش ہونے اور بالآخر وہاں تک پہنچ کر دم لیتا ہے، جس کے بیان سے ناطقہ سر بہ گریباں اور خامہ انگشت بہ دنداں ہے اور اس قسم کے حادثات کوئی ضروری نہیں کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے احاطوں ہی میں رونما ہوں، بلکہ رسل ورسائل پارک (Garden) اور پبلک مقامات تک بھی کوئی قید نہیں ہے۔

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

ایسے پر آشوب و پرفتن ماحول میں بھی اگر ہوش کے ناخن نہ لیے گئے تو ہر نیا طلوع ہونے والا سورج بنتِ حوا کی عزت و ناموس کی پامالی کی خبر بدلے کر آئے گا اور پھر دنیا بہ چشمِ عبرت نگاہ دیکھے گی کہ وہ مقامات جو انسان کی تہذیب و شائستگی اور انسانیت کا درس دینے، قوم و وطن کے جاں سپار خادم اور معاشرے کے معزز و کامیاب افراد تیار کرنے کے لیے منتخب کیئے گئے تھے، محض حیوانیت و بہیمیت اور شہوت رانی و ہوس رانی کے اڈے بن کر رہ گئے۔

خواتین کو اعلیٰ تعلیم دینے سے اسلام قطعاً اس کی مخالفت نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اس کی حد درجہ تاکید کرتا ہے، لیکن یہ ملحوظ رہے کہ ان کی تعلیم وہی ہو جو ان کی فطرت، ان کی لیاقت اور ان کی قوتِ فکر و ادراک کے مناسب ہو اور ان کی عفت کی حفاظت مین معاون و مددگار ثابت ہو، نہ کہ ایسی تعلیم جو انہیں زمرۂ نسواں ہی کے سائے سے خارج کردے اور شیاطین الانس کی درندگی کی بھینٹ چڑھا دے (بلی کا بکرا بنادے)۔ اللہ تعالیٰ سودوزیاں کی صحیح فہم کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین۔

(۷) بُرے دوست (Bad Friends)

بچوں میں عامتاً برے اچھے دوست کے مابین تمیز نہیں ہوتی، تو وہ کسی سے بھی دوستی کر بیٹھتے ہیں، یقیناً ساتھی زندگی کے لئے ضروری ہے لیکن اچھے ساتھیوں کی دوستی نعمت ہے اور برے کی صحبت زحمت ہے اور زندگی کے لئے اجیرن ہے۔ کیوں کہ برے ساتھی غلط جذبات و احساسات، فاسد فکر و خیال اور برے ذوق و شوق کو پروان چڑھاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم برے ساتھی سے بچو اس لئے کہ تم اسی سے پہچانے جاؤ گے۔ (ابن عساکر)

اسی طرح اچھی اور بری صحبت کے اثرات جس طرح دنیا کی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”**ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یٰلیتنی اتّخذتُ مع الرسول سبیلا**“ (الفرقان: ۲۷ تا ۲۹)
ترجمہ: اور اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا میرے پاس نصیحت آچکی تھی مگر اس (دوست) نے مجھے اس سے بھٹکا دیا، اور شیطان تو ہے ہی ایسا کہ وقت پڑنے پر انسان کو بے کس چھوڑ جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بچے کی اعلیٰ اخلاقی تربیت اور عظیم کردار وسیرت کا اکتساب نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے ہی ممکن ہے۔ اور اخلاق کی خرابی، غلط اور خراب لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی طبیعت پوشیدہ طور پر دوسروں کی طبیعت سے خیالات وعادات اور اخلاق اپنے اندر جذب کرتی ہے۔

اس سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نفس سے واقفیت اور بچوں کی نفسیات میں مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ بچوں کو عیاش لڑکوں کے ساتھ مخالطت سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بچوں کو تعیش پسند اور تفریح کے دلدادہ بچوں کی صحبت سے بچایا جائے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید دوسرے علماء وفقہاء کے اقوال سے بھی ہوتی ہے کہ بچے دوسروں سے مثبت اور منفی دونوں طرح متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ابتداءً بچوں میں اخلاقی خرابی بچوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

کم من صدیق مظهر نصیحة ☆ وفکر وقف علی عثرتک
ایاک ان تقربه انه ☆ عون مع الدهر علی کربتک
الشر مهما اسطعت لاتأته ☆ فانه حوز علی مهجتک

ترجمہ: کتنے دوست ہیں جو تجھ سے اپنی خیرخواہی کو ظاہر کرتے ہیں، حالانکہ ان کی فکر وسوچ تیری لغزش ہی کو چاہتی ہے، ایسوں کے قریب بھی نہ جانا، کیونکہ وہ ہمیشہ تیری تکلیف کے ہی معاون ہیں، اورحتی المقدور شر سے بچنا کیونکہ وہ تیری فطرت میں لکھا گیا ہے۔

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بھی دوسروں سے بچوں کے متاثر ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ بچوں کو شریف، صالح لوگوں اور علماء کی صحبت میں بٹھایا جائے، بے وقوف اور جاہل لوگوں کی صحبت سے بچایا جائے۔ اسلئے کہ انسانی طبیعت میں دوسروں کے اندرونی خیالات چرانے کا مادہ موجود ہوتا ہے، بُرے رفقاء واصدقاء سے بچوں کو بچانے کا مقصد انکے اخلاق کی حفاظت ہے۔ بچے کیلئے اچھے دوستوں اور پاکیزہ ساتھیوں کو چنا جاتا ہے، اسلئے کہ وہ انہی دوستوں کے اخلاق سے متاثر ہوتا ہے اور انکے اخلاق وعادات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اچھے ساتھیوں کی ضرورت اسلئے بھی ہے کہ بچہ انکے اچھے اخلاق وعادات کو اپنا کر معاشرے میں کامیاب زندگی گذار سکیں۔

(۸) گانے سننا (Listening to Song)

موجودہ دور میں مسلم معاشرے اور نئی نسل کو بگاڑ کی راہ پر لگانے میں فلم، ریڈیو، ویڈیو، ایل سی ڈی، موبائل، لیپ ٹاپ وغیرہ ذرائع سے نشر ہونے والے فحش، شہوت اور پیار ومحبت والے گانے جب بچوں کے کانوں میں پڑتے ہیں تو چھوٹے بچے کے ایمان واخلاق کی نازک سی دنیا میں ہیجان (جوش) پیدا ہوتا ہے، وہ لاشعوری طور پر چلتے پھرتے، گنگناتا اور اس کی حلاوت ومٹھاس محسوس کرتا ہے، پھر آہستہ آہستہ بچوں کی بات چیت، انکے اعمال وافعال میں ان گانوں کے گندے افعال کے آثار نمایاں بلکہ غالب ہوجاتے ہیں۔ گانے سے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی گانے والی کے گیت سے اور اس (مغنیہ) سے لذت محسوس کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسا ڈالیں

گے۔(ابن عساکر)

(۲) حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ گانا بجانا زنا کا منتر ہے۔

(۳) حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ گانا دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے۔

(۴) حضرت یزید ابن ولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ اے بنی امیہ! تم گانے سے دور رہو کیونکہ گانا شہوت کو بڑھاتا ہے۔(ایک بزرگ فرماتے ہیں: کہ اپنی عورتوں کو گانے بجانے سے دور رکھو اسلئے گانا زنا کی دعوت ہے)۔

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازوں سے منع فرمائے ہیں ایک نغمہ اور دوسرے نوحہ کرنا۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیقی دل میں زنا کے خیالات پیدا کرتی ہے، جس طرح پانی سبزی کو اُگاتا ہے۔

(۷) حضرت صفوان ابن امیہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن قرہ نے نبی علیہ السلام سے فحش گانے کے علاوہ گانا بجانے کی اجازت مانگی، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ میں تجھے ہرگز اسکی اجازت نہیں دوں گا نہ تمہاری عزت کروں گا نہ تمہیں چشم عطا سے دیکھوں گا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے مگر حرام اختیار کرتا ہے اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا تو تو اس وقت تجھ سے بُری طرح سے پیش آتا، چل میرے پاس سے اٹھ جا اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر، یاد رکھ اگر تو نے گانا بجانا کیا تو تمہیں دردناک سزا دوں گا تیرا منھ بگاڑ دوں گا، تجھے تیرے گھر سے نکال دوں گا، تیرا ساز و سامان مدینہ کے نوجوانوں میں لٹوا دوں گا، جب عمر بن قرہ پریشان ہو کر چلے گیے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہی لوگ عاصی اور نافرمان ہیں جو کوئی ان میں سے توبہ کے بغیر مرے گا حشر میں اللہ تعالیٰ اس کو ننگا

کر کے اٹھائیں گے، ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہ ہوگا، جب کھڑا ہونے لگے گا تو لڑکھڑا کر گر پڑے گا۔

چنانچہ دور حاضر میں گانے والی عورتیں اسٹیج پر انتہائی عریاں جسم کے ساتھ گانے گاتی اور ناچتی ہیں یہ مشاہدہ کی بات ہے کہ جو شخص گانے سننے کا عادی ہوتا ہے وہ بہت جلدی دین سے دور ہو جاتا ہے بلکہ وہ بے حس ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو جتنی نصیحت کی جائے اُس پر اثر انداز نہیں ہوتی وہ دین کی طرف آنا بھی نہیں چاہتا، کیونکہ بد دینی بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہ سب کچھ پس منظر پیغام کے سیاہ کارنامے ہیں جو موسیقی کے ذریعہ نسل نو کو بدکار بنا کر رکھ دیتی ہے کیونکہ انسان ایک آدھ مرتبہ گانے سنتا ہے تو اسے یاد ہو جاتا ہے اور امام صاحب روزانہ پانچ مرتبہ سورہ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھتے ہیں تو وہ یاد نہیں ہوتی، کیونکہ ضلالت وگمراہی، فحاشی اور بدکرداری طبائع پر چھائی ہوئی ہوتی ہے۔

پہلے زمانے میں موسیقی صرف اس وجہ سے حرام تھی کہ اس میں راگ اور راگنیوں کی آواز شامل ہوتی تھی اور دور حاضر کے گانے میں عیاشی اور فحاشی اور بدکاری کی طرف مائل کرنے والے پس منظر پیغام بھی شامل ہوتے ہیں لہٰذا موسیقی دور حاضر میں بدرجہ اولیٰ حرام ہوگئی ہے، ماضی میں موسیقی اپنے سننے والے کے اعمال ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا تھا اور آج موسیقی سننے والے کے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، اسلئے کہ اس میں بہت سے کفریہ جملہ ہوتے ہیں پہلے موسیقی سننے والے کو نیکی سے بیزار بنا دیتی تھی اور آج خدا بیزاری بنا دیتی ہے۔ اگر کسی فرد کے بچپن کے گانے کبھی سماع سے ٹکراتے ہیں تو وہ بھڑک جاتا ہے، اس کا جوش اور ولولہ ابھر جاتا ہے، پُرانی باتیں پُرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں، اس وجہ سے موسیقی بہت زیادہ خطرناک ہوگئی ہے۔

موسیقی کے جراثیم مرنے تک بندے کے دل و دماغ میں موجود رہتے ہیں عقل مند وہی ہے جو اس مصیبت کے قریب بھی نہ جائے، اپنے دل و دماغ کو ان چیزوں سے خالی

رکھے اور گناہ کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان سے دور رہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی خوب حفاظت فرمائے۔آمین

(۹) غیروں کی پیروی

بچہ عمر کے تقاضے، اوردنیا میں دن بدن ترقیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے غیروں کی نقالی کرتے ہیں اگر بچے کی ابتدا ہی سے اس کی تربیت خالص اسلامی نہج پر ہوئی ہوتو بے شبہ اسلام کے سوا دوسرے کسی طریقہ کی پیروی نہیں کرسکتا اور اگراس کے برعکس گھر کا ماحول غیر اسلامی اور مغربی طرز کا ہےتو پورا سماج اور معاشرہ مغربی طورطریقوں کی نقالی کو اپنے لئے عزت وفخر کا سرمایہ سمجھتے ہیں تو لازماً بچہ اسی تقلیدی راستہ پر چل کھڑا ہوگا۔نیز مسلمان یا ان کے بچے مغربی قوموں اوران کی تہذیبوں کی نقالی کرکے اسلامی شریعت، سیرت نبویؐ، تاریخ اسلام کے روشن کارناموں، اسلام کی باعزت شخصیت کی عظمتوں، اوراپنے حقیقی جوہراورخوبیوں سے دورجاپڑتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں ہے جوغیروں کی نقالی کرے۔سنو! یہودیوں اورنصرانیوں کی نقالی مت کرو (ترمذی) یہ نقالی بولنے چالنے، اٹھنے بیٹھنے، پہننے اوڑھنے، لین دین، کھانے پینے، سونے جاگنے، سوچنے اورعمل کرنے ہر بات میں ہوسکتی ہے، جب کہ ان تمام باتوں کے لئے اسلام کے پاس ایک ممتاز طریقہ موجود ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جوکسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے سمجھا جائے گا۔(ابوداؤد)

دورحاضر کا سب سے بڑا بگاڑ یہ ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے شانہ بشانہ چل رہی ہیں اس لئے اگر ہم اپنے بچوں کوملت اسلامیہ میں شامل رکھنا چاہتے ہیں تو غیروں کی نقالی سے انہیں روکیں، اسی طرح دورحاضر میں عورتوں کو بے پردہ وہ کام کرنے کی اجازت دی جارہی ہے جومرد انجام دیتے ہیں۔عورتوں کوگھر کی ملکہ بنانے کے بجائے بینکوں، کارخانوں، مالوں (Malls) دکانوں، کالجوں اورکال سنٹروں (Call

(Centers) میں ملازم بناتے ہیں، آج مغربی عورتوں کی نقالی میں بہت سی مسلم عورتیں عریاں لباسوں میں بے پردگی اور حیا فروشی کے ساتھ گھروں سے باہر آتی جاتی ہیں۔ اس سے بچوں کو محفوظ رکھنا مربی کا ایک اہم فریضہ ہے۔

(۱۰) بچوں کی تربیت سے لاپرواہی

موجودہ دور میں میں زندگی کے کئی مسائل ہیں انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ والدین اس قدر مصروف ہیں کہ ان کے پاس اپنے بچوں کی اخلاقی اور تمدنی تربیت اور دیکھ بھال کے لئے وقت نہیں، والدین کو بہرصورت وقت نکالنا ہوگا ورنہ نئی نسل اور آئندہ کے معاشروں کی ساخت میں کئی المناک نقائض پیدا ہونگے، بچہ پوری نسل انسانی کی اساس اور انسانیت کی آخری امید ہے انکے اچھے ہونے اور ضروری تربیت سے لیس ہونے پر ہی آنے والی دنیا میں خیر وحسن کا دارومدار ہے کیونکہ بچوں کی تربیت میں جب لاپرواہی ہوتی ہے تو بچے بگڑتے ہی چلے جاتے ہیں۔

ایک سرکاری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے جس میں افراد خانہ، اوقاتِ کار کا جائزہ لیا گیا ہے، اس رپورٹ کے مطابق ایک جرمن بچہ کو ۲۴ ر گھنٹے میں ماں باپ کے اوقات میں سے اوسطاً صرف آدھا گھنٹے نصیب ہوتا ہے، جس میں کھانے کا وقت بھی شامل ہے اس سے اندازہ لگایئے کہ بچے کے بقیہ ساڑھے تیئیس (۲۳) گھنٹے کہاں اور کیسے صرف ہوتے ہیں؟ اس کا جواب بچے کی صرف ایک مصروفیت ہی سے جانا جاسکتا ہے، چنانچہ مربیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو وقت دیں کیونکہ بچے کی یہ ابتدائی عمر محبت چاہتی ہے، ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ مربی ہفتہ ہفتہ تک بچہ کے ساتھ کھانے پینے کیلئے وقت نہیں دے پاتے کیونکہ جب آپ کام کر کے واپس آتے ہیں تو بچے سوئے ہوئے ہوتے ہیں، اور جب بچے اسکول جاتے ہیں تو آپ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

اگر بچے بگڑ جائیں تو والدین پورے گھر اور تمام معاشرہ کی امیدوں اور ارمانوں کا

خون کر دیتے ہیں، والدین اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں اور اپنے کاروباری زندگی میں اتنے مصروف نہ ہوں کہ بچوں کی تربیت کا آپ کو موقعہ ہی نہ ملے، اگر ایسا ہوا تو بچے بگڑ جاتے ہیں، اس لئے کہ تربیت میں سب سے زیادہ ذمہ داری والدین کی ہے، قدرت کے یہ غنچے انہیں کے دامن میں چٹکتے اور پھول بنتے ہیں۔

(۱۱) موبائل کا غلط استعمال (Misuse -of -MobilePhone)

موجودہ دور میں انٹرنیٹ اور موبائل کے آزادانہ استعمال نے نئی نسل کو اخلاقی وایمانی دیوالیہ پن کی جس سطح کو پہنچایا ہے اس کی سنگینی کے اظہار سے زبان گنگ، قلم ساکت اور عقل ماؤف ہو چکی ہیں، موبائل کے بے لگام استعمال کی عادی نئی نسل کا دین وایمان اور اس کے اخلاق واقدار ہر گزرتے دن کے ساتھ جس تیزی کے ساتھ جس طرح کھوکھلے ہوتے جا رہے ہیں، اس کے تصور سے دل کانپ جاتا ہے۔

جن والدین نے اپنی اولاد کو موبائل اور انٹرنیٹ کی چراگاہ میں چرنے کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے وہ دراصل اپنی اولاد کی بربادی کا سامان مہیا کر رہے ہیں، ویسے موبائل اور انٹرنیٹ کے منفی استعمال کی ہر صورت تباہ کن اور دین ودنیا کے زوال کا باعث ہے۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودہ دور کا اسمارٹ فون (Smartphone) سب سے بڑا فتنہ ہے، حضرت جی مولانا سعد صاحب فرماتے ہیں کہ اسمارٹ فون کا استعمال بڑا خطرناک ہے، دارالعلوم دیوبند نے بھی اسمارٹ فون پر پابندی عائد کر دی ہے، آج ہماری نئی نسل بطور خاص اسمارٹ فون کو گلے لگائے پھر رہی ہے، وہ اس کی خلوتوں کا ساتھی اور تنہائیوں کا رفیق ہے، موبائل میں آنے والے غلط پروگرام اور مخرب اخلاق مناظر نے گھروں کے ماحول کو اخلاق باختہ بنا ڈالا ہے۔ خود غرضی، انارکی اور بگاڑ نے پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، قریبی رشتہ داروں اور فیملی (Family) سے دوری سب اسمارٹ فون کی بدولت ہے۔ آج

معاشرہ بے دینی اور خدا بیزاری کے نتیجہ میں اخلاق سوز اور حیا سوز جرائم میں سرتاپا غرق ہو چکا ہے، ایک سروے کے مطابق ایک امریکی بچہ ۱۶ سال کی عمر تک دولاکھ تشدد کے مناظر اور ۳۳ ہزار قتل کی وارداتیں دیکھ چکتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے بچوں کو موبائل کے غلط استعمال سے بچائیں اور اگر اشد ضرورت ہو تو اپنی نگرانی میں ہی استعمال کروائیں کیوں کہ بچے وہی کام چھپ کر کرتے ہیں جسے وہ برا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو موبائل کے فتنہ سے بچائے۔

ایک چونکا دینے والی خبر (A Shocking News)

لندن اردو پوائنٹ ۲۶/ اگست ۲۰۱۸ء کی خبر ہے۔ بچوں کو جدید ٹکنالوجی کی لت لگانے والے مائکروسافٹ کا بانی بل گیٹس Billgates اسی طرح فیس بک کے بانی مارک زکر برگ (Marg Zuckerberg) اور ایپل Apple کے بانی اسٹیو جابز (Stev Jobs) ان تمام بانیوں نے اپنے اہل خانہ بال بچوں کو موبائل کے استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

(۱۲) بدنظری زہر قاتل ہے

انسان کی آنکھیں جب بے لگام ہو جاتی ہیں تو اکثر فواحش کی بنیاد بن جاتی ہیں اسلئے محققین کے نزدیک بدنظری ”ام الخبائث“ کی مانند ہیں، آنکھوں ہی سے فتنے کے چشمے ابلتے ہیں معاشرہ اور سوسائٹی میں عریانی وفحاشی کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں اسلئے اسلامی تعلیمات کا حسن وجمال ہے کہ ہر بندۂ بشر اپنی نگاہیں پست رکھیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن“ (سورہ نور:۳۱) ترجمہ: ایمان (والوں) والیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

کیونکہ جب آنکھیں بے لگام ہو جاتی ہیں تو شہوت میں انتشار اور شرمگاہ میں اُبھار

پیدا کرتی ہے ایسی حالت میں انسان کے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، یہ عام مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کی نگاہیں بے قابو ہوتی ہیں انکے اندر شہوت کی آگ بھڑکتی رہتی ہے حتیٰ کہ انکو فحاشی کا مرتکب کرادیتی ہے، بسا اوقات انسان بدنظری کی وجہ سے کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ اخبارات کی چیختی خبریں اکثر و بیشتر جب سماع سے ٹکراتی ہے کہ فلاں نے غیر مسلم کے ساتھ فرار ہوگیا، اسی طرح فلاں نے فلاں کو دل دے بیٹھا، اور گھر والوں نے رشتہ سے انکار کردیا اور خودکشی کرلی، ان سب کی وجوہات صرف اور صرف بدنظری ہے۔

علامہ شورش کاشمیریؒ فرماتے ہیں کہ نگاہیں اتنی ظالم ہوتی ہیں کہ زاہدِ خشک بھی آناً فاناً چوکڑی بھول جاتے ہیں، عابد دل ٹٹولنے لگتے ہیں، دانشوروں کی عقل شکست کھاجاتی ہے، فلاسفروں کا تخیل سپر انداز ہوجاتا ہے، رہ گئے شاعر تو وہ ان کے خانہ زاد ہیں اور ادیب حلقہ بہ گوش، بڑے بڑے سپہ سالار بھی انکے اڑنگے پر چٹخنی کھا جاتے ہیں، اپنی صفوں میں خالد بن ولید ہوں یا پرائی صفوں میں نپولین بونا پارٹ، حسن دونوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیتا ہے، غالب سا شاعر، اقبال سا مفکر، کارل مارکس سا پیغمبر بے جبرئیل، شبلی سا سیرت نگار اور ابوالکلام سا عبقری، یہ سب اپنی رفعتوں باوصف عشق کے کوچے میں تلوے سہلاتے رہے ہیں۔ (ورق ورق درخشاں:ص/۱۳۵)

اسلیئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**النظرة سهم مسموم من سهام الابليس**" ترجمہ: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، دوسری حدیث میں ہے: "**العينان ذناهما النظر**" ترجمہ: آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی غیر محرم کو شہوت بھری نگاہ سے دیکھے گویا وہ اپنے دل میں اسکے ساتھ زنا کرچکا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، کھٹک سوچ کو وجود بخشتی ہے اور سوچ شہوت کو اُبھارتی ہے اور شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے

حافظہ کی کمی کی شکایت کی انہوں نے وصیت کی تو آپ نے ان کی وصیت کوشعر کا جامہ پہناتے ہوئے فرمایا:

شکوت اِلی وکیع سوء حفظی ☆ فاوصانی الی ترک المعاصی

فان العلم نور من الٰھی ☆ ونور اللہ لایعطی لعاصی

میں نے اپنے حافظہ کی شکایت امام وکیع رحمہ اللہ سے کی تو انہوں نے وصیت کی اے طالب علم! گناہوں سے بچ جاؤ کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور نور کسی گناہگار کوعطانہیں کیا جاتا۔

بدنظری کے بڑے بڑے نقصانات ہیں ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

بدنظری قوت حافظہ کیلئے زہر قاتل ہے۔

بدنظری کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

بدنظری خودکشی پر مجبور کر دیتی ہے۔

بدنظری زخم گہرا (یادکوتازہ) کر دیتی ہے۔

بدنظری کرنے سے دل میں گناہ کا تخم پڑ جاتا ہے۔

بدنظری سے عمل کی توفیق چھین لیجاتی ہے۔

بدنظری ذلت وخواری کا سبب بنتی ہے۔

بدنظری سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

بدنظری کرنے والا عشق مجازی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بدنظری کرنے والے سے شیطان پُر امید رہتا ہے۔

بدنظری کرنے سے اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑکتی ہے۔

بدنظری نیکی کوضائع کر دیتی ہے۔

بدنظری کرنے والا ملعون (شیطان) کا دوست ہوتا ہے۔

بدنظری بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔انہ من اعظم المصائب

بدنظری بدفعلی و بدکرداری تک پہنچا دیتی ہے۔
بدنظری جسم میں بدبو پیدا کرتی ہے۔
بدنظری سے چہرا بے نور ہو جاتا ہے۔
بدنظری سے خیالی محبوب کا تصور پیدا ہو جاتا ہے۔
بدنظری سے انسان کا دل و دماغ متفرق چیزوں میں بٹ جاتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ بدنظری سے خوب بچا جائے، کیونکہ شیطان غیرمحرم کے چہرے کو خوب مزین کر کے پیش کرتا ہے، آج بدنظری کے بہت سے ذرائع پیدا ہو گئے ہیں، اخباروں اور کتابوں میں جنسی مضامین پر مشتمل رسالوں کے سرِ ورق پر جو برہنہ تصاویر چھپتی ہیں اور موبائل، انٹرنیٹ اور راستہ چلتے سڑک کے کناروں پر، اسکرین پر اور سائن بوڈ پر بنی ہوئی تصویر کو دیکھنا ایسا عام ہو گیا کہ لوگ اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

میرے والد محترم فرماتے ہیں بلاضرورت فوٹو کا دیکھنا، دکھانا، کھینچنا، کھچوانا، بیچنا، بکوانا، خریدنا، خریدوانا، لگانا، لگوانا، شیئر کرنا اور کروانا یہ سب حرام ہیں۔ اسی طرح بعض انسان مخلوط محفلوں کی تصاویر اپنے پاس رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں، دکھاتے ہیں، یہ فعل زندہ غیرمحرم کو دیکھنے سے زیادہ نقصان دہ ہے، اور تصاویر کا دیکھنا کیونکہ غیرمحرم کو راہ چلتے اسکی خدوخال کو اتنا باریکی سے نہیں دیکھا جا سکتا جتنا تصاویر کے ذریعہ دیکھنا ممکن ہے کیونکہ انسان تو تصاویر میں گھنٹوں غیرمحرم کو دیکھتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدنظری ایسی پیاس لگاتی ہے کہ انسان گھنٹوں کسی غیرمحرم کو گھورے (دیکھے) تو کبھی بھی اُس سے سیراب نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے! تصویر کو بلاعذر کھینچنا، کھچوانا حرام در حرام ہے، حدیث میں ہے: "**من رایٰ منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ و من لم یستطع فبلسانہ و من لم یستطع فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان**" ترجمہ: جو شخص کسی بُرائی کو ہوتے ہوئے دیکھے تو

اسے چاہئے کہ ہاتھ سے روکے یا زبان سے روکے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ رکھتا ہوتو اسے دل میں بُرا جانے یہ ایمان کا کمزور (آخری) درجہ ہے، چنانچہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ گناہ سے اور گناہ کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان سب سے خوب بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائیں، حدیث میں ہے:"کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیته" ترجمہ: تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم سے تمہارے (اولاد، بیویاں) ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، بدنظری ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح سوکھی لکڑی کو آگ حدیث میں ہے:"انهر سهم سم الی القلب" ترجمہ: نگاہ ایک تیر ہے جو دل میں زہر ڈال دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی نگاہوں کی خوب حفاظت فرمائے۔

(۱۴)ویڈیو گیمز(Video Games)

بچوں کو بگاڑ کی راہ لگانے میں ایک سب سے بڑی وجہ ویڈیو گیمز بھی ہے۔موجودہ دور میں ویڈیو گیمز کے آزادانہ استعمال نے نئی نسل کو اخلاقی وایمانی دیوالیہ پن کی جس سطح پر پہنچادیا ہے اس کی سنگینی کے اظہار سے الفاظ وتعبیرات قاصر ہیں، نیز نئی نسل کی دینی واخلاقی پستی میں ویڈیو گیمز کا جو کلیدی رول ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔

ویڈیو گیمز بچوں اور جوانوں کے لئے نشہ کی شکل اختیار کر چکے ہیں، کم عمر کے بچے اور نوجوان حتی کہ بہت سے عمر رسیدہ افراد بھی ویڈیو گیمز کی لت کا شکار ہیں۔

والدین عام طور پر ویڈیو گیمز کو محض ایک تفریحی عمل خیال کرتے ہیں جب کہ تفریح اور وقت گزاری کے طور پر اختیار کی جانے والی یہ مشغولیت بچوں کے لئے تباہ کن ہوتی ہے، اس وقت ویڈیو گیمز کا رواج اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ہر کس وناکس ان سے متاثر ہورہا ہے۔ ہمارے جوانوں اور بچوں کے شب وروز کا بیشتر وقت ویڈیو گیمز میں گزر رہا ہے، عموماً جب بچے گھروں میں کمپیوٹر، لیپ ٹاپ میں مشغول ہوجاتے ہیں تو والدین اچھا گمان کرتے ہوئے سوچتے ہیں کہ بچے ان کا صحیح استعمال کررہے ہیں۔حالانکہ وہ انکا

غلط استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو ان غلط راہوں سے روکیں کیوں کہ ویڈیو گیمز سے ہونے والے نقصانات دینی بھی ہیں اور دنیاوی بھی، اخلاقی بھی ہیں اور معاشرتی بھی، طبی بھی ہیں اور اعتقادی بھی۔ (دوائے دل، اکتوبر ۲۰۱۸ء)

(۱۴) فیشن پرستی

جب بچے ایسے ماحول میں رہیں جہاں غیر محرم کی تجسس والی متلاشی نگاہیں اس پر پڑیں تو اس کا جی چاہتا ہے کہ لوگ میرے حسن و جمال سے متاثر ہوں، میری تعریفیں کریں، پس وہ بن سنور کر رہتی ہیں تاکہ حور کی بچی نظر آسکوں گفتگو کرتے وقت آوازیں لوچ ہوتی ہے چلنے پھرنے میں عجیب وغریب انداز ہوتا ہے۔ بقول شاعر

بجلیاں دیکھنے والوں پہ گراتے آئے
تم جدھر آئے ادھر آگ لگاتے آئے

ایسے ماحول میں تعلیم کی طرف توجہ نہیں رہتی بلکہ شکل وصورت کو سنوارنے کی طرف دھیان رہتا ہے۔ خوف خدا دلوں سے نکل جاتا ہے، گناہ سے نفرت کی بجائے گناہ کی حسرت دل میں پیدا ہو جاتی ہے، گناہ نفس پرستی کی دلدادہ بن جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکے لڑکیاں (Male Female) دونوں خدا پرستی سے دور ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح آج نوجوان نسل اپنی تابناک ماضی کو بھلا کر انقلابی وتحریکی کاموں کے بجائے فیشن پرستی، دوسروں کی نقالی میں مصروف اور اپنی دینی روایات وتہذیب سے بیزار ہیں، ان کے اندر مذہب سے بیگانگی، اور شریعت کی پابندی سے اعلانیہ بغاوت ہے، ان کا ''رول ماڈل'' نبی اور صحابہ نہیں بلکہ آج کے یہ فیشن پرست ہیرو ہیروئن ہیں، انہیں تفریحی مشاغل سے فراغت اور فیشن پرستی سے فرصت ہی نہیں، مغربی تہذیب ان کیلئے لائق تقلید ہے، ان پر فیشن پرستی کا ایسا بھوت سوار ہے کہ سنت رسولؐ اور طریقۂ

صحابہ میں کوئی دلچسپی نہیں، اور فیشن پرستی کے جنون میں اس حد تک چلی گئی ہے جہاں جانوروں کی نظریں شرم سے جھک جاتی ہیں، لباس ہو یا طور طریقہ، چلنے کا انداز ہو یا گفتگو کا انداز، رہن سہن ہو یا رسوم ورواج ہر ایک میں انہیں مغربی تہذیب ہی پسند ہے، جسم پر قسم قسم کے رنگ برنگے لباس، لباس کے نت نئے ڈیزائن، کسے ہوئے چست لباس، نیم وبرہنہ، بازوؤں اور جسم کے نشیب وفراز کو ظاہر کرتے ہوئے پھٹے کپڑوں کے ہی شوقین ہے، اور ایسے (Hairstyles) کہ جنہیں دیکھ کر ایک پاگل کو بھی ہنسی آجائے، پھر بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ فیشن کا معاملہ بڑھتے بڑھتے وہاں پہونچ گیا جہاں مرد وعورت دونوں نے ''من تو شدم تو من شدی'' پر پوری مستعدی کے ساتھ عمل کرنا شروع کردیا ہے، فیشن کے نام پر کپڑوں کی ایسی تراش خراش کہ شرم وحیا سر پیٹ کر رہ جائے، لڑکیاں جنس، ٹی شرٹ، میں ملبوس مکمل لڑکوں والا حلیہ بنائے خود پر فخر محسوس کرتی ہیں، شمع خانہ کے بجائے شمع محفل بننا انہیں پسند ہیں، تو لڑکے ہاتھوں میں کنگن ڈالے، بالوں کی پونی بنائے، کانوں میں بالیاں سجائے، انگلیوں میں چھلے پہنے ہوئے، گردن میں چین لٹکائے صنف نازک کو مات دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

اب پیچھے سے نہیں بلکہ آگے سے دیکھنے کے بعد بھی یہ سمجھنا مشکل ہوگیا کہ یہ مرد ہے یا عورت، جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا: آپؐ نے لعنت بھیجی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہیں۔ (ترمذی شریف) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''**من تشبه بقوم فهو منهم**'' (جو شخص اپنی تہذیب چھوڑ کر دوسری قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو اسکا شمار بھی اسی قوم سے ہوگا) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہت سی عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوتی ہیں دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور وہ خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوتی ہیں، وہ نہ جنت میں داخل ہونگی نہ جنت کی بو سونگھ سکے گی'' اور اب چمچہ کے بجائے

ہاتھ سے کھانے، کھڑے ہو کر پانی پینے کے بجائے بیٹھ کر پانی پینے کو رجعت پسندی اور قدامت پسندی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور فیشن پرستی کا یہ عالم ہے کہ جیب میں قیمتی قیمتی اسمارٹ فون، کانوں میں ایئر فون، ہاتھوں میں مہنگی گھڑیاں اور سواری کیلئے سود پر لی ہوئی لاکھوں روپئے کی گاڑیاں ہیں جس میں اسراف ہی اسراف ہے، لیکن نماز تو دور کی بات اذان سُن کر جواب دینے تک کی فرصت نہیں۔

الغرض وہ ایک حد تک ذہنی ارتداد کے شکار ہو گئے ہیں ان کا دل ودماغ مغربیت کے بہاؤ میں بہہ چکا ہے، ان کی زبان پر بھلے ہی محاسن اسلام ہو لیکن ان کا جسم مکمل طور پر مغربیت کی زد میں ہے۔ بقول علامہ اقبال

خِرد نے کہہ بھی دیا لا اِلہٰ تو کیا حاصل دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

۱۔ بکثرت طلاق کا وقوع اسلئے ہے کہ مرد بیوی کے مطالبات سے تنگ آ کر طلاق دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۲۔ غرور وتکبر کا ذریعہ ہے۔

۳۔ فیشن پرست نوجوان مایوسی اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے اسلئے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بتائے گئے قیمتی لباس پہننے سے جب عاجزی آجائے گی تو لامحالہ مایوسی کی کیفیت سے دوچار ہو جائیگا۔

۴۔ دوسرے فیشن زدہ لوگوں کے لباس وغیرہ کو دیکھ کر حسد وجلن کا شکار ہو جاتا ہے۔

۵۔ فیشن پرست آدمی کو نہ پیسوں کی فکر ہوتی ہے اور نہ وقت کی قدر بلکہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے تمام حدود پار کر دیتا ہے۔

۶۔ عصمت ریزی کے واقعات اسی فیشن پرستی کی ہی دین ہیں۔

سب سے بڑا سبب ہمارے والدین کی غفلت ولا پرواہی ہے، انہیں پیسہ کمانے کی تو فکر ہے لیکن بچوں کی تربیت کیلئے تو وقت نہیں مگر، انہیں بچوں کے خیالات کو صحیح رُخ پر لانے کی فکر

نہیں، انہیں کے سامنے بچے ہیرو ہیروئن کی نقالی کرتے ہیں مگر والدین اسے روکنے کے بجائے اس پر شاداں وفرحاں بلکہ باقاعدہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے نظر آتے ہیں۔

''کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا''

وہ دن بہ دن بے حیائی وفیشن کے دلدل میں پھنستے جاتے ہیں لیکن والدین کو اس سے کوئی سروکار نہیں، لیکن جب یہی بچیاں اپنی حیا کا گوہر لٹا چکی ہوتی ہیں تو تب ماتم و واویلا مچاتے ہیں۔

''اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیا چگ گئی کھیت''

(۱۵) فلمیں اور ڈرامے

اسٹیج اور اسکرین پر تماشا دیکھنے کی تاریخ تو بہت پرانی ہے مگر موجودہ دور میں ریاست کیلیفورنیا میں واقع ہالی ووڈ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، لوگ اسے دنیا کا جنسی دارالخلافہ کہتے ہیں، یونیورسل، سونی، کولمبیا، فوکس اور ایم جی ایم جیسے پروڈیوسروں نے فلمی صنعت پر قبضہ جما لیا ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ لوگوں نے فلموں اور ڈراموں کے ذریعے ہزاروں بچوں کو بگڑتے تو دیکھا ہے مگر ایک کو بھی سنورتے نہیں دیکھا، اس سے ڈرامے کے بداثرات کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

کیونکہ جس میں مارکٹائی ہو، دل دہلانے والے مناظر ہوں، ایسی فلموں کو دیکھ کر بچے مارکٹائی کے طریقے سیکھتے ہیں، چوری کرنا اور قتل کرنا سیکھتے ہیں، بعض اوقات ناسمجھی میں اپنی زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں۔

اسی طرح کامیڈی (Tik Tok) اس کو کہتے ہیں جس میں ہنسی مذاق کا پہلو غالب ہو، دیکھنے والے صرف وقتی طور پر ہی خوش نہیں ہوتے بلکہ وہ ہر وقت کامیڈی بنانے کے چکر میں ایسے الجھتے ہیں کہ اسے مشغلہ بنا بیٹھتے ہیں۔

سیریل جس میں انسان مختلف قسم کی جھوٹی جھوٹی کہانیاں اور من گھڑت باتیں گڑھ لی جاتی ہیں، بچپن سے ہی بچوں کے اندر سے حیا نکال دیجاتی ہے، پس منظر پیغام کے ذریعے بچے کو انائیت سکھائی جاتی ہے، سیریل دیکھنے کا ایسا چسکا پڑتا ہے کہ نماز قضا ہوتی ہے تو ہوجائے مگر سیریل دیکھنے میں فرق نہ آئے۔

سائنس فکشن (Science fiction) سائنسی تصورات کے مطابق مستقبل کے حالات کی عکس بندی کی جاتی ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سب چیزوں سے اجتناب کرے اور اپنے بچوں کو بھی ان سب چیزوں سے کوسوں دور رکھیں اور اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

(۱۶) انٹرنیٹ (Internet)

جدید دور کی تعلیمی سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فرنگی ممالک نے انٹرنیٹ کا سلسلہ اس لیے شروع کیا تھا کہ طالب علم حضرات کو معلومات کے حصول میں آسانی پیدا ہوجائے، اس میں کوئی شک نہیں کہ معلومات حاصل کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

لیکن مصیبت یہ ہے کہ اسکا اچھا استعمال تو اپنی جگہ مگر برا استعمال بہت زیادہ ہونے لگ گیا ہے، شیطان اور شیطان کے کارندوں نے انٹرنیٹ کو غلط استعمال کرنا شروع کردیا ہے، لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے دوستی کرنے کے لیے انٹرنیٹ پر چیٹنگ (Chating) کرتے ہیں، دور حاضر میں ایک ہزار سے زیادہ دوستی کرنا (Friend Ship) فخر محسوس کیا جاتا ہے حالانکہ اس میں بہت سے فیک آئی ڈی ہوتے ہیں اور (لڑکے لڑکیاں) ایک دوسرے سے بڑے مزے لیکر چیٹ کرتے ہیں۔

اکثر ماں باپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے ہر وقت پڑھائی کرنے میں لگے رہتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ وہ کمپیوٹر اسکرین پر بیٹھے گھنٹوں اپنے معشوق سے عشق ومحبت کی باتیں کرتے رہتے ہیں، اس مرض میں صرف نوجوان ہی گرفتار نہیں ہیں بلکہ بعض بچہ بھی

ہیں، وہ بھی نوجوان لڑکیوں سے اس طرح چیٹنگ کرتے ہیں جیسے کوئی عاشق اپنے معشوقہ سے کررہا ہو۔

لہذا البعض مرتبہ ای میل، فیس بک، پلے اسٹور (E-mail, Face Book, Play Store) میں اتنے بُرے مضامین موصول ہوتے ہیں کہ جن کو پڑھنا روحانیت کی موت ہوتی ہے، انٹرنیٹ پر اسلامی نام کی ویب سائٹ (Website) ہوتی ہے لیکن اسلام کے خلاف یہودی، عیسائی، نصرانی جیسے لوگ قرآن وحدیث میں ردوبدل کرکے شیئر (Shere) کرنے کی قسمیں بھی کھلاتے ہیں بسا اوقات ایسا لالچ دیتے ہیں کہ اتنے لوگوں کو شیئر کرنے سے آپ کے موبائل پر بیلینس (Recharge) آئیگا۔

ایک مرتبہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ ایک ہندو اسلامی ویب سائٹ کے نام پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف تھا، اسی طرح ایک سروے کے مطابق ڈھائی لاکھ چینل اسلامی نام سے غیر مسلم چلا رہے ہیں، نوجوان انٹرنیٹ سے مختلف مضامین پڑھ کر اور ویڈیو (Video) دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ یہ دین کی باتیں ہیں حالانکہ اس کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا، (اگر علم انٹرنیٹ سے آجاتا تو کون ایسا بےوقوف ہے جو کالجوں یونیورسٹی اور مدارس کے چکر کاٹتا پھرے، میرے والد محترم فرماتے ہیں کہ جتنے بھی علوم ہیں سب ایک فن ہیں یہ سب فنا ہوجانے والی ہے، لیکن قرآن وحدیث کا علم ایسا ہے جو مرنے کے بعد بھی کام آئے گا) حالات وواقعات اور اقوال کو مدنظر رکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انٹرنیت درحقیقت انٹرنیٹ (جال میں پھنسو) بن چکا ہے، ہر شخص کا اس سے دور رہنا ہی اچھا ہے۔

(۱۷) ناول اور افسانے

آج کل عشق مجازی کی نئی سے نئی اسٹوری پر مشتمل ناول لکھے جارہے ہیں، اخبار جہاں وغیرہ میگزین (Megzeen) بھی ایسی کہانیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں

کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں انہیں شوق سے پڑھتے ہیں اور بعض مرتبہ خود بھی ویسا ہی کرنا شروع کردیتے ہیں، جو نوجوان کسی سے آشنائی نہیں کر سکتے وہ تنہائی میں افسانے کی کہانیاں اپنے ذہن میں سوچ کر گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں، خیالات ناپاک ہو جاتے ہیں، گو ظاہر میں نماز روزہ بھی کرتے ہوں مگر دل میں خیال محبوب کی تصویر سجائے پھرتے ہیں، نماز پڑھتے ہوئے بھی اس کی یاد میں منہمک ہوتے ہیں، یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک خیالی بُت کی پوجا کررہے ہوں۔

فرنگی مما لک میں پورنوگرافی (Pornography) کے نام پر بالکل ننگی تصاویر چھاپی جارہی ہیں، بالغ حضرات کی کشش کے لیے عورتوں کے جسم کے پوشیدہ اعضا کی قریب سے لی گئی تصاویر چھپتی ہیں، ان تصاویر کو دیکھنا اس قدر فساد کا باعث ہے کہ شہوت کے مارے بوڑھا گدھا بھی جوان بن جائے، دور حاضر میں ایسے ایسے واقعات اور حادثات سننے کو ملتے ہیں کہ بس! یہودی اور نصرانی دن بدن اپنے مشن (Mishion) میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کرتے ہی چلے جارہے ہیں انہوں نے اس جال کو پورے عالم میں برق رفتاری کے ساتھ پھیلا دیا ہے۔

(۱۸) آفات لسان

بچوں کے بگاڑ کا ایک سبب آفات لسانی بھی ہے کیوں کہ بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں بلاسوچے سمجھے کچھ بھی کہہ دیتے ہیں بعد میں انہیں شرمندگی ہوتی ہے، ان سے بچنے کے لئے حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں آفات لسان کے متعلق چند جملے ذکر کئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) کلام کرنا ایسے امر میں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

(۲) حاجت سے زائد کلام کرنا۔

(۳) بے ہودہ باتوں میں خوض کرنا مثلاً غیر عورتوں کی حکایتیں بیان کرنا یا فساق وفجار وظالموں کی حکایت محض دلچسپی کے بیان کرنا جیسا کہ اکثر بیٹھکوں میں ہوتا ہے۔

(۴) بحث ومباحثہ کرنا۔

(۵) لڑائی وجھگڑا کرنا۔

(٦) کلام میں تکلف وتصنع کرنا۔

(۷) فحش گالیاں بکنا۔

(۸) بدزبانی کرنا۔

(۹) لعنت کرنا کسی پر یعنی پھٹکار ڈالنا، یہ عادت عورتوں میں بہت ہوتی ہے۔

(۱۰) گانا اور شعر پڑھنا جو خلافِ شرع ہو جیسا کہ آج کل کثرت سے یہی ہے۔

(۱۱) حد سے زیادہ خوش طبعی کرنا۔

(۱۲) استہزاء کرنا جس میں دوسرے کی تحقیر ہو یا وہ برا مانے۔

(۱۳) کسی کا راز ظاہر کردینا۔

(۱۴) جھوٹا وعدہ کرنا۔

(۱۵) جھوٹ بولنا۔

(۱٦) غیبت یہ سب سے بڑھ کر ہم لوگوں کی غذا ہو رہی ہے اور اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو سچ کہہ رہے ہیں پھر غیبت کہاں ہوئی۔

یہ شبہ بالکل مہمل ہے کیونکہ غیبت تو جب ہی ہوتی ہے جب وہ بات سچ ہو ورنہ بہتان ہے، البتہ جس شخص سے کسی کو دینی یا دنیوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کا حال بیان کردینا جائز ہے۔

(۱۷) چغل خوری کرنا، ہر گروہ میں جا کر اس کی سی باتیں بتا دینا۔

(۱۸) کسی کے منہ پر اس کی تعریف یا خوشامد کرنا (البتہ اگر اس کی تعریف سے مخاطب کو خود بینی پیدا نہ ہو بلکہ امر خیر کی اور زیادہ رغبت پیدا ہو جاوے تو مضائقہ نہیں)۔

(۱۹) بول چال میں باریک غلطیوں کا لحاظ نہ رکھنا مثلاً لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ

اوپر خدا نیچے تم بری ہے اس میں شبہ مساواتِ خالق ومخلوق کا ہوتا ہے۔

(۲۰) علماء سے ایسے سوالات کرنا جن سے اپنی کوئی ضرورت متعلق نہیں۔

طریق حفظِ لسان

علاج اس کا یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ ہوتو بے تامل نہ کہہ ڈالے کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں، میرے مالک حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے، اگر پورا اطمینان ہوتو بولنا شروع کرے مگر ضرورت کے موافق اور اگر ذرہ بھی خلجان ہوتو خاموش رہے، ان شاء اللہ تعالیٰ سہولت سے سب آفات سے بچ جائے گا شیخ سعدیؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی کر دیر گوئی چہ غم

ترجمہ: بغیر غور وفکر کے بات مت کر، اچھی بات کر اگر چہ دیر سے کہے تو کیا غم ہے۔

(گلستاں: ص ۱۵۸) (حضرت تھانویؒ کے اصلاحی نصاب)

فصل ششم

بچے سراپا رحمت وبرکت ہیں

(۱) بچے والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔
(۲) بچے گھر وخاندان کی حقیقی رونق ہیں۔
(۳) خاندانی رشتوں کے امین وصادق ہیں۔
(۴) بچے جنت کے پھول ہیں۔
(۵) بچے حیاتِ دنیا کی زینت وآرائش ہیں۔
(۶) بچے روئے زمین کے قیمتی سرمایہ ہیں۔
(۷) بچے بچپن میں گھر محلے اور بستی کی زینت ہیں۔
(۸) بچے مدرسہ کی رونق ہیں۔
(۹) بچے اللہ تعالیٰ کا انمول تحفہ ہیں۔
(۱۰) بچے گھر وخاندان کے لئے مسرت وشادمانی کے گہوارے ہیں۔
(۱۱) بچے سماج وملک اور انسانیت کے لئے روشنی واجالا ہیں۔
(۱۲) بچے سے زیادہ (قابل قدر) کوئی بڑی نعمت اللہ نے نہیں دی۔
(۱۳) بچے تمام انسانوں کو طبعی طور پر مرغوب ومحبوب ہیں۔ (سورہ آل عمران:۱۴)
(۱۴) بچے دنیا کی زیب وزینت ہیں۔ (سورہ کہف:۴۶)
(۱۵) بچے سراپا نعمت الٰہی ہیں۔ (سورہ اسراء:۶، شعراء:۱۳۲، نوح:۱۲)
(۱۶) نیک وصالح بچے دنیا وآخرت میں باعث فخر وناز ہیں۔ (سورہ سبا:۳۷)
(۱۷) مطیع وفرماں بردار بچے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (سورہ فرقان:۷۴)
(۱۸) بچے ماں باپ کے لخت جگر ہیں۔ (آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی شان

میں فرمایا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ (بخاری: ۳۷۶۷، مسلم: ۲۴۴۹/۹۳)

(۱۹) نیک بچے اپنے والدین کے لئے اجروثواب کے باعث ہیں۔ (حدیث)

(۲۰) بچوں کی پوری عمر اوراس کی ہر سانس والدین کے لئے اجروثواب کے موجب ہیں۔ (حدیث)

(۲۱) خاندانی خصوصیات وامتیازات کے صحیح ترجمان اوران کی عزت وعظمت کے کلی محافظ ہیں۔

(۲۲) بچے کا قرآن مجید پڑھنا، سیکھنا والدین کے معافی کا ضامن ہے۔ (حدیث)

(۲۳) نیک اولاد بہترین صدقہ جاریہ ہیں اوران (والدین) کے لئے دعائے مغفرت کا بڑا اہتمام کرنے والے ہیں۔ (حدیث)

(۲۴) نیک وصالح اولاد کی طرف سے کئے جانے والے اعمال (ذکروتلاوت، صدقہ وخیرات اوردعائے رحمت ومغفرت وغیرہ) کا ثواب فوت شدہ ماں باپ کوملتا رہتا ہے۔ (حدیث)

(۲۵) بچوں کی دعائے مغفرت، آخرت میں ماں باپ کی ترقی درجات کا سبب بنتی ہے۔ (احمد، ابن ماجہ، طبرانی اوسط)

(۲۶) بچے کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا (ناظرہ) سکھائے تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

(۲۷) جو شخص اپنے چھوٹے بچے کا دل خوش کرتا ہے اللہ رب العزت اس باپ کا دل خوش فرمادے تے ہیں۔ (حدیث)

ایک اہم خطاب مربیوں سے

یہ دنیا کا دستور ہے کہ ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی انقلاب رونما ہوتا ہے اور یہی اسکو مقاصد کی طرف مقناطیس کے مانند کھینچ کرلے جاتا ہے اسی طرح اگر ہمارے اندر بھی انقلاب پیدا ہوگیا تو ہم ایک بے مثال مربی بن سکتے ہیں، کیونکہ دورحاضر کا

سب سے بڑا اور اہم المیہ جو ہے وہ بچوں کی صحیح نہج پر تربیت ہے اگر بچوں کی تربیت کے سلسلے میں کسی قدر بھی بے اعتنائی برتی گئی تو وہ دن دور نہیں کہ بچے خائب ونامرادی کا ماتم کرتے پھریں گے، اگر اس ناسور پر قابو نہ پایا گیا تو یہ ہمارے معاشرے اور سوسائٹی کو درہم برہم کردیگا اور آپ کے مستقبل کو کلّی طور پر تاریک بنادیگا۔

آپ اگر دور حاضر کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بڑے بڑے علماء، صلحاء ،ادباء اور اخلاق وکردار کے پیکر افراد کی اَن گنت تعداد سے اندرونِ ملک وبیرونِ ملک بھرے پڑے ہیں، جن کے اقوال وافعال پر اقوام عالم نے صفحات کے صفحات سپرد قلم کردیئے ہیں۔

چنانچہ جب ہم اپنی معجوب عقل کا پردہ فاش کرتے ہیں اور بے حس جسم کو حساس بنانے کیلئے احساسات کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں تو جو نتیجہ ہمارے سامنے نکھر کر آتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے یہ رتبۂ بلند، یہ اعلیٰ مقام، یہ بے بہا نعمت اپنی عمدہ تربیت کی بناپر حاصل کی چونکہ انکے مربیین نے انکی تربیت کی خاطر تمام درپیش مشکلات کا فرحت وانبساط کے ساتھ سامنا کیا، لیکن انکی مردم سازی میں کوئی کسر وکوتاہی نہیں کی اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر اپنے ارمانوں اور دل میں منڈلانے والی خواہشوں کو پسِ پشت تو ڈال دیا لیکن انکے مستقبل کو تاریک ہونے سے بچالیا، اور انہیں دینی خدمات کیلئے اللہ تعالیٰ سے قبول کروالیا، اسی اعلیٰ تعلیم وتربیت اور مردم سازی کے نتیجہ میں اس روئے زمین پر بڑے بڑے علماء، صلحاء، اُدباء دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

چنانچہ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ انسان کا اپنی زندگی بنانے اور بگاڑنے میں دخل نہیں بلکہ اس کا دخل کافی حدتک مؤثر بھی ہے وہ اسلیئے کہ ہم اپنے ذاتی معاملہ میں خودمختار ہیں ہم کسب اور حصول کا ہتھیار استعمال تو کرہی سکتے ہیں، اپنے مساعیٔ جمیلہ سے اپنی

تقدیر اگر بنا نہیں سکتے تو نکھار ضرور لا سکتے ہیں کیونکہ فرمانِ نبویؐ ہے: "من جدّ وجد" (جو جتنا کوشش کریگا وہ اتنا پالیگا) یہی وجہ ہے کہ ایک عاقل شخص میدان میں بچھڑ جانے کے بعد بھی اپنے حوصلہ کو پست نہیں کرتا بلکہ اپنے مقاصد میں ہمہ تن کوشاں رہتا ہے اور یہ صفات حمیدہ ہمارے اکابرین میں حد درجہ اتم موجود ہیں، یہ تو ہمارے اکابرین کی خوبیاں ہیں جو دور حاضر میں عمدہ کارناموں اور اخلاقِ حمیدہ سے غیروں کو متاثر کررہے ہیں آپ اگر نسل نو کا جائزہ لیجئے تو آپکا حساسِ قلب اسکی بربادی پر ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ اپنے ماضی اور مستقبل کا موازنہ کرکے شرمسار ہوجائیں گے اور غور فکر میں سمندر میں غوطۂ زن ہوجائیں گے کہ اس قوم کی تباہی میں کیا شک ہے جو اپنے اندر کامل ومکمل نظامِ حیات رکھتے ہوئے بھی بے سروسامانی کا شکار ہے۔

مثل مشہور ہے "خرگوش چلا کچھوے کی چال" میں نتیجہ میں وہ اپنی چال سے ہاتھ دھو بیٹھا" جس سماج ومعاشرہ کی ترقی وعروج اور تحفظ وبقاء کی خاطر زرین ہدایات واضح اشارات موجود ہوں پھر وہ دوسری قوموں میں اپنی کامیابی کی راہ تلاش کرے تو پھر اسکے ترقی کرنے کے باب بند نہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟ آج ہم ذہنی انتشار کے شکار ہیں آخر کیوں؟ اسلئے کہ ہماری زندگی کے اندر انحراف داخل ہوچکا ہے، جن خطوط پر بچے کی تربیت ہونی چاہئے تھی ہم خود اس سے بیزار ہیں، قول وعمل کی منافقانہ روش سے ہماری زندگی اس قدر ملوث ہوچکی ہے کہ دور دور تک صلاح وخیر کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

اے مربیو! سماج ومعاشرہ ایک عمارت ہے بچے اسکی اینٹیں ہیں اینٹ اگر پختہ اور مضبوط ہوگی تو عمارت بھی مستحکم اور مضبوط ہوگی اور اگر اینٹ ہی خستہ اور شکستہ ہوگی تو ظاہر ہے عمارت اس لائق نہیں رہے گی کہ اس پر کسی دوسری دیوار کی تعمیر عمل میں لائی جائے، اسی طرح اسلام نے افراد کی روحانی ومادی تربیت کو سماج کی اساس اور بنیاد قرار دیتے ہوئے ایک مکمل ضابطۂ حیات تیار کرکے قومِ مسلم کی رہنمائی کی، دنیا میں انسانی

حقوق کی محافظ تحریکوں اور تنظیموں کا انبار ہے لیکن افراد سازی کی تفصیلات ان میں قطعاً موجود نہیں جس قدر اسلام اور اسلامی معاشرت میں ملتی ہیں، اسلام نے اپنے پیروکار کے اندر رائے کی پاکیزگی، سوچ کی بلندی، جسم کی تندرستی، عقل کی سلامتی اور روح کی پاکیزگی کو اس طرح جاگزیں کیا ہے جو ہمہ وقت اسے اخلاق سوز حرکات و عادات، غیر اسلامی سوچ وفکر اور جدید تہذیب کے حملوں سے روکتی رہتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب انسان اپنے اندر سکون وطمانیت محسوس کریگا تو اسی کے ضمن میں وہ اخلاقی قانون کے ذریعہ دین کی حلاوت بھی محسوس کریگا جو دینِ اسلام ہی کا امتیاز ہے۔

غور کیجئے! معاشرہ کا کوئی بھی فرد مکمل انسان ہوکر جنم نہیں لیتا بلکہ والدین، خاندان اور سماج کی صلاح، تربیت وتعلیم اُسے متأثر کرتی ہے اور حیوانیت کے خول سے نکال کر انسانیت کے گہوارہ میں مقام دلاتی ہے، یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ کامل انسان بن کر معاشرہ کا مستقل رُکن بن جاتا ہے خاندان اور خاندانی روایات بچے کی شخصیت کو اُجاگر کرنے اور اُسے منتقل کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں، خاندان ہی سے اجتماعی رواداری وجود میں آتی ہے جو ایک خاندان سے منتقل ہوکر دوسرے خاندان کو متأثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتی، سماج کا بنیادی خاکہ خاندان اور کنبہ ہی ہے، ماہرینِ تربیت نے اپنے تجربہ سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ ایک شخص جس قدر اپنے خاندان سے متأثر ہوسکتا ہے کسی خارجی تنظیم، سماج اور کلچر سے متأثر نہیں ہوسکتا، ایامِ طفولیت سے لیکر بلوغیت تک خاندانی روایات کا ناقابل تسخیر اثر ہے جس سے بہرحال ہر فرد متأثر ہوتا ہے، چونکہ ان ایام میں عموماً انسان اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے کیلئے نرم پہلو نہیں رکھتا، بایں وجہ اپنے خاندان کے اثرات قبول کرنے میں چنداں وقت نہیں ہوتی، دوسرے ماحول سے ناواقف ہوتا ہے، ارادہ کا کمزور ہوتا ہے، بہانے اور حیلہ کے عادت سے وہ پاک ہے، اپنی پرورش کی شدید ضرورتوں میں گھرا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ زندگی کے اس موڑ

میں جیسا اور کچھ عمل وحرکت نظر آئیگی اسکے دماغ میں نہ مٹنے والی لکیر بن کر رہ جائیگی، شاعر نے کہا:

قدينفع الادب الاحداث فى مهل ☆ وليس ينفع بعد الكبرة الادب

ان الغصون اذا قومتها اتدلت ☆ ولا تلين اذا قومتها الخشب

ترجمہ: ادب سکھانے کا فائدہ بچپن میں ہے جب عمر بڑی ہوجائے پھر ادب سکھانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ گیلی لکڑی کو جب سیدھا کروگےتو سیدھی ہوجائیگی لیکن خشک لکڑی سیدھا کرنے سے سیدھی نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ کسی بھی سماج اور معاشرہ کی شاندار تعمیر وتشکیل سے قبل جس چیز کی ضرورت پڑتی ہےوہ ہے خاندان اور خاندانی اکائی، یہ وہ خوبصورت اور دلفریب باغ ہے جس میں نوخیز پیڑ، پودے اور کلیاں جنم لیتی ہیں، یہاں کی آب وہوا نہایت پاکیزہ اور صاف ستھری رہنی چاہئے، مسموم ہواؤں میں خوبصورت اور نازک کلیوں کا نکھرنا بہت مشکل ہے بلکہ گندی اور گرم ہواؤں کا ہلکا سا جھونکا بھی ان کیلئے موت کا پیغام بن جاتا ہے، درحقیقت طفل مکتب معاشرہ کی وہ کلیاں ہیں جنہیں ہرلمحہ صاف ستھری اور پاکیزہ غذا کی ضرورت پڑتی ہے، انکی اُٹھان اورنمو کیلئے پاک اورنظیف ماحول درکار ہوتا ہے، یہی بچے مستقبل میں بڑے ہوکر دنیا کے ہنگاموں سے دوچار ہونگے، اہل دنیا کی سرگرمیوں میں حصہ لیں گے، اگر گھر کی چہار دیواری اور حصار میں اس کی آبیاری اسلامی طرز معاشرت اور چشمۂ اخلاق وکردار سے نہ کی گئی ہواور وہ دنیا کے ہنگاموں میں جا کرا گراپنا ملّی ودینی تشخص مٹادیں، تو اس سے حیرت نہ ہونی چاہئے، چونکہ کمزور بنیادوں پر زیادہ بوجھ ڈالنا اوران سے اپنے مرتبہ پر بھی قائم رہنے کی امیدیں رکھنا یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟ نفس وتربیت، اجتماعیت اوراخلاق کا علم رکھنے والے علماء معاشرہ اورسماج کی صلاح وفساد کی بابت گفتگو کرتے ہیں تو خاندانی اورگھریلو نظام تربیت کو پہلی بنیاد بناتے ہیں، اسی

کو اخلاق وکردار، تہذیب وتمدن، تعلیم وتربیت کی آماجگاہ بتاتے ہیں، اعتقاد، رجحانات، تصورات، معاملات، اور زندگی کی مختلف سرگرمیوں کے جو انداز خاندانی چہار دیواری میں ہونگے اسی کا عکس اور پورے معاشرہ پر دکھائی دیتا ہے۔ اگر ان میں صلاح ہے تو صالح معاشرہ اور اگر فساد ہے تو برا اور پراگندہ معاشرہ وجود میں آتا ہے اس لحاظ سے خاندان پہلی آماجگاہ اور میدان ہے جہاں مستقبل کے معاشرہ کے لئے خط کھینچا جاتا ہے۔

البتہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ایام طفولیت سے لیکر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے تک کہ جو ابتدائی ایام بچے کی شخصیت بنانے اور بگاڑنے کیلئے انتہائی فیصلہ کُن ہیں، ان ایام میں جو عادات واخلاق، سوچ اور فکر کے شب وروز نقشہ اسکے رُوبرو رونما ہوں گے تو وہ فوراً عقل ودماغ کی گرفت میں آجائیں گے جس کا لازمی طور سے عمر کے درمیانی اور اختتامی دور میں اثر برقرار رہتا ہے جسے مٹانا اور ختم کرنا قوتِ ارادی سے بھی باہر ہے۔ اسلئے ماہرین نفسیات نے ایک حد تک یہ بات صاف کردی ہے کہ مثالی خاندان اور کنبہ کی تشکیل کیلئے بچوں کے اخلاق وکردار میں طہارت وصفائی بنیادی حیثیت رکھتی ہے لیکن صرف انہی پر اکتفاء کرنے سے تربیت تکمیل کو پہنچ جائے یہ مشکل ہے بلکہ مزید توجہات دینے کی ضرورت پڑے گی، مثلاً خاندان کی عمارت حقیقی مسرت وشادمانی پر قائم ہو، لفظی اور زبانی اظہارت محبت اور محض ہاتھوں کو بوسہ دینا، سینہ سے چمٹانا ہی کافی نہیں بلکہ ان کو احساس دلایا جائے کہ حقیقی مسرت زندگی میں کتنا اہم رول ادا کرتی ہے، والدین اولاد کی خواہش وتمنا، حرکات وسکنات سے پوری طرح باخبر ہوں، اولاد کی طرف پوری توجہ اور بھرپور میلان ہو، نیز اس بات کا بھی احسان دلانا ضروری ہے کہ وہ گھر یا مدرسہ، یا اسکول میں جو بھی عمدہ کارنامہ انجام دیے رہے ہیں اس سے والدین راضی ہیں، اور اس کو دیگر افراد کے مقابلہ میں اہمیت دی جائے۔ اب یہ بات نہایت وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ افراد اور بچوں کی نقل وحرکت، اُٹھنے بیٹھنے، شب وروز کے اندر اسلامی

رنگ و بولانے کیلئے پوری ذمہ داری والدین اور گھر کے بڑے افراد کے ذمہ ہے، والدین کے نقل وحرکت ہی کے مطابق بچے اپنا سفر طے کرتے ہیں اگر انہوں نے انکو صحیح روش کی رہنمائی کی تو وہ کل کیلئے مینارۂ نور ثابت ہو سکتے ہیں اور اگر انکو یونہی بھٹکتا ہوا چھوڑ دیا گیا تو اس بربادی اور نامرادی کے ذمہ دار صرف اور صرف والدین ہونگے۔ باری تعالیٰ سے دعاء ہے کہ نسل نو کی بُرائیوں اور خرافات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

آپ پرسکون زندگی کیسے گزاریں؟

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے چین وسکون والی زندگی گزارنے کی بہت ہی مفید جملے ذکر کیئے ہیں اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان شاء اللہ ہم چین وسکون والی زندگی گزارنے والے ہو جائیں گے۔

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے، خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ تاچھ کر۔

(۲) سب گناہوں سے بچے۔

(۳) اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔

(۴) کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔

(۵) مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے، اور نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔

(۶) اگر اس کی خطا پر کوئی ٹوکے، اپنی بات نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کرے۔

(۷) بدوں سخت ضرورت کے سفر نہ کرے (سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں، وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے، وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا)۔

(۸) نہ بہت ہنسے، نہ بہت بولے، خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی بات نہ کرے۔

(۹) کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔
(۱۰) شرع کا ہر وقت خیال رکھے۔
(۱۱) عبادت میں سستی نہ کرے۔
(۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔
(۱۳) اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے، اور اپنی بڑائی نہ جتلائے۔
(۱۴) اور امیروں سے بہت ہی کم ملے۔
(۱۵) بد دین آدمی سے دور بھاگے۔
(۱۶) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستی کیا کرے۔
(۱۷) نماز کو اچھی طرح، اچھے وقت، دل سے، پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔
(۱۸) دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے، کسی وقت غافل نہ ہو۔
(۱۹) اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو، تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔
(۲۰) بات نرمی سے کرے۔
(۲۱) سب کاموں کے لئے وقت مقرر کرے اور پابندی سے اس کو نبھائے۔
(۲۲) جو کچھ رنج وغم نقصان پیش آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو، اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔
(۲۳) ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے، بلکہ خیال بھی اللہ ہی کا رکھے۔
(۲۴) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہونچائے خواہ دنیا کا ہو یا دین کا۔
(۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی

کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

(۲۶) خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے، نہ کسی طرف خیال دوڑائے کہ فلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔

(۲۷) خدا تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔

(۲۸) نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجالائے اور فقر و فاقے سے تنگ دل نہ ہو۔

(۲۹) جو اس کی ملکیت میں ہیں ان کی خطاء وقصور سے درگزر کرے۔

(۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے۔ البتہ کوئی اگر کسی کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہدیں۔

(۳۱) مہمانوں، مسافروں، اور غریبوں، عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے۔

(۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔

(۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے۔

(۳۴) موت کو یاد رکھے۔

(۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے، جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے، گناہ پر توبہ کرے۔

(۳۶) جھوٹ ہرگز نہ بولے۔

(۳۷) جو محفل خلافِ شرع ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔

(۳۸) شرم وحیاء اور بردباری سے رہے۔

(۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔

(۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعاء کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔ (بہشتی زیور حصہ ہفتم،ص:۲۵)

بچوں کو اسلامی محاورات کا عادی بنائیں

گفتگو کے دوران ان محاورات کا استعمال کریں، اس لئے کہ یہ خیر وبرکت کا باعث

ہے۔ان محاورات کی خصوصیت یہ ہے کہ سب محاورات میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور جب جب ان محاورات کا استعمال کریں گے تو بچوں کے کانوں میں پڑے گا۔اس سے بچوں کے اندر اللہ کی محبت پیدا ہوگی،عربی کا ایک جملہ ہے"**اذا تکرر الکلام علی السمع تقرر فی قلب**" ترجمہ: جو بات کانوں میں بار بار پڑتی ہے وہ دل (ودماغ) میں راسخ کر جاتی ہے۔

وہ محاورات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کوئی کام شروع کرو تو کہو	بِسۡمِ اللّٰهِ	شروع اللہ کے نام سے
(۲) کسی کام کا ارادہ ہو تو کہو	اِنۡ شَاءَ اللّٰه	اگر اللہ نے چاہا تو
(۳) کوئی اچھی خبر سامنے آئے تو کہو	سُبۡحَانَ اللّٰه	اللہ تعالیٰ پاک ہے
(۴) کسی مصیبت میں ہو تو کہو	حَسۡبُنَا اللّٰهُ	ہم کو اللہ کافی ہے
(۵) کسی چیز کی تعریف کرنا ہو تو کہو	مَا شَآءَ اللّٰه	جو اللہ نے چاہا
(۶) کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو تو کہو	جَزَاكَ اللّٰهُ	اللہ تمہیں بدلہ دے
(۷) کافر کے سلام کا جواب دو تو کہو	هَدَاكَ اللّٰهُ	اللہ تجھ کو ہدایت دے
(۸) چھینک آئے تو کہو	اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ	تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے
(۹) چھینک سنو تو کہو	يَرۡحَمُكَ اللّٰهُ	اللہ تجھ پر رحم کرے
(۱۰) کسی غلط بات پر افسوس کرنا ہو تو کہو	اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ	میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں
(۱۱) خدا کے نام پر کچھ دو تو کہو	فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ کی راہ میں
(۱۲) کسی کو رخصت کرنا ہو تو کہو	فِيۡ اَمَانِ اللّٰهِ	اللہ کی حفاظت میں
(۱۳) جب کچھ ناگواری ہو تو کہو	نَعُوۡذُ بِاللّٰهِ	ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں
(۱۴) جب شیطانی وسوسہ آئے تو کہو	آمَنۡتُ بِاللّٰهِ	ایمان لایا میں اللہ پر

(۱۵) خوشی کا اظہار کرنا ہو تو کہو	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے
(۱۶) اظہار غم یعنی موت وغیرہ کی خبر سنو تو کہو	اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن	ہم اللہ کے لئے ہیں اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے
(۱۷) اگر کوئی شرکیہ فعل دیکھو تو کہو	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں
(۱۸) کسی سے مصافحہ کرو تو کہو	یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ	اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے
(۱۹) جب کسی چیز سے کراہت ہو تو کہو	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ	اللہ کے سوا کسی کو طاقت وقوت نہیں
(۲۰) صبح یا شام کا وقت دیکھو تو کہو	رَضِیْتُ بِاللّٰہِ	میں اللہ سے راضی ہوں

بے مثال مربی بنئے

شریعت اسلامی کے اس تربیتی پروگرام کے مطابق جدید مسلم نسل کو ڈھالنے کے لئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی مثالی شخصیت پیش نظر رہنا ضروری ہے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ مربی خود بھی ان صفات کا آئینہ ہو، جو شریعت کا مطلوب اور رسول اکرمؐ کی مثالی سیرت کے نمونہ بنانے کا مقصد ہے۔ اگر مربی کی زندگی اس معیار سے اتری ہوئی ہے جو شریعت میں مطلوب ہے، تو وہ ہرگز اپنی اولاد کو اس مقام پر نہیں دیکھ سکتے جس مقام پہ وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔

بانی تبلیغ حضرت جی مولانا الیاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ داعی کی دعوت اس وقت تک مؤثر نہیں ہوسکتی جب تک وہ تہجد کا پابند نہ ہو جائے، اسی طرح ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے وعظ کو مؤثر بنانے کے لئے تہجد میں دس پاروں کی تلاوت کرتا ہوں۔ لہٰذا مربی کو چاہیئے کہ تہجد کے پابند ہو کر اپنی بات کو مؤثر بنائیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: ”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ، کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ“ (سورہ الصّف ۲/۳) ترجمہ: اے مسلمانو! کیوں ایسی بات کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے، یہ بات کہ تم لوگ جو کچھ کہو اس

پر عمل نہ کرو خدا کے نزدیک بڑے غضب کی بات ہے، اس سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ مربی اپنی اولاد کو جن باتوں کی ہدایات دینا چاہتے ہیں عملی طور پر وہ خود ان ہدایات کا حسین نمونہ ہوں۔

نیز ارشاد ربانی ہے: ''اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَاتَعْقِلُوْنَ'' (البقرہ:۴۴) ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلی باتیں بتلاتے ہو اور اپنے آپ کو باوجود کتاب پڑھنے کے بھلاتے ہو؟ کیا تم ہوش نہیں کرتے؟

مذکورہ بالا دونوں آیات سے یہ بات واضح ہے کہ اولاد کے سامنے غلط کردار اور مثال پیش کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب اور زجر کے مستحق ہیں، اور اہل ہوش وخرد کے لئے اس میں سنبھلنے کا سامان ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب مسلمانوں کو کوئی ہدایت دینا چاہتے تو پہلے اپنے گھر والوں کو اکٹھا کرتے اور کہتے: میں لوگوں کو فلاں فلاں باتوں کی ہدایت دینے جارہا ہوں خبردار میں لوگوں کو جن باتوں سے روکوں تم میں سے کوئی انھیں نہ کرے یا جن باتوں کا حکم دوں انھیں کرنے سے باز نہ رہے ورنہ اسے سخت سزا دوں گا، پھر نکلتے اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے جس سے لوگ مکمل طور پر آپ کی سمع وطاعت اختیار کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت میں ایک شخص کو لایا جائے گا اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی آنتیں پیٹ سے باہر آجائیں گی اسے لے کر وہ ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے اہل دوزخ جمع ہوکر اس سے پوچھیں گے اے شخص کیا تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہیں دیتے تھے؟ وہ کہے گا میں تمہیں بھلائی کا حکم کرتا تھا لیکن اسے خود انجام نہیں دیتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس سے نہیں بچتا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے ایک بار آپ ﷺ کو بیان

کرتے ہوئے سنا کہ: ایک شب مجھے ایسے لوگوں کے پاس لے جایا گیا کہ جن کے ہونٹ آتشیں قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ تمہاری امت کے وہ خطباء ہیں جوایسی باتیں کہتے تھے جنھیں کرتے نہیں تھے۔(صحیح بخاری،مسلم بروایت اسامہ بن زید)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو میرے پاس لیکر آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ گُڑ بہت کھاتا ہے،آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کل اسے میرے پاس لیکر آنا، جب وہ کل پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹے ! گُڑ کھانا چھوڑ دے تو ان کے والد نے کہا کہ حضرت یہ بات آپ کل بھی کہہ سکتے تھے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں بھی گُڑ کھاتا تھا اب میں نے چھوڑ دیا،لہٰذا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے آپ نے خود عمل کیا پھر دوسروں کو ترغیب دی۔

فصل ہفتم

ازدواجی زندگی (Married Life)

بچہ جب اپنے بلوغ کی عمر کو پہنچتا ہے تو شادی اس کی ایک بنیادی ضرورت ہوتی ہے نبی ﷺ نے فرمایا النکاح نصف الایمان کہ نکاح آدھا ایمان ہے ایک جگہ فرمایا النکاح من سنتی کہ نکاح میری سنت ہے، اس سے انسان کا گھر آباد ہوتا ہے۔ نکاح کے بہت سے مقاصد وفوائد ہیں ان میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

پہلا مقصد دلی تسکین کا حاصل ہونا اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:
"ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا" (سورہ روم:۲۱)
ترجمہ: اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے تمہاری بیویاں بنائی تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو تو بیوی کو خاوند کے ذریعہ سکون ملتا ہے خاوند کو بیوی کے ذریعہ سکون ملتا ہے تو شادی کا پہلا بنیادی مقصد تسکین قلب ہے۔

دوسرا مقصد پاکدامنی ہے کہ شادی کے بعد انسان کے لئے پاکدامنی کی زندگی گذارنی آسان ہوجاتی ہے، میاں اپنی بیوی کے ذریعے گناہوں سے بچے اور بیوی اپنے میاں کے ذریعے گناہوں سے بچے، اس لئے قرآن کریم نے دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہا "ھن لباس لکم وانتم لباس لھن" (سورہ بقرہ:۱۸۷) ترجمہ: کہ جیسے لباس انسان کے جسم کے عیبوں کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح شادی کے بعد انسان کے لئے گناہوں سے بچنا اور پاکیزگی کی زندگی گذارنا آسان ہوجاتا ہے۔

تیسرا مقصد انسانی نسل کی بقا ہے، چنانچہ طبرانی میں ابوحفصہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم اولاد کے حصول کو ترک مت کرو" بے اولاد آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔

چوتھا مقصد امت مسلمہ کی مضبوطی ہے کہ ایمان والوں کی جتنی آگے اولاد ہوگی، امت مسلمہ اتنی ہی مضبوط ہوگی، اسی لئے امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ایک باب قائم کیا ہے، "**باب من طلب الوالد للجهاد**" کہ جو بندہ اپنی اولاد کے لئے یہ نیت کرے کہ اگر اولاد ہوئی تو میں انہیں دین کا مجاہد بناؤں گا، تو محدثین نے لکھا ہے کہ اگر اس کی اولاد نہ بھی ہوئی تو نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائیں گے، یوں سمجھئے کہ مسلم والدین مومن بنانے کی فیکٹری (Factory) ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اولاد عطا فرماتے ہیں اور وہ اولاد کلمہ گو اور امت مسلمہ کی مضبوطی کا سبب بنتی ہے۔

پانچواں مقصد رسول اللہ ﷺ کا دل خوش کرنا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہوں۔

چھٹا مقصد ہے ایمان کو مکمل کرنا، چونکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "**النکاح نصف الایمان**" ترجمہ: نکاح آدھا ایمان ہے۔ شادی سے پہلے انسان جتنا بھی نیک بن جائے، ابھی آدھے ایمان پر عمل کر رہا ہے، نکاح ہو جانے کے بعد اب ایمان کی تکمیل ہو جاتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔

ساتواں مقصد کہ دونوں کو عزت مل جائے، جب شادی ہو جاتی ہے تو خاوند بیوی کے لیے عزت کا سبب بنتا ہے، بیوی خاوند کے لیے عزت کا سبب بنتی ہے۔

اور میاں بیوی ایک دوسرے کو محبتیں دیتے ہیں، محبتیں تقسیم کرتے ہیں اور محبتوں بھری زندگی گذارتے ہیں۔

آٹھواں مقصد ہے شریک حیات کا ملنا، کہ انسان زندگی کا ساتھی پا لیتا ہے زندگی کے حالات کے اتار چڑھاؤ میں کوئی اس کا اپنا ہوتا ہے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ شیئر (Share) کر سکتے ہیں، وہ دونوں مل کر زندگی کے غموں کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔

نواں مقصد ہوتا ہے اولاد کا ہونا، چنانچہ فطری خواہش ہے ہر انسان کی کہ اولاد

ہو، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی بزرگ ہستیاں بھی اللہ سے اولاد کے لیے دعائیں مانگتی رہیں۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی "رب انی وھن العظم منی و اشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا" (مریم:۴) ترجمہ: اے میرے پروردگار! اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں اور میرے بال سفید ہو گئے، لیکن ابھی بھی میں آپ کے بارگاہ سے اس نعمت کے (اولاد) حاصل کرنے میں مایوس نہیں ہوا، میں ابھی بھی دعا مانگتا ہوں، تو دیکھو بڑھاپے میں بھی انسان کی یہ تمنا ہوتی ہے، اسی طرح ہر عورت کے دل کی فطری خواہش ہوتی ہے، کہ اللہ مجھے اولاد کی نعمت عطا فرمائے۔

حدیث میں ہے آپ ﷺ نے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا: "انظر الیھا، فانہ أحریٰ أن یؤدم بینکما" (ترمذی) ترجمہ: شادی سے پہلے مطلوبہ (منکوحہ) کو دیکھ لو اس لئے کہ یہ تمہارے درمیان موافقت و محبت پیدا کرنے میں زیادہ معین ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا: "لم یر للمتحابین مثل النکاح" ترجمہ: دو محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ایک اور حدیث میں ہے: "تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم" (ابو داود) ترجمہ: زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو اس لئے کہ میں تمہاری کثرتِ تعداد سے فخر کرنے والا ہوں۔

آج کے دور میں نوجوان (لڑکے لڑکیاں) تیس پینتیس (30,35) سال تک ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کالج یونیورسٹی (COLLEGE, UNIVERSITY) کا چکر کاٹ رہے ہوتے ہیں اسلام صنف نازک کو زیورِ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونے سے نہیں روکتا، اسلام نے تعلیم نسواں کے تئیں بھی انتہائی احتیاطی اقدامات اختیار کیے ہیں۔

چنانچہ یہ گوشہ بھی انتہائی توجہ اور غائرانہ نظر کا طالب ہے کہ اسلام نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے کونسا طریقہ اختیار کیا؟ اس کے کیا حدود مقرر کیے؟ اور کیا اس کے

مقرر کردہ حدود حقائق کی دنیا سے ہم آہنگ ہیں؟ اس سلسلے میں پہلے تو یہ امر ملحوظ ہونا چاہیئے کہ فطرت نے مردوزن (Male Female) کے درمیان غیر معمولی جنسی کشش رکھی ہے، چنانچہ کالجوں یونیورسٹیوں (College Universities) میں دونوں کے درمیان اختلاط ہوگا ان میں صنفی تحریک کا پیدا ہونا ایک فطری اور لابدی امر ہے اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ کہربائی تاروں میں رگڑ ہو اور بجلی نہ پھیلے، اسی وجہ سے اسلام نے شروع ہی سے عورتوں اور مردوں کے لئے ایسے حدود و قیود مقرر کردیئے ہیں کہ اگر ان کے مطابق طرز معاشرت اختیار کیا جائے تو شیطان کی ہر انگیخت کا سدّ باب ہو جائے گا۔ بہر کیف اسلام صنف اناث کی تعلیم سے نہیں روکتا ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی میں جہاں عورتوں کی تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا پردے کا بھی خوب اہتمام کیا جاتا تھا۔

لیکن افسوس! دور حاضر میں فواحش ومنکرات کا سب سے بڑا سبب مرد وعورت کے درمیان محابا اختلاط اور بے حجابی ہے، شریعت نے اس دروازے کو بند کرنے کے لیے اپنے مُتبعین کو شرعی پردہ کا پابند بنایا ہے، اور اس عمل کو تزکیہ نفس قرار دیا ہے۔ چنانچہ مرد وعورت کو اپنے محارم اور ازواج کے علاوہ دیگر اجنبی لوگوں سے نگاہ نیچی رکھنے اور شرم گاہ محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ (سورہ نور ۳۰/۳۱)

اسلام تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے سے نہیں روکتا لیکن شریعت نے ہر چیز کا وقت مقرر کردیا ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **" حتی اذ بلغوا النکاح"** (سورہ نساء: ٦) ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے عمر کو پہنچ جائے تو نکاح کردیا جائے، بشرطیکہ صحیح نہج پر ادا کیا جائے آپ تاریخ کے اوراق اُٹھا کر دیکھیں بہت سی عورتوں نے دینی علم وادب میں بلند مرتبہ حاصل کیا، جو اس کی فطرت اور نظیف شخصیت کیلئے موزوں رہا ہے، حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری معلمات (Teachers) کی تعداد ۸۰ ر سے زائد ہیں، اسی طرح بہت سی عورتیں امام شافعی، امام بخاری، ابن خلکان

اور ابن حبان رحمہم اللہ وغیرہ مشہور علماء ومحدثین کی معلمات رہ چکی ہیں، امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ، سیدہ نفیسہ بنت محمد، کریمہ مروزیہ رحمہما اللہ وغیرہ اپنے وقت کی محدثات تھیں، چنانچہ بات دراصل یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی علوم وفنون کو حاصل کیا اور دینی خدمات انجام دیں، بہرکیف شریعت نے ہر ایک کو دینی ودنیاوی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے سے نہیں روکتا لیکن شریعت نے ہر چیز کا وقت مقرر کیا ہے۔

نکاح کیوں ضروری ہے؟

یہاں یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ دنیا کی آبادی نکاح پر کیا ہی موقوف ہے؟ یہ ضرورت تو بلا نکاح بھی پوری ہوسکتی ہے۔ پھر اسلام نے نکاح ہی کو کیوں متعین کیا ہے؟ اس وہم کو دور کرنے کے لئے درج ذیل حقائق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) نکاح کے بغیر مرد وعورت میں جو جنسی تعلق قائم، ہوتے ہیں وہ دیرپا نہیں ہوتا جوں جوں عمر ڈھلتی ہے اور کشش کے اسباب کم ہوتے چلے جاتے ہیں اسی رفتار سے محبت کے تار بکھرتے چلے جاتے ہیں، جب کہ نکاح کے ذریعہ قائم ہونے والے تعلقات وقت کے ساتھ گہرے اور پر خلوص ہوتے چلے جاتے ہیں۔

(۲) اگر مرد وعورت کو نکاح کے قید سے آزاد کرکے مطلقاً ایک دوسرے سے خواہشات کی تکمیل کا موقع دیا جائے تو یہ عالم فتنہ وفساد کی آماجگاہ اور قتل وخون ریزی کا مرکز (Adda) بن جائے اس لئے کہ پسندیدہ مفادات کے ٹکراؤ اور پیدا ہونے والے بچوں پر دعویٰ استحقاق ایسے سنگین مسائل ہیں جن سے نمٹنا ناممکن ہے۔

(۳) نکاح کی قید اگر نہ ہو تو نسب کی حفاظت ہرگز نہیں ہوسکتی، کیونکہ آزادی کی بنا پر جس بچے پر جو شخص چاہے دعویٰ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(۴) نکاح نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کے حقوق کی زبردست پامالی اور ان کی تربیت میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے اس لئے کہ واقعی باپ نہ ہونے کی بنا پر کوئی شخص بچے

کی کفالت کے لئے تیار نہیں ہوتا لہذا ہر وہ راستہ جس سے معاشرہ فحش کاری میں مبتلا ہو سکتا ہو اس پر شریعت نے پابندی لگادی ہے۔

شریعت نے انسان کی طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے نکاح کو نہ صرف مباح قرار دیا ہے، بلکہ بعض اوقات وہ فرض کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح نکاح میں چند چیزوں کو ملحوظ رکھا جائے اولاً دینداری کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ کیوں کہ وہ بنیادی اینٹ ہے اگر بنیاد ٹھیک ہوگی تو عمارت ٹھیک ہوگی اسی لئے ایک دیندار عورت ایک گھر کو بنا سکتی ہے اور ایک بددین عورت پورے گھر کے ماحول کو خراب کرسکتی ہے حدیث میں ہے: "فاظفر بذات الدین تربت یداک" (بخاری) ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا سو تو دین والی کے ساتھ کامیاب ہوجا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں (اگر تو دین دار پر کسی اور کو ترجیح دے)۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ

زنِ بد درسرائے مردِ نکو ☆ ہم دریں عالم ست دوزخِ او

ترجمہ: بُری عورت نیک مرد کے گھر میں اسی دنیا میں اس کی دوزخ ہے۔ (گلستان: ص ۹۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کیلئے دیندار لڑکی کا انتخاب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے ایک مرتبہ آپ مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے، تو آپ نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتی تھی، آپؓ نے فرمایا: "یاعجوز! لاتغشی الناس و لاتشوبی لبنک بالماء" ترجمہ: اے بڑھیا! تو دودھ میں پانی ملا کر بیچتی ہے، تو اس نے کہا: "واللہ مافعلت یا أمیر المؤمنین" اللہ کی قسم میں دودھ میں پانی ملا کر نہیں بیچتی تو پردے کے پیچھے سے لڑکی (بیٹی) نے کہا: "یا اُماہ تغیشن المسلمین وتکذبین علی أمیر المؤمنین وتحونین فی الیمین؟" اے اماں مسلمانوں کو دھوکہ دیتی ہے امیر المؤمنین سے جھوٹ بولتی ہے اور جھوٹی قسم کھاتی ہے؟ حضرت عمرؓ نے اسکی بات سنی اور

اسکی (دینداری) کو پسند کیا، اور اس لڑکی کو اپنے بیٹے عاصم کے لئے (بیوی) منتخب کیا، اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی اور انکی اولاد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، جو بنوامیہ کے خلفا میں سب سے زیادہ عدل پرور بادشاہ تھے۔

البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ دینداری کو مقدم رکھیں، دینداری پر حسب ونسب، مال ودولت، عزت وشہرت عہدہ وملازمت اور اعلیٰ خاندان کو ترجیح نہ دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تخیروا لنطفکم، وانکحوا الأکفاء وانکحوا الیهم" (ابن ماجه) ترجمہ: اپنی مقدر اولاد کے لیے (دین دار عورتوں کو) پسند کرو، اور کفو[1] سے نکاح کرو اور (اپنے ماتحتوں کا) کفو ہی میں نکاح کراؤ۔ نکاح میں چھ چیزوں میں کفایت (برابری) معتبر ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل اشعار کے نیچے دونوں مصرعوں میں بالترتیب مذکور ہے۔

اِنَّ الْکَفَائَۃَ فِی النِّکَاحِ تکُوْنُ فِیْ سِتٌّ لَھَا بَیْتٌ صَحِیْحٌ قَدْ ضُبِطَ
نَسَبٌ وَاِسْلَامٌ کَذٰلِکَ حِرْفَۃٌ دِیْنٌ دِیَانَۃٌ، حُرِّیَّۃٌ، مَالٌ فَقَطْ

[1] عالم دین لڑکا ہر خاندان کا کفو ہے، جو طالب علم دینی علوم حاصل کرلے تو اس کا تعلق کسی بھی خاندان سے ہو، وہ ہر طبقہ کی لڑکی کا کفو قرار پائے گا، کیونکہ علم دین کی شرافت تمام شرافتوں سے بڑھ کر ہے، "اَلعالِمُ یَکونُ کَفوءً اللعلویة لان شرف الحسب أقویٰ من شرف النسب" (الفتاویٰ ہندیہ: ۱/۲۹)

نکاح کے چند فوائد

(۱) نکاح عفت و پاکیزگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔
(۲) نکاح وساوس شیطانیہ کو دفع کرنے کا مؤثر ہتھیار ہے۔
(۳) نکاح کے ذریعہ اپنی خواہشات کو حلال طریقہ سے پورا کیا جاسکتا ہے۔
(۴) نکاح پیغمبروں کی سنت ہے۔
(۵) نکاح انسانی خاندان اور معاشرہ کی صحیح تعمیر کی بنیاد ہے۔
(۷) نکاح ہی کے ذریعہ نسب کا تحفظ ہوتا ہے۔
(۸) نکاح امت مسلمہ کی مضبوطی کا سبب ہے۔
(۹) نکاح ایک دوسرے کی عزت کا سبب ہے۔
(۱۰) آپ ﷺ نے فرمایا: نکاح آدھا ایمان ہے۔
(۱۱) آپ ﷺ نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے۔
(۱۲) نکاح قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔
(۱۳) نکاح کرنے سے انسان بدفعلی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
(۱۴) نکاح کرنے سے نفس قابو میں رہتا ہے۔

الغرض نکاح عالمی معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے جس سے کسی وقت بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔

نکاح کی صحیح عمر

عربی زبان میں ایک حکیمانہ جملہ ہے "اَلشَّبَابُ شُعبَةٌ مِّنَ الجُنُون" یعنی جوانی جنون کا ایک حصہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بچے میں جوان ہوتے ہی قسم قسم کے جذبات اور طرح طرح کے خیالات اُبھرنے شروع ہو جاتے ہیں، نوجوان بچے کیلئے یہ

نہایت خطرناک اور اہم موڑ ہے، قرآن کریم میں "حتی اذا بلغوا النکاح" اور حدیث شریف میں "فاذا بلغ فلیزوجهٔ" کا ذکر ہے، یعنی جب بچہ بالغ ہوجائے تو بلاکسی عذر شرعی نکاح میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، بچے کو نکاح کے پاکیزہ رشتہ سے جوڑ دیا جائے قبل اس کے کہ وہ شیطانی وساوس کا شکار ہوجائے۔ اگر بچہ کسی غلط راہ میں لگ گیا اور والدین نے بلاکسی عذر کے نکاح میں تاخیر کی تو اس کا گناہ والدین کو ہوگا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ "تورات" میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ (۱۲) سال کو پہنچ گئی اور اس نے موقع مناسب ہونے کے باوجود نکاح نہ کیا، پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اس شخص پر یعنی اس کے باپ کو ہوگا۔ (علامہ ابن حجر اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ نوجوانی کی صحیح عمر پندرہ سے تیس سال ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نکاح میں تاخیر نہ کی جائے)۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ جو کہ عورتوں کی جنت کی سردار ہوں گی، آپؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ حضرت فاطمہؓ کی عمر مبارک پندرہ (۱۵) سال اور حضرت علیؓ کی عمر مبارک بائیس ۲۲ رسال تھی، یہی معمول ہمارے اکثر اکابر کا رہا ہے کہ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ازدواجی زندگی سے منسلک ہوجایا کرتے تھے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ بلا عذر نکاح میں تاخیر نہ کی جائے۔

نکاح کہاں کیا جائے؟

اولاً برادری (خاندان) میں کریں اس لئے کہ آپ شروع سے دیکھتے اور سنتے آئے ہیں کہ فلاں کی تربیت کیسی ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا: کہ ایسی عورت جسے بری تربیت گاہ نے پالا ہو۔ (دارقطنی)

دوم نبیوں کی سنت ہے۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا، یہ آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

(۳) ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچازاد بھائی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا۔

(۴) اسی طرح حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ (فضائل اعمال/اول، دسواں باب)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے فرمایا: حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ہم ازواج میں افضل ہیں، اسلئے کہ ہم آپ ﷺ کے ازواج ہونے علاوہ چچازاد (Cousin) بھی ہیں۔

بہرحال احادیث مبارکہ میں چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد (کزن) کا ذکر ہے۔ آپ حضرات کو گراں وناگوار معلوم ہوتی ہوگی مگر یہ ایک مسلّم حقیقت ہے اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے۔

فصل ہشتم

والدین کی اپنے بچوں سے نصیحت

اسلامی عربی ادب کا دامن بچوں کے لئے بے شمار اور پاکیزہ نصائح سے بھرپور ہے جونفوس کی صفائی اور ارواح کی تروتازگی کا باعث ہیں۔تقریباً ہر مشہور شخصیت نے بچوں کے لئے مفید نصیحتوں کی پاکیزہ میراث چھوڑی ہے جواخلاق وآداب کی حامل ہیں۔

میں نے مربیوں کے مشورہ سے بچوں کے لئے وصیتوں اور نصیحتوں کی جستجو کی تو میں متنوع پھولوں کے باغات،چشموں کی کثرت اور حسین وجمیل مناظر سے واقف ہوا۔

(۱) حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے سے نصیحت

سورہ لقمان میں تربیت اولاد کے سلسلہ میں بہت ہی مؤثر انداز میں واضح طوپر بہت سی نصیحتیں ذکر کی گئی ہیں جن میں بچوں کی ذہنی،فکری وخیالی، معاشرتی وسماجی اوراصلاحی وتہذیبی تربیت میں شاندار دستورالعمل ہیں اوروالدین کے لئے، اولاد کی تربیت کے معاملہ میں ان نصیحتوں کواساس وبنیاد کا درجہ دیا ہے۔ان آیات کریمہ میں تربیت اولاد کے مذکورہ اہم خط ونکات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ بچوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جائے اوراللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں دوسروں کوشریک سمجھنے سے ان کو باز رکھا جائے، ان کے سامنے توحید کی حقیقت وخوبی واضح کی جائے اورشرک کی شناعت اورخرابی بیان کی جائے، نیز اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کا ذکرجمیل کیا جائے اورصرف اللہ تعالیٰ کا

ہی شکر (عبادات وطاعت کے ذریعہ) بجالایا جائے۔

۲۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، عزت واحترام کا معاملہ کیا جائے ان سے گفتگو کے دوران نرم زبان کا استعمال کیا جائے، ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے، دین کے مطابق ان کی اطاعت وفرماں برداری کی جائے، دین کے خلاف باتوں میں ان کی اطاعت نہ کی جائے۔

۳۔ دنیا میں بچوں کے آنے کے سلسلہ میں ہر ماں تکلیف ومشقت اٹھاتی ہے، حمل سے ولادت تک اور ولادت سے رضاعت تک اور ان دونوں مرحلوں کے درمیان ہر ماں دوسری اور بہت سی تکلیف دہ کام ہنسی خوشی کرتی ہے اس لئے ماں، حسن سلوک کی زیادہ حق دار ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ان کے حکموں کی بجا آوری کا جذبہ بچوں کے اندر پیدا کیا جائے اور اس سلسلہ میں ہر طرح کی کوتاہی سے بچنے کی تاکید کی جائے۔

۵۔ اور ہر طرح کی برائی سے بچوں کو بچایا جائے اور ان کے ذہن ودماغ میں یہ بات بٹھائی جائے کہ برائی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، چھپ کر کی جائے یا اعلانیہ طور پر، کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس کے سامنے حاضر کریں گے کیوں کہ انسان کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ سے مخفی وپوشیدہ نہیں ہے۔

۶۔ بچوں کو نماز (اور دوسری عبادات) کا شوق دلایا جائے اور اس کے اہتمام کی تاکید کی جائے، کیوں کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے اور نیکیوں پر ابھارتی ہے۔

۷۔ بچوں کو نیکی کا پابند بنایا جائے اور ساتھ ہی دوسروں کو نیکی پر آمادہ کرنے کی ترغیب دی جائے، اسی طرح بچوں کو برائیوں سے بچنے کا حکم دیا جائے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے بچانے کی تاکید کی جائے۔

۸۔ زندگی میں آنے والی تکلیف ومصیبت پر بچوں کو صبر وبرداشت کرنے کا خوگر

بنایا جائے اور یہ حقیقت ذہن نشین کرائی جائے کہ صبر، ہمت وحمیت والا اچھا وصف ہے۔

۹۔ اچھے اخلاق وآداب سے بچوں کو آراستہ کیا جائے اور ان کو اچھے عادات واطوار برتنے کی ترغیب دی جائے، لوگوں سے ملنے جلنے، ان کے آنے پر استقبال وخوش دلی ظاہر کرنے، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ان سے بات چیت کرنے کا طور طریقہ بچوں کو بتایا جائے، اسی طرح چلنے پھرنے میں معتدل (نہ بہت تیز، نہ بہت سست) رفتار اختیار کرنے کی تاکید کی جائے، کیوں کہ یہ اخلاق وآداب بچوں کی عزت ووقار میں اضافہ کا سبب اور دوسروں کے لئے راحت وسہولت کا ذریعہ ہیں۔

۱۰۔ بچوں کو برے اخلاق وآداب سے بچایا جائے اور ان کے سامنے رذائل وبرے اخلاق کی شناخت بیان کی جائے خاص طور پر خود بینی، خودنمائی، فخر وغرور، متکبرانہ چال چلن اور گفتگو میں چیخ وپکار کی نفرت ان کے دل ودماغ میں بٹھائی جائے کیوں کہ ان تمام چیزوں میں خود ان کا بھی نقصان ہے اور دوسروں کے لئے تکلیف کے باعث ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں بعض بڑے مشہور حضرات انبیاءؑ (حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بچپن کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور ان میں بہت ہی کارآمد تربیتی نکات واضح کئے گئے ہیں، بچوں کی تربیت میں ان سے فائدہ اٹھانا بہت ہی نفع بخش ہے اور بڑے اچھے نتائج برآمد ہونے کا ذریعہ ہیں کیوں کہ حضرات انبیاءؑ سراپا رحمت ہیں، اور ان کی پوری زندگی نعمت ہے اور اسوہ ہے، ان کے بچپن کے واقعات بچوں کے لئے خیر وصلاح کے ضامن اور اصلاح وتربیت کے باعث ہیں فی الواقع حضرات انبیاءؑ کی زندگی کے سچے واقعات بچوں کے جذبات واحساسات کو متحرک کرنے اور ان کی عقل وفکر کو بیدار کرنے میں بہت ہی مؤثر ہیں۔

قرآن مجید میں وارد تربیت کے خطوط ونکات، اور اس میں ذکر کردہ جانوروں سے

حاصل شدہ فکری نتائج وثمرات کو سامنے رکھ کر بچوں کی تربیت کی گئی تو ان شاء اللہ یہ بچے صحیح طور پر پروان چڑھیں گے، صالح ونیک بنیں گے، کامیاب وکامران ہوں گے اور آخرت میں نجات وسعادت سے ہمکنار رہوں گے۔

(۲)حطان بن معلیٰ کی نصیحت

یہ وصیت حطان بن معلیٰ نے اپنے بیٹے کو کی تھی جس کے چند نمونے اور پیرائے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

۲۔سنت کی اتباع کرو اور ممنوعات سے اجتناب کرو تا کہ تیری زندگی درست ہو اور تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

۳۔اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے، میں نے چند باتوں کا تجھے حکم دیا ہے اگر تو ان کو یاد کرکے اور سمجھ کر عمل کرے گا تو اس سے تیری زندگی خوشگوار ہوگی۔

۴۔اپنے باپ کی اطاعت کرو اور اس کی وصیت کردہ باتوں پر چلوں۔

۵۔بیہودہ گفتگو سے پرہیز کرو۔

۶۔زیادہ ہنسنے مذاق وغیرہ کرنے سے بھی بچو کیونکہ یہ چیزیں انسان کے وقار کو ختم کردیتی ہیں اور بخل وغیرہ پیدا کردیتی ہیں۔

۷۔تمام معاملہ میں میانہ روی کو اختیار کرو، اس لئے کہ اعتدال کا راستہ سب سے بہتر راستہ ہے۔

۸۔کم گوئی اختیار کرو۔

۹۔اور آپس میں سلام کو رواج دو۔

۱۰۔نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرو۔

۱۱۔برے ساتھیوں سے بچو، کیونکہ وہ اپنے رفقاء سے خیانت کریں گے۔

۱۲۔ بھائی دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو مصیبت کے وقت تیرا محافظ ہو اور دوسرا وہ جو خوشحالی کے زمانہ میں تیرا رفیق ہوگا۔

(۳) عبدالملک بن صالح عباسی کی نصیحت

بچوں کی تہذیب وتربیت کے سلسلہ میں مفید اور جامع نصیحتوں میں سے ایک نصیحت عبدالملک بن صالح عباسی کی ہے جو آپ نے اپنے لڑکے کو کی ہے، یہ وصیت آپ نے اپنی وفات کے قریب کی تھی، بچوں کے لئے یہ خوبصورت ترین وصیت ہے، کیونکہ آپ نے اپنی اسی وصیت میں ہر وہ بات جمع کردی ہے جو آپ کے لڑکے کے لئے مفید اور کارگر ہوسکتی تھی اور اس کو سعادت مند بنا سکتی ہے، اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

۱۔ بیٹے! حلم وبردباری سے کام لیتے رہنا، کیونکہ حلیم وبردبار انسان ہی سردار بنتا ہے۔

۲۔ جو بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے وہی ترقی کرتا ہے۔

۳۔ نیک لوگوں سے ملاقات رکھنا، کیونکہ ان کی ملاقات میں دلوں کی تعمیر ہے۔

۴۔ نفس کی صحت اور آنے والے کل کی سلامتی تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے، کیونکہ مدت عمر انتہائی کم ہے اور نفس کا صحیح ہونا کمال ہے۔

۵۔ جو اپنی خواہشات نفس کا پجاری بنتا ہے تو گویا اس نے اپنا دین دنیا کے عوض بیچ دیا۔

۶۔ حق کی نصرت ومدد باعثِ شرف ہے، اور باطل کی مدد کم عقلی ہے۔

۷۔ فضول باتوں سے پرہیز کرنا، کیونکہ اس سے تیرے پوشیدہ عیوب ظاہر ہوں گے اور دشمنوں کو حرکت کرنے کا موقع ملے گا۔

۸۔ ہر انسان اپنے قول سے پہچانا جاتا ہے اور اپنے فعل سے موصوف ہوتا ہے، لہٰذا تم انتہائی راست گو اور خاموش طبع بننا کیونکہ حفاظت کا ذریعہ ہے اور سچ بولنا باعثِ عزت

وشرف ہے۔

۹۔ جو اپنے ہمسایوں کو ذلیل کرے وہ کبھی معزز نہیں ہوتا۔

۱۰۔ جو اپنے بھائیوں سے محروم رہے وہ کبھی سعادت مند نہیں بنتا۔

۱۱۔ جب تو کوئی نیک کام کرے تو تجھے چاہیے کہ اسے چھپا، ظاہر نہ کر، اور جو کوئی دوسرا تیرے ساتھ نیک سلوک کرے تو اس کی تشہیر کر۔

۱۲۔ جاہل کی باتوں کا جواب نہ دیا کر اور نہ اس کے افعال کا مؤاخذہ کرو، اس لئے کہ اگر تو اس کی باتوں کا جواب دے گا یا اس پر عتاب کرے گا تو تیری رہی سہی حشمت ختم ہو جائے گی، اور وہ جفا و ظلم میں مبالغہ کرے گا اور ناگواری اور اعراض کا اظہار کرے گا۔

۱۳۔ عقلمند کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ جاہل سے اس طرح بات چیت کرے جس طرح ایک طبیب مریض سے کرتا ہے۔

۱۴۔ باطل امور سے بچتے رہنا کیونکہ اس سے تیری قدر و عظمت کم ہو گی اور تیرے امور کمزور ہوں گے۔

۱۵۔ نرم کلامی، حسنِ خدمت، شکرِ نعمت، ترکِ غیبت اور نیک کاموں کو اپنانا اور خواہ مخواہ وہم وشک سے اجتناب کرنا۔

۱۶۔ بدترین مال وہ ہے جو خرچ نہ کیا جائے، اور بدترین بھائی وہ ہیں جو کسی کو فائدہ نہ پہنچائیں۔

۱۷۔ جب تجھ سے کسی کے ساتھ بدسلوکی ہو جائے تو فوراً معذرت کرنا، اگر ہو سکے تو معافی مانگنا، خواستگاری اور معافی مانگنے سے انسان کی قدر و منزلت میں کمی نہیں آتی، انسان خواہ کتنا ہی بڑا بلند مرتبہ ہو، کیونکہ شریف النسب انسان لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کیا کرتا ہے۔

۱۸۔ جو مال کی سخاوت کرتا ہے وہ عظیم بنتا ہے۔

۱۹۔ جو اپنی آبرو اور عزت کو لٹاتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

۲۰۔ بہترین نیکی مصیبت زدہ کی امداد کرنا ہے۔

۲۱۔ کم گوئی سے سلامتی حاصل ہوتی ہے۔

۲۲۔ اور کم سوال کرنے سے کرامت وعزت نصیب ہوتی ہے۔

۲۳۔ بے وقوف لوگوں کی صحبت سے بچتے رہنا، ورنہ تو بھی بے وقوف ہو جائے گا اور ذلت وخوارگی تیرا مقدر بن جائے گی کیونکہ جو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے اور ان کے راستہ پر چلتا ہے وہ ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے اور ان ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

۲۴۔ بیٹے! یہ دل ایک کھیت ہے پس اس میں کلمہ طیبہ (اچھی بات) کا بیج بو، کیونکہ اگر یہ کھیت کُل کو نہ اگائے تو بعض کو تو اگائے گا۔

۲۵۔ اچھی طرح جان لو! آدمی کا اکرام اور احترام اس کی عقل مندی اور مہذب ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے، مال ونسب اکرام کا سبب نہیں۔

۲۶۔ فضیلت علم وحکمت میں منحصر ہے نہ کہ صرف اس کی حرص وخواہش میں ہے۔

۲۷۔ جس کی اصل میں خباثت ہو اس کے افعال میں بھی خباثت ہوگی۔ غصہ سے پرہیز کرنا کیونکہ انسان کی ہمتوں کو کمزور اور خصومت کو طاقتور بنا دیتا ہے۔

۲۸۔ جب تیرا کسی سے جھگڑا یا بحث ومباحثہ ہو جائے تو اس وقت غصہ سے کام نہ لینا کیونکہ غصہ تیری قوت کو کمزور اور تیری حجت ودلیل کو قطع کر دے گا۔

۲۹۔ زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے۔

۳۰۔ محبت کی چنگاری نہیں بجھتی۔

۳۱۔ کینہ وحسد کی آگ بھی نہیں بجھتی۔

۳۲۔ دشمن کی آنکھ کبھی نہیں سوتی۔

۳۳۔ سات قسم کے لوگوں سے کبھی مشاورت نہ کرنا، ۱ جاہل، ۲ دشمن، ۳ حاسد،

۴ریاکار، ۵بزدل، ۶بخیل، ۷خواہش پرست۔

۳۴۔تجھے جب کوئی کام درپیش ہوتو اس کی اپنے دشمن یا دوست سے خواہش نہ کرنا۔

۳۵۔جو تیرے سامنے آکر عذر خواہی کرے، تو تجھے چاہیے کہ اس کا عذر قبول کر، اگر چہ وہ عذر خواہی میں جھوٹا ہو۔

۳۶۔جو خود پسند ہوتا ہے وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔

۳۷۔اور جو اپنی عقل پر مغرور ہوتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

۳۸۔جو گھٹیا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے وہ حقیر ہوتا ہے۔

۳۹۔جو برے کاموں میں پڑتا ہے وہ تہمت زدہ بنتا ہے۔

۴۰۔اکیلے رہنا برے دوست کی صحبت سے بہتر ہے۔

۴۱۔نیک بخت وہ جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

۴۲۔گھر خریدنے سے پہلے ہمسایوں کو دیکھ بھال لو۔

عبدالملک بن صالح وصیت کے آخر میں کہتے ہیں: میں نے تیرے سامنے نصیحت کو واضح کردیا اور خالص ومخلصانہ وصیت کردی ہے اب تیرا کام ہے عمل کرنا، عمل کر کے رشد وہدایت کو حاصل کرلو، وباللہ التوفیق۔

(۴)ابن سعید المغربی کی اپنے بیٹے سے نصیحت

اطفال اور بچوں کے لئے خوبصورت وصیتوں اور نصیحتوں میں سے ابن سعید المغربی کی ہے، ان کا نام علی بن موسی ہے، "**المغرب فی حلی المغرب**" کے مصنف ہیں۔ ابن سعد کی وصیت ممتاز وصیتوں اور نصیحتوں میں سے ایک ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے اپنی وصیت ونصیحت میں تجربات ومشاہدات کو جمع کردیا ہے اور ایسے امور کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے جن میں اس کی دنیا وآخرت کی بھلائی مضمر ہے، انہوں نے نظم کی صورت میں خوبصورت آواز میں اپنی نصیحت کو ذکر کیا ہے، وہ کہتے:

کم من صدیق مظهرٌ نصیحة ☆ و فکر و قفٌ علی عثرتک
ایَّاک ان تقربه انه ☆ عونٌ مع الدهر علی کربتک
و الشر مهما اسطعت لا تأته ☆ فانه حوزٌ علی مهجتک

ترجمہ: ا۔ کتنے دوست ایسے ہیں جو تجھ سے اپنی خیر خواہی کو ظاہر کرتے ہیں۔
۲۔ حالانکہ ان کی فکر و سوچ تیری لغزش ہی کو چاہتی ہے۔
۳۔ اے سوں کے قریب بھی نہ جانا۔
۴۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تیری تکلیف کا ہی معاون ہے۔
۵۔ اور حتی المقدور شر سے بچنا۔
۶۔ کیونکہ وہ تیری فطرت میں رکھا گیا ہے

پھر کہا اے میرے وہ بیٹے جس کا میرے مثل کوئی ناصح نہیں اور اس کے مثل میرا کوئی منصوح نہیں، میں نے اس نظم میں تیرے لئے وہ باتیں پیش کر دی ہیں کہ اگر تو ہر وقت انہیں اپنے دل میں رکھے گا تو مجھے ان شاءاللہ تیری حسنِ عافیت کی بہت امید ہے۔

خوش اخلاقی بہترین مندمل ہے، اور ادب و آداب وسیع ترین منزل ہے، عاقل وہ ہے جو اپنی عقل کو معیار بنائے، اور وہ آئینہ کی طرح ہے، ہر ایک کو اسے اپنے مثل ملتا ہے، ایک عام مثال ہے، جو تجھ سے ایک دن کی سبقت کر جائے تو گویا وہ تجھ سے عقل میں سبقت لے گیا۔ اگر تو کسی صاحب عقل و مروت اور تجربہ کار شخص کو دیکھے یا ملے تو اس سے استفادہ کر، اس کے قول و فعل کو ضائع مت کر، حیا و شرم ضرر رساں چیزوں پر مانع نہ ہو، کیونکہ کلام سلامتی کا ذریعہ ہے۔ آہ و فغاں سے ہی زخم کی درد و تکلیف کا پتہ چلتا ہے۔

اس کے بعد ابن سعید اپنی اس خوبصورت وصیت و نصیحت کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں: یہ دو شعر ہمیشہ ذہن میں رہنے چاہئیں:

لن اذا ما نلت عزّا ☆ فاخو العزیلین

فاذا نابک دھر ☆ فکما کنت یکون

ترجمہ: نرم مزاجی اختیار کرو، اس سے تجھے عزت حاصل ہوگی، عزت والے نرم ہوتے ہیں۔ جب تجھ پر کوئی سخت آئے تو تو جیسا تھا ویسا تیرے ساتھ ہوگا۔

(۵) میرے والد کی اپنے بچوں سے نصیحت

میرے والد محترم (حافظ عزیز احمد) نے اپنے بچوں کو بہت سی نصیحتیں فرمائی اور فرماتے رہتے ہیں جو ہمارے لئے بیش بہا خزانے سے کم نہیں ہے مثلاً اخلاقی، معاشرتی، جسمانی و ذہنی، فکری و خیالی اور سماجی و اصلاحی اور تہذیبی و آدابی وغیرہ ان میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا محال ہے، ان ہی میں سے چند مندرجہ ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔تقویٰ اختیار کرو، تنہائی میں اللہ سے ڈرنے کا نام تقویٰ ہے۔

۲۔ ہمیشہ باوضو رہو، اسلئے کہ جب انسان باوضو رہتا ہے تو وسوسہ سے بچ جاتا ہے اور بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

۳۔ نگاہوں کی خوب حفاظت کیا کرو، اسلئے کہ یہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور نگاہیں جہاں تک چلی جاتی ہیں انسان وہاں تک پہنچ جاتا ہے، بسا اوقات انسان کفر تک بھی پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ دعاؤں کا خوب اہتمام کیا کرو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: "الدّعاء مخّ العباده" ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے، اسی طرح دعاء مانگنا بعینہٖ (اسلئے کہ قلب کی پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانے، گڑگڑانے، اور دعاء مانگنے میں عبدیت و بندگی کا کامل ترین اظہار ہوتا ہے اسلئے کوئی عبادت بھی دعاء سے خالی نہیں ہے) عبادت کرنا ہے، پھر آپ ﷺ نے بطور دلیل قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: "وقال ربکم ادعونی استجبلکم. ان الذین یستکبرون عن عبادته سیدخلون جهنم داخرین" (سورۃ المؤمن: ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھ سے دعاء مانگا کرو میں تمہاری دعاء قبول کرونگا، بیشک جو لوگ (از راہِ تکبر) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ ضرور جہنم میں داخل ہونگے، ذلیل وخوار ہوکر، اسلیئے روزانہ کم از کم ۲۰ رمنٹ دعاؤں کا خوب اہتمام کیا کرو۔

۵۔ قرآن کی تلاوت پابندی سے کیا کرو، سب سے اعلیٰ ترتیب صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہیں، وہ روزانہ ایک منزل کی تلاوت کیا کرتے تھے تم بھی کیا کرو، اور اوسطاً ترتیب یہ ہے کہ روزانہ تین پارے کی تلاوت کیا کرو، فجر کے بعد ایک پارہ یاد کیا کرو، پھر اسی پارے کو چلتے پھرتے پڑھ لیا کرو، اور اسی پارے کو نماز میں بھی پڑھ لیا کرو، ایسی صورت میں حفاظ کیلیئے رمضان اور عام دن برابر ہونگے۔ اور ادنیٰ ترتیب یہ ہے کہ کم از کم ایک پارے کی تلاوت فجر کی نماز سے پہلے کرلیا کرو۔

۶۔ فارغ اوقات میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے یا گھومنے پھرنے سے بہتر ہے کہ تم سوجاؤ اسلیئے کہ سونے سے بہت سے گناہ (چغلی، غیبت، بدنظری) سے محفوظ ہوجاؤ گے، شیخ سعدیؒ کے والد ماجد (عبداللہ) نے کہا اے جانِ پدر اگر تو سوجائے تو بہتر ہے کہ مخلوق کی عیب جوئی میں نہ لگے۔ (گلستاں ب ر دوم حکایت ر ۷)

۷۔ علم میں اپنے سے بڑے لوگوں کو دیکھا (پیروی) کرو اور مال میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھا کرو، کیونکہ اہل علم کو دیکھو گے تو علم حاصل کرنے کا شوق ہوگا اور اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھوگے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی، اللہ نے اس سے بہتر حال میں مجھے رکھا ہے جیسا کہ قرآن مجید ہے: "**اعملوا آل داؤد شکراً وقلیل من عبادی الشکور**" (سورہ سبا: ۱۳) ترجمہ: اے داؤد! تم (میرا) شکر ادا کیا کرو (کیونکہ) میرے بندوں میں شکر گزار بہت کم ہیں۔

۸۔ اسمارٹ فون سے حتی الامکان پرہیز کیا کرو کیونکہ تم اس کا طریقۂ استعمال (گُر) نہیں جانتے، اگر کوئی سپیرا بنا گُر سیکھے سانپ کو پکڑے گا تو سانپ اُسے نقصان پہنچا دیگا۔

۹۔ کسی سے قرض نہ لیا کرو، ''القرض مقراض المحبة'' ترجمہ: قرض محبت کی قینچی ہے، حضرت لقمان نے فرمایا کہ قرض کو تھوڑا نہ سمجھو، بلکہ تم تھوڑی ہی میں قناعت کرلیا کرو اور اللہ سے دعاء کیا کرو کہ پیارے اللہ آپ انہیں روپیوں میں برکت دے دیجئے۔

۱۰۔ بازار کی چیزیں کھانے پینے سے حتی الامکان پرہیز کیا کرو، بطور خاص مشروب اشیاء میں کولڈ ڈرنک سے، اگر کبھی اشدّ ضرورت ہو تو شیک جوس وغیرہ پی لیا کرو، (ایک چھوٹا سا واقعہ بطور مثال ذکر کردوں ایک بزرگ کے بچہ کے اندر کشف وکرامت والی صفت تھی مسجدوں میں مقتدیوں کی چپلوں کو الگ کردیا کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ یہ جہنمی ہیں اور یہ جنتی تو اس بزرگ کو اندیشہ ہوا کہ آگے چل کر یہ فتنہ وفساد کا ذریعہ بنے گا تو کسی دانشور کے پاس گئے اور سارا ماجرا (واقعہ) سُنایا تو آپ نے فرمایا کہ اُسے بازار کی چیزیں کھلاؤ چند دنوں میں یہ کشف وکرامت ختم ہوجائے گی)۔

(٦) شیخ محمد خیر یوسف کی اپنے بیٹے سے نصیحت

آپ معروف اسلامی اسکالر، نامور محقق، ممتاز عالم دین اور خوب نویس اور بسیار نویس صاحب قلم ہیں، آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے، آپ کی تالیفات دوسو سے متجاوز ہیں، تحقیقی مقالات، دینی ودعوتی مضامین کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی ہے، جو مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے ہیں۔

تقریر وتحریر، تصنیف وتالیف اور اخبار وصحافت کے ذریعہ فاضل مؤلف نے گراں قدر علمی، تحقیقی، دینی، دعوتی اور اصلاحی خدمات انجام دی ہیں، آپ نے جہاں محراب وممبر سے وابستہ رہ کر امامت وخطابت کے ذریعہ لوگوں کی دینی رہنمائی فرمائی، وہیں ''المداد'' اور ''دليل الفضائية'' نامی اسلامی چینلز کے دعوتی پروگراموں میں شرکت کرکے دعوتِ الی اللہ کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے ہیں۔

آپ کی بہت سی تالیفات ہیں انہیں میں سے ''يَابِنتِيُ'' اور ''يَابُنَيَّ'' ہیں، جس کا

ترجمہ حضرت مولانا محمد اجمل قاسمی نے ''اے لخت جگر'' اور ''اے نورنظر'' کے نام سے کیا ہے، انہیں میں سے احقر نے چند نصائح مأخوذ کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جوان تو وہی اچھا لگتا ہے جو باادب اور فرماں بردار ہو۔

۲۔ حق کا پرچم سدا سر بلند رہتا ہے، مگر نظر اسی کو آتا ہے جسے حق سے محبت ہو، اور حق کی پیروی اور اس کی نصرت ومدد کا عزم وحوصلہ بھی اس کے اندر پایا جاتا ہو۔

۳۔ ہر ایسی فکر سے اپنے کو دور رکھو جس کا تمہارے دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔

۴۔ ہر ایسی جماعت سے کنارہ کش رہو جو اسلام کے طرز زندگی کو اپنانے سے گریز کرتی ہو۔

۵۔ اسلام میں بہت سے فرائض ہیں لیکن ان فرائض میں بطور خاص نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کو جو مقام حاصل ہے، وہ دوسرے فرائض کو حاصل نہیں، یہ دین کے بنیادی ستون ہیں جن پر دین کی عمارت قائم ہے۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت پیدا کرو، آپ سے سچی محبت کے بغیر ایمان ایمان نہیں، تمہارا دل محبت رسول سے جتنا آباد ہوگا، طاعت وبندگی کی راہ تمہارے لئے اُتنی ہی آسان ہوتی چلی جائے گی۔

۷۔ دین وشریعت، ایمان وعقیدہ اور اعمال واخلاق میں صحابہؓ جس طریق پر گامزن رہے، بس وہی طریقہ راہِ نجات ہے، ان کی راہ سے ہٹ کر بحث وتحقیق کے نام پر مختلف زمانوں میں جن نئے نئے عقائد وخیالات کی اشاعت ہوتی رہی یا آج ہو رہی ہے یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں جو دین کو تباہ کر دینے والی ہیں۔

۸۔ اپنے والدین کے دل کو زخمی نہ کرو، کوئی ایسا جملہ نہ کہو جس سے سختی کی بو آئے، کوئی ایسا انداز نہ اپناؤ جس سے محسوس ہو کہ تم انہیں جھڑک رہے ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ'' (سورہ اسراء:۲۳) ترجمہ: کہ والدین کو اُف بھی نہ کہو۔

۹۔ اگر کبھی تمہیں اپنے والد کے مزاج ورویے میں تبدیلی نظر آئے، یا اہل خانہ کے ساتھ ان کا جو انداز ہوا کرتا تھا اس میں فرق محسوس ہو، تو اس پر تمہیں شکایت نہیں ہونی چاہیئے، اسلئے کہ زندگی سدا ایک ہی ڈھنگ پر نہیں چلتی، افراد ہوں یا جماعت وقت کے ساتھ سبھی کے مزاج میں تبدیلی آ ہی جاتی ہے۔

۱۰۔ بخدا! تمہیں ساری زندگی کوئی ایسا نہ ملے گا جو ماں کی طرح تمہارے اوپر اپنی بے حساب اور بے لوث شفقتوں اور محبتوں کو فیاضی کے ساتھ نثار کرے، اس مہربان ماں نے تمہارے لئے بڑے بڑے دُکھ جھیلے ہیں اور تمہارے روشن مستقبل کیلئے سیکڑوں جتن کیے ہیں۔

۱۱۔ ماں کے ساتھ تمہارا برتاؤ ہمیشہ شریفانہ ہونا چاہیئے، کبھی ان سے سخت لہجے میں اس طرح باتیں نہ کرنا، جیسا کہ نادان اور پست قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں، اگر تم نے ایسا کیا تو میرا تم سے کوئی واسطہ نہ رہے گا۔

۱۲۔ میں کبھی یہ نہ سنوں کہ تم نے کسی رشتہ دار سے ناطہ توڑ لیا ہے، چاہے اس ناطہ توڑ نے کا سبب وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی رشتہ دار خود ہی تم سے رشتہ توڑے تو جب بھی تم اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے اس سے تعلقات قائم رکھو۔

۱۳۔ ہر گز ہر گز پڑوسیوں کو اپنی شرارتوں سے پریشان نہ کرو، اسلئے کہ یہ آدمی کے بد باطن اور نور ایمان سے محروم ہونے کی علامت ہے۔

۱۴۔ اپنے پڑوسیوں کی بہو بیٹیوں کو اسی طرح عزت دو جیسے اپنے اہل خانہ کو عزت دیتے ہو۔

۱۵۔ کبھی بھی کسی پڑوسی کے اہل خانہ کے بارے میں تمہارے دل میں بے حیائی اور بدکاری کا ارادہ نہیں ہونا چاہیئے، اپنے پاس پڑوس پر غلط نظر ڈالنا اور انکے اہل خانہ کے بارے میں بُرا ارادہ رکھنا بہت ہی ذلیل اور گھٹیا حرکت ہے۔

۱۶۔ دوستوں میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے تم کو طاقت ملتی ہے، ان کی مثال

ایسی ہے جیسے غذا؛ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس بیٹھنے سے دل بہلتا ہے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے پھل فروٹ، جسے کھانے کے بعد بطور ذائقہ لیا جاتا ہے، اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو تمہارے لئے بھائی کے مانند ہوتے ہیں تم ان کے بغیر زندگی جی نہیں سکتے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے پانی اور ہوا۔

۱۷۔ مخلص اور باوفا احباب تمہاری زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں ان کے سلسلے میں تمہیں کبھی کوتاہی نہیں برتنی چاہیے۔

۱۸۔ تمہیں اپنے اخلاق وکردار سے حلقۂ خاندان میں نمایاں ہونا چاہیے۔

۱۹۔ دوستوں سے محبت کا اظہار کیا کرو، دل میں چھپائے نہ رکھو، تم اگر ان سے خلوص ومحبت کا اظہار کروگے تو وہ بھی تم سے خلوص ومحبت کا اظہار کریں گے، اس سے دلوں کو مسرت ہوگی۔

۲۰۔ اگر تمہارا کوئی ساتھی تم سے کسی مسئلے میں بات کرے تو اس کی باتوں کو ہلکے میں نہ لو، ہوسکتا ہے کہ اس کی بات معقول اور بجا ہو، اسی طرح پوری بات سنے بغیر تردید کرنے میں جلدی نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کہنے جارہا ہو جس سے تم ابھی تک ناواقف ہو۔

۲۱۔ اپنے کسی دوست کیلئے دل میں نفرت اور انتقام کے جذبات ہرگز نہ رکھو، وہ جیسا بھی ہو مسلمان ہے، اور مسلمان ہونے کے ناطے تمہاری ہمدردی کا مستحق اور تمہارے لئے قابل احترام ہے، اس کی غلطیوں کے بارے میں یہ سمجھ لیا کرو کہ وہ دین سے ناواقفیت یا انجام سے بے خبری کا نتیجہ ہیں۔

۲۲۔ جن کے پاس تم بار بار آتے جاتے ہو اگر ان سے تمہیں کسی طرح کا کوئی فائدہ نہ ہو، نہ علمی، نہ اخلاقی اور نہ مالی تو ایسے لوگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دو، اور آمدورفت کا سلسلہ ایسے لوگوں کے ساتھ شروع کرو جن سے تمہیں دینی یا دنیوی نفع ہو، اسی طرح

تمہارے پاس جولوگ آتے جاتے ہیں اگر تمہیں ان میں شرافت، علم اور صلاح واصلاح کے آثار نظر نہ آتے ہوں تو ان سے بھی خوش اسلوبی کے ساتھ الگ ہو جاؤ۔

۲۳۔سخاوت وفیاضی ایسا بہترین وصف ہے جو انسان کی بہت ساری برائیوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔

۲۴۔بے حیائی ایسی بری خصلت ہے جو آدمی کی بہت سی خوبیوں کو چھپا دیتی ہے۔

۲۵۔بندوں کے احسانات پر ان کا شکر گزار ہونا بڑی خوبصورت ادا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی باادب، سلیقہ منداور تربیت یافتہ ہے۔

۲۶۔اپنے فکر ومزاج میں اعتدال اور استقامت پیدا کرو، مہذب اور سمجھدار بنو، انوکھی عادت واطوار، برے اخلاق اور نامانوس افکار وخیالات سے ہمیشہ دور رہو۔

۳۱۔تم اپنے کو سنجیدہ اور خوش مزاج بناؤ، تندخوئی اور بدمزاجی سے بچو، نہ تو بڑکپن کا اظہار کرو کہ لوگ تمہیں قبول ہی نہ کرسکیں، اور نہ ایسی عاجزی کا اظہار کرو کہ تمہاری تحقیر پر اُتر آئیں۔

۲۷۔ملاقات کے وقت چہرے پر بشاشت رکھو۔

۲۸۔ؤ گفتگو کرو تو سنجیدگی اور متانت کا اظہا کیا کرو۔

۲۹۔بولو تو بھلی بات کہو، فضول اور بے فائدہ بولنے سے زبان کو خاموش رکھو۔

۳۰۔سب سے مشکل اور نازک گھڑی تمہارے لئے وہ ہے جس میں تمہارا دماغ غصہ سے بے قابو ہو رہا ہو، اسلئے کہ ایسے میں آدمی کو یہ ہوش نہیں رہتا کہ وہ کیا بک رہا ہے؟ غور کرو کہ غصہ آنے پر تم اپنے غصہ کو ٹھنڈا کیسے کرسکتے ہو؟

۳۱۔کسی کو غصے میں دیکھو تو اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرو، اگر تم یہ نہیں کرسکتے تو پھر اسے چھوڑ کر ہٹ جاؤ، اسلئے کہ غصہ بھی ایک طرح کا جنون ہے اور جنونی شخص کے پاس ٹھہرنا مناسب نہیں۔

۳۲۔ وعدہ کم سے کم کرو، جب تک اس سے بچنا ممکن ہو بچو، زیادہ وعدہ کرنے والا وعدہ خلافی کا مرتکب ہو ہی جاتا ہے۔

۳۳۔ جو چیز اپنے بس میں نہ ہو اس کا کبھی ذمہ نہ لو، اگر ایسی چیزوں کا ذمہ لے لوگے تو پھر اس کو پورا نہیں کر سکو گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ٹھہروگے اور رُسوائی الگ ہوگی۔

۳۴۔ ایسا وعدہ تو ہرگز نہ کرو جس کے پورا کرنے کا تمہارا ارادہ ہی نہ ہو، اسلئے کہ وعدہ خلافی منافق کی خصلت ہے۔

۳۵۔ اکڑنے اور شیخی بگھارنے والے مغرور مالداروں کو بار بار نگاہ اُٹھا کر مت دیکھو، ورنہ تمہارے دل کی حالت بدل جائے گی، ذہن منتشر ہو جائے گا، اور اپنے اندر ایسی نئی نئی ناگوار کیفیت کو محسوس کرو گے جس کا پہلے کبھی تمہیں تجربہ نہ ہوا ہوگا۔

۳۶۔ جب کسی کے مکان میں داخل ہو تو داخل ہوتے وقت ایک سرسری نظر مکان اور اس کے ساز و سامان پر ڈال لو، اور بار بار اِدھر اُدھر نظریں اُٹھا کر اس طرح مت دیکھو، کہ یوں محسوس ہو جیسے تم نے نہ تو کبھی کوئی مکان دیکھا ہے نہ ساز و سامان، نہ کبھی کسی گھر کے مکینوں کو دیکھا ہے، اور نہ مہمانوں سے کبھی واسطہ پڑا ہے۔

۳۷۔ جب کسی سے گفتگو کرو تو تمہاری گفتگو مختصر ہونی چاہیے، تاکہ دوسروں کو بھی اپنی بات کہنے کا موقع مل سکے۔

۳۸۔ اگر تم معزز اور باحیثیت انسان بننا چاہتے ہو، تو گفتگو کرتے ہوئے اوٹ پٹانگ بولنے اور بیہودہ گوئی کرنے سے پرہیز کرو۔

۳۹۔ اس زندگی میں جی بہلانے کیلئے بہت کچھ ہے، تم شوق سے سیر و تفریح کرو، کھیلو کودو، ہنسو مسکراؤ، آرام دہ بستر پر چین کی نیند لو، فراخی اور آسودگی حاصل کرو، پُر فضا جگہ میں ہوا خوری کرو، یہ سب کچھ کرو بس اتنا خیال رہے کہ ان سب چیزوں میں لگ کر اپنی دینی اور دنیوی ذمہ داریوں کو نہ بھولو، اور نہ ہی اپنی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف

پہنچاؤ، بقول شاعر:

تم شوق سے کالج میں پڑھو، پارک میں کھیلو
جائز ہے غباروں میں اُڑو، چرخ پہ جھولو
پر ایک سخن بندۂ عاجز کی رہے تم کو یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

۴۰۔ جو شخص دنیا میں عیش وآرام میں لگ جاتا ہے وہ دنیا ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے، لہٰذا کام میں لگو، محنت اور جفاکشی کرو، سستی و کاہلی اور کمزوری کا شکار مت ہو، اور باطل سے ہوشیار اور چوکنا رہو، ورنہ باطل تمہیں مغلوب کردے گا۔

۴۱۔ بدلہ لینے میں کسی پر ظلم نہ کرو، پہلے اس نے تم پر زیادتی کی تھی، اب اگر بدلہ لینے میں تم نے زیادتی کردی تو زیادتی کا وبال اب تم پر ہوگا۔

۴۲۔ جو شخص ظلم کا عادی ہوجاتا ہے وہ ذلت کی موت مرتا ہے، اور قیامت میں بھی اُسے رُسوائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ ظلم کل اندھیروں کی شکل میں اس کے سامنے آئیگا، نہ کسی ظالم کیلئے سایہ بنو اور نہ کسی ظالم کے سائے میں بیٹھو، (یعنی نہ تو اس کیلئے سہارا بنو اور نہ ہی اس کا سہارا لو)۔

۴۳۔ شبہوں اور تہمتوں کی جگہوں میں بھی بے سوچے سمجھے مت گھس جایا کرو، خواہ تمہیں یقین ہو کہ تم ایسی جگہوں میں جاکر حرام میں مبتلا نہیں ہوں گے، اسلیئے کہ اگر تم نے وہاں جاکر بدنظری کرلی یا غیر محرم سے مصافحہ کرلیا، یا کوئی اور غلط قدم اُٹھالیا، تو تم نے پہلی مرتبہ صرف اگر اتنا ہی کرلیا تو شیطان کی نظروں میں یہ بھی بہت ہوگا، اور اس کو بھی وہ اپنی بڑی کامیابی سمجھے گا۔

۴۴۔ اگر گناہ کرکے تمہارا دل نادم نہیں ہوتا تو شیطان تمہیں خوش آمدید کہے گا، اور تمہارے لئے گناہ کے دروازے کھول دیگا، ایک گناہ کرا کر دوسرے بڑے بڑے گناہ کی دعوت دیگا، اور سمجھائے گا کہ اس میں زیادہ مزا ہے۔

۴۵۔ چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جو اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کرتے ہیں، (۱) جو سرکشی میں حد سے گذرتا ہے وہ اپنے کو گنوا دیتا ہے، (۲) جو اعلانیہ گناہ کرتا ہے وہ اپنی حیاء کا قاتل ہے، (۳) اور جو لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے وہ مجرم ہے، (۴) جس کی شرارتوں کی وجہ سے لوگ اس سے بچتے ہوں وہ شیطان ہے۔

۴۶۔ کبھی بیمار ہو جاؤ تو شفا کیلئے سب سے پہلے اللہ کی طرف رجوع ہو، اصل شفا دینے والا اللہ ہی ہے، ڈاکٹر اور دوائیں تو اسباب ہیں، اللہ چاہے تو ان اسباب میں شفا ڈال دے اور نہ چاہے تو سب بیکار ہے۔

۴۷۔ اگر علم میں وسعت پیدا کرنا چاہتے ہو تو پڑھو اور پوچھو۔

۴۸۔ اگر کمانا چاہتے ہو تو محنت کرو اور کام چوری سے بچو۔

۴۹۔ سرداری چاہتے ہو تو بُردبار بنو اور رواداری برتو۔

۵۰۔ نجات چاہتے تو اخلاص اور استقامت (دین میں مضبوطی اور ثابت قدمی) پیدا کرو، اور عزت چاہتے ہو تو لوگوں کی اصلاح اور دینی جدوجہد میں لگو۔

۵۱۔ چالاکی کا استعمال دشمن کیلئے کرو۔

۵۲۔ بُردباری کا استعمال دوست کیلئے کرو۔

۵۳۔ نرمی اور خوش مزاجی کا استعمال اہل خانہ کیلئے کرو۔

۵۴۔ شفقت و محبت کا استعمال بچوں اور کمزوروں کیلئے کرو۔

۵۵۔ صبر و برداشت کا استعمال ان کیلئے کرو جو تم سے اوپر یا تم سے نیچے ہیں۔

۵۶۔ دوسرے سے زیادہ اپنے پر نظر رکھو، اسلئے کہ آدمی خوش پسندی میں مبتلا ہو کر اپنے عیب بھول جاتا ہے۔

۵۷۔ کسی سے گفتگو کرو تو سنجیدگی اختیار کرو،

۵۸۔ تقریر کرو تو انداز میں سوز و درد پیدا کرو،

۵۹۔مصافحہ کروتو لبوں پر مسکراہٹ رکھو،

۶۰۔لکھنے بیٹھوتو فکر وتدبر کو کام میں لاؤ،

۶۱۔غلطی ہوتو پلٹ کراس کی اصلاح کرو۔

۶۲۔تم مکینوں سے خالی اس ویران مکان کی طرح نہ بنو جس میں نہ تو کوئی چہل پہل ہوتی ہے، نہ وہاں کسی کا آنا جانا ہوتا ہے (یعنی ایسے خشک (کنجوس) اور روکھے نہ بنو کہ تمہارا کوئی دوست ہی نہ رہے)۔

۶۳۔حق کی سواری کے شہ سوار بنو، اسلئے کہ یہ ایسی سواری ہے جو تمہیں کہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑے گی

۶۴۔''نیکیوں'' کا تھیلا بغل میں رکھو، اس سے تمہیں ہر کام میں مدد ملے گی،

۶۵۔شریف لوگوں کی رفاقت اختیار کرو، تا کہ مشکل اوقات میں تمہارے معاون وسفارشی بنے۔

۶۶۔حق بات قبول کرنے میں تمہارے اندر تر شاخوں کی سی لچک ہونی چاہئے، اور حق پر ثابت قدمی میں پہاڑوں جیسا جماؤ اور ٹھہراؤ ہونا چاہئے۔

۶۷۔معاشرے میں اگر ہر طرف گمراہی کا دَور دورَہ ہو جائے، بے راہ روی عام ہو جائے، تو تم بھی اس گمراہی اور بے راہ روی کی رَو میں بہہ نہ جانا، بلکہ حق پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

۶۸۔جو کام خود کر سکتے ہو دوسرے سے اس کے کرنے کا سوال نہ کرو، اسلئے کہ کام کی قدرت رکھتے ہوئے بھی دوسرے سے سوال کرنے والا ''پیشہ ور سائل'' کے جیسا ہے۔

۶۹۔محنت اور جفا کشی کر کے تھکو، سوسو کے نہ تھکو۔

۷۰۔دو لوگوں کے مزاج سے ہمیشہ ہوشیار رہو، ایک عورت (بشرطیکہ وہ عورت اپنی

ماں نہ ہو) کہ مزاج کا کچھ بھروسہ نہیں کہ وہ کب بدل جائے، دوسرے حاسد، اسلئے کہ اس کے مزاج کا کچھ پتہ نہیں کہ کب بدل جائے (حاسد کتنا ہی جگری دوست کیوں نہ ہو اسکا دل بدلنے میں دیر نہیں لگتی)۔

۷۱۔چکنی چپڑی زبان والے شخص کی میٹھی باتوں سے کبھی فریب میں نہ آؤ، ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں دھوکے کا ڈنک مارے، کسی چیز کی نرمی اور گدازی سے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے، اسلئے کہ سانپ کا جسم چھونے میں نرم ہے لیکن اندر زہر ہی زہر بھرا ہے۔

۷۲۔تم نے اپنی زندگی میں کوئی اہم فیصلہ اگر مشورہ کے بغیر کیا، اور اس کے نتائج اچھے نہیں رہے تو تمہیں کسی اور کے بجائے بس اپنے ہی کو کوسنا چاہئے (مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَةِ وَمَانَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَةَ) ترجمہ: جو استخارہ کرتا ہے وہ کبھی نامراد نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرتا ہے وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔

۷۳۔سفر ضرورت پر ہی کرو، بلاضرورت سفر نہ کیا کرو، رابطہ کے دوسرے ذرائع سے اگر کام چل جاتا ہے تو ایسی صورت میں سفر کرنا بیجا ہے، اگر سفر کرنا ہی پڑ جائے تو کوشش کرو کہ سفر مختصر سے مختصر ہو، اور سفر کا مقصد پورا ہوتے ہی اپنے مقام پر واپس آجاؤ۔

۷۴۔آدمی کی اپنی اچھائی بُرائی خود اس کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتی، بلکہ اس کا اثر دوسروں تک بھی پہنچتا ہے، لہٰذا تم اپنے کو بھلائیوں اور خوبیوں سے آراستہ کرو، تا کہ دوسروں کیلئے بہترین نمونہ بن سکو۔

۷۵۔اگر تم چاہتے ہو کہ تم سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو تین میں سے کوئی ایک بن جاؤ، (۱) اپنی فیملی کے نیک وصالح فرد بنو، انہیں ہدایت کے راستہ کی رہنمائی کرو اور ان کی دینی ودنیوی بھلائی کیلئے کام کرو، (۲) اپنے سماج اور معاشرہ میں ایک داعی اور مصلح بن کر رہو، (۳) یا پھر اپنے رب کی راہ کے غازی اور جانباز سپاہی بنو۔

یہ چند نصائح تھیں جو بچوں کے لئے نہایت مفید ہیں، اسی طرح اصحاب عقل وقلم

نے بچیوں کے لئے بھی نصائح کو مختص کیا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت اس پر روشنی ڈالتی ہے۔

(۷) شیخ محمد خیر یوسف کی اپنی بیٹی سے نصیحت

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو اپنی زندگی کا مقصدِ اصلی بنالو، تقویٰ اور علم کے ساتھ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو، اور اطاعت و بندگی کے دائرے میں رہ کر ہی اپنی پوری زندگی بسر کرو۔

۲۔ نماز کی فکر کرو، اپنی نماز کا حد درجہ خیال رکھو، نماز ہی تمہارے دین و دنیا اور تمہاری زندگی کا اصل سرمایہ ہے۔

۳۔ جب تم اپنے دل میں تاریکی محسوس کرو تو دل کو اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے روشن کرلیا کرو، توبہ واستغفار سے اپنے باطن کی ظلمت کا علاج کرو۔

۴۔ علم حاصل کرو تاکہ با ادب بنو، اور عمل سے اپنے کو آراستہ کرسکو، جس علم کے ساتھ ادب نہ ہو اس علم میں کوئی بھلائی نہیں، اسی طرح جو علم آدمی کو عمل پر نہ لائے اس علم سے کوئی فائدہ نہیں۔

۵۔ حوّا کی بیٹیاں سب ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں، ان میں بہت سی ایسی ہوتی ہیں جو شرپسند، مکار، فتنہ پَرور اور سازشوں کا جال بننے میں ماہر ہوتی ہیں، چکنی چپڑی باتوں کے ذریعہ بے حیائی کی گندگی میں وہ اس طرح ڈھکیل دیتی ہیں کہ آدمی کو خرابی بسیار کے بعد ہی بربادی کا احساس ہو پاتا ہے۔

۶۔ ٹی وی، سیریلوں اور چینلوں کے ذریعہ جو منکرات اور برائیاں پھیلائی جاتی ہیں ان کو بُرا جانو، ان کو دیکھنے سے اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھو، اگر گندگی تمہاری صحت کیلئے مضر ہے تو یہ چیزیں تمہارے دین وایمان کیلئے نقصان دہ ہیں، لہٰذا کوشش کرو کہ گھر میں گانے باجے اور موسیقی کے نغمے نہ سنے جائیں، یہ شیطان کی آوازیں ہیں۔

۷۔ تمہارا لباس (برقعہ) ڈھیلے ڈھالے باپردہ اسلامی لباس کا نمونہ ہونا چاہئے، لباس اپنے بدن کو چھپانے کیلئے ہے، ننگا پن اختیار کرنے اور غیروں کے دل کو لبھانے کیلئے نہیں ہے۔

۸۔ پردہ تمہاری حفاظت کے واسطے ایک محفوظ و مامون قلعہ ہے، تمہارے سر پر عزت کا تاج ہے۔

۹۔ میٹھے پیارے بول اور معاملات میں نرمی کا برتاؤ ہی سب سے اچھی عادت ہے، اچھا برتاؤ دِلوں پر ایسا کام کرتا ہے جیسے زخم پر مرہم، اور میٹھے بول گفتگو میں ایسی شیرینی پیدا کرتے ہیں جیسے مٹھائیوں میں شہد،

۱۰۔ لوگوں سے محبت و ہمدردی اور ہم آہنگی کا اظہار کرو، کیونکہ جس طرح بادِ نسیم کے خوشگوار جھونکے چمن کے پھولوں سے، یا تیز رَو شیریں چشمے وادِیوں کے سنگ ریزوں سے اٹکھیلیاں کرتے ہوئے گذرتے ہیں، اسی طرح یہ پیاری ادائیں مشامِ جاں کو معطر کرتی ہوئیں دل کے نہاں خانوں سے گذرتی ہیں۔

۱۱۔ آج بچوں کے پیچھے تھک لو اور پریشانیاں گوارا کرلو، تا کہ کل ان کے ساتھ مل کر راحت و آرام سے رہو، اور چین کی بنسی بجاؤ، جو ماں باپ بچوں کی تعلیم و تربیت کی پرواہ نہیں کرتے، ان کو ایک اچھا اور شریف انسان بنانے کیلئے مشقتوں کو گوارا نہیں کرتے، اور انہیں زمانے کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں، زمانہ انہیں جدھر چاہے لے جائے، جس رُخ پر چاہے ڈال دے، تو عموماً یہ ماں باپ آگے چل کر خون کے آنسو روتے ہیں، اولاد ان کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہونے کے بجائے وبالِ جان بن جاتی ہے۔

۱۲۔ گھر کا انتظام بہت ہی اہم چیز ہے، گھر میں نظم وانتظام اگر اچھا ہوتا ہے تو خواہ آمدنی تھوڑی ہو، مگر گھر میں رونق نظر آتی ہے، دیکھنے سے نہیں پتہ چلتا کہ اس گھر میں غربت یا ناداری ہے، اور گھر کا انتظام اچھا نہ ہو تو دولت کے باوجود گھر میں نحوست برستی ہے، ہم نے

ایسے گھروں کو دیکھا ہے جہاں مال ودولت کی فراوانی ہے، لیکن گھر کی عورتوں میں انتظام کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے ان گھروں کی حالت غریب گھروں کی حالت سے بدتر ہے۔

۱۳۔ اچھی عادت واطوار اور شرافت والے اخلاق سے اپنے کو آراستہ کرو، اچھی عادتوں کی وجہ سے انسان بہت سی برائیوں سے محفوظ ہوجاتا ہے، جس انسان کا کردار اچھا ہوگیا تو پھر حالات اچھے پیش آئیں یا بُرے اس کا قدم شرافت کی راہ سے نہیں ہٹتا۔

۱۴۔ میٹھے بول غیر کو اپنا بنالیتے ہیں، اچھے برتاؤ سے انسان لوگوں کے دل جیت لیتا ہے، اور کسی سے ملتے ہوئے خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملنا بڑی پیاری ادا ہے۔

۱۵۔ کم گوئی اور لمبی خاموشی کی عادت ڈالو، بہت زیادہ بولنا جو عورتوں کا عام مزاج ہے، اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو، اسلئے کہ زبان درازی اور فضول گوئی ہی سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جائیگی۔

۱۶۔ جھوٹ سے حد درجہ پرہیز کرو، جھوٹ بہت ہی بُری خصلت ہے، جھوٹ حقیقت کو اُلٹ دیتا ہے، اسلئے جھوٹ سے بہت دور بھاگو، جھوٹ میٹھا زہر ہے، لذیذ ہے مگر جان لیوا ہے، حق بات ہی بولو، حق کا اسلام میں بڑا مقام ہے، (حق) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۱۷۔ غیبت سے بچو، یہ بُرائی عورتوں میں بہت عام ہے، ان کی مجلسیں کم ہی اس برائی سے خالی ہوتی ہیں، اسی طرح چغلی سے بھی دور رہو، یہ دونوں چیزیں حرام ہیں، ان سے بچنا فرض ہے، غیبت اور چغلی سے آپس میں پھوٹ پڑتی ہے، خاندانوں میں دشمنی اور نفرت پیدا ہوتی ہے، رشتے ٹوٹتے ہیں، اور ایسے جھگڑے جنم لیتے ہیں جو کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، اسی لئے ان دونوں برائیوں کا شمار بڑے گناہوں میں ہے۔

۱۸۔ اپنے منہ کو غیبت اور اپنے کانوں کو چغلی سننے سے محفوظ رکھو، آنکھوں کو بدنگاہی اور حرام چیزوں کے دیکھنے سے بچاؤ، ناجائز مصافحے سے پرہیز رکھو، پیاری! اللہ کی پرہیزگار

اوراطاعت شعار بنو۔

۱۹۔اگرخواہشات کی پیروی کروگی تو نہایت پستی میں جاگروگی،اوراگراپنے مالک کی اطاعت کروگی تو نجات پاؤ گی اور کامرانی سے بہرہ وَر رہوگی۔

۲۰۔تقویٰ کالباس اپناؤ،نورِایمان سے اپنے کوآراستہ کرو،قرآن مجید کی تلاوت سے انسیت پیدا کرو، دل میں اللہ کے کلام کی ہیبت بٹھاؤ، اور جب اپنے رب سے چپکے چپکے باتیں اوردعائیں کرو،تواس کے سامنے عاجزی اورادب کی تصویر بن جاؤ۔

۲۱۔اپنے گھر میں ہنستی مسکراتی رہا کرو، اللہ نے آپ کے مقدر کا جو کچھ دے رکھا ہے اُسی پرخوش رہو،اورحسبِ گنجائش اسی میں سے کارِخیر میں حصہ لیتی رہو،اللہ تعالیٰ کے احسانات کو ہمیشہ یادکیا کرو، اور خیر کے کاموں میں سب سے پہل کرنے والی اورسب سے آگے نکلنے والی بنو۔

۲۲۔صاف دل اور پاک ضمیر بنو، دشمنی وبغض اورحسد کواپنے سے دور رکھو، یہ برائیاں انسان کا سکھ چھین لیتی ہیں، اوراس کی زندگی کوتلخ بنادیتی ہیں، یہ بہت ہی بُری خصلتیں ہیں۔

۲۳۔علم حاصل کروتا کہ باادب بنو،اورعمل سے اپنے کوآراستہ کرسکو،جس علم کے ساتھ ادب نہ ہواس علم میں کوئی بھلائی نہیں،اسی طرح جوعلم آدمی کوعمل پر نہ لائے اس علم سے کوئی فائدہ نہیں۔

۲۴۔ایک آرزو میرے دل ودماغ میں ہروقت بسی رہتی ہے،مجھ سے کبھی جدانہیں ہوتی،اُسے میں صاف صاف تم سے کہہ دیتا ہوں،میری یہ تمنا ہے کہ میری بچیوں میں اگر سب نہیں تو کوئی ایک تو ضرور عالمہ بنے،مجھے کسی باپ پر اگر رشک آتا ہے تو صرف اسی بات کی وجہ سے آتا ہے۔

۲۵۔جب تمہارابازار جانا ہوتو اسلامی کتب خانوں اوراسلامی آڈیوسینٹرز جایا کرو،نئ

مفید آڈیو اور جدید مطبوعات کی معلومات حاصل کرو، جو پسند آئے لے لو، نئی مفید معلومات کے ذریعہ اپنی بھی علمی تشنگی بجھاؤ، اور اپنے گھر والوں کیلئے بھی خیر کا سامان فراہم کرو۔

۲۶۔ تمہارے پاس ''کشکول'' کے انداز کی ایک کاپی ہونی چاہئے، جس میں ہر چیز لکھی جا سکے، مطالعہ یا کوئی دینی آڈیو سننے کے دوران تمہیں حکمت کی کوئی کارآمد بات، یا علمی نکتہ، یا کوئی دلچسپ لطیفہ، یا سبق آموز واقعہ ملے تو اس کو اس کاپی میں درج کرلو، یہ باتیں موقع پر تمہارے کام آئیں گی، اور کاپی میں ان کا ڈھونڈ لینا آسان ہوگا، ان باتوں کو لکھ کر ایک طرف کو نہ ڈال دو، بلکہ گاہے بگاہے اس سے خود فائدہ اُٹھاؤ، آنے جانے والی عورتوں کو بتاؤ، اور فرصت کے وقت گھر کے لوگوں کو بھی سناؤ۔

۲۷۔ ہمت اور خود اعتمادی سے بڑے بڑے کام وجود میں آتے ہیں، لہٰذا تم اپنی صلاحیتوں کو پہچانو، اور ہمت کر کے کوئی کام شروع کرو، خواہ چھوٹا ہی کام کیوں نہ ہو، اور جب بھی کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرلو تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھو۔

۲۸۔ کوشش کرو کہ زندگی میں تمہارا بھی کوئی مقام ومرتبہ ہو، (تمہارے ذریعہ تمہارے خانوادے اور سوسائٹی کی نیک نامی اور عزت میں اضافہ ہو، تم بھی کوئی اہم کارنامہ انجام دو) کرنے کے کام بے شمار ہیں، باکمال لوگ کسی خاص فن میں محدود ہوکر نہیں رہتے، بلکہ نئے نئے میدانوں میں اپنی انفرادیت کا لوہا منواتے ہیں۔

۲۹۔ عورتیں اپنے پرس میں زینت اور میک اَپ کے سامان اور اسی طرح کی دوسری چیزیں رکھتی ہیں، تم اپنے پرس میں قرآن مجید رکھو، ذکرواذکار اور دعوت کے کام میں معاون، چھوٹے چھوٹے کتابچے رکھو، اس سے تم کو اپنی اصلاحی اور دعوتی مہم میں مدد ملے گی۔

۳۰۔ تمہاری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ تمہارے ذریعہ کسی گمراہ عورت کو ہدایت ملے، ایک عورت کا بھی تمہارے ذریعہ ہدایت پاجانا تمہارے لئے ساری دنیا کی دولت سے بہتر ہے۔

۳۱۔ دین دار عورت کے ساتھ رہو، مادر پدر آزاد اور دین واخلاق سے بے گانہ

عورتوں کی گفتگو ہرگز نہ سنو، ایسی عورتیں بھروسہ کے لائق نہیں، ان عورتوں کی گفتگو ہوا و ہوس کے گرد گھومتی ہے، ان کی باتیں خاموش فتنہ ہوتی ہے، اوران کی نصیحتیں اور مشورے سنہرا جال ہوتی ہیں جس سے وہ لوگوں کے ایمان واسلام پر ڈاکہ ڈالتی ہیں۔

۳۲۔ یہ بے حیائی کے فتنے انسان میں ہوس کی آگ کو بھڑکاتے اوراس کی آتشِ شوق کو تیز کرتے ہیں، لہٰذا اگر شروع ہی سے ان فتنوں سے بچنے کا اہتمام کروگی، تو ان کے انجامِ بد سے محفوظ رہوگی۔

۳۳۔ جب تم اپنے دل میں تاریکی محسوس کرو، تو دل کو اللہ کی یاد اوراس کے ذکر سے روشن کرلیا کرو، توبہ واستغفار سے اپنے باطن کی ظلمت کا علاج کرو، اپنے نفس کو آخرت کا ثواب وعذاب یاد دِلاؤ، اگر تم ایسا کروگی تو تم خود ہی اپنے لئے بہترین مونس وغم گسار بن جاؤ گی۔

۳۴۔ نوکر اور ڈرائیور تمہارے لئے اجنبی ہیں، اسی طرح چچازاد بھائی پاس پڑوس کے لڑکے تمہارے لئے غیر ہیں، لہٰذا تم ان سے میل جول یا ان سے بات چیت کرکے اپنی حیا کو داغ دار نہ ہونے دو، ان سے پردہ کیا کرو، یہی پاکدامنی اور گناہوں سے حفاظت کا محفوظ راستہ ہے۔

۳۵۔ زندگی میں جو کچھ بھی تم پر بیتے، اوراچھا برا جو بھی تمہارے ساتھ پیش آئے، اپنی والدہ کو ضرور بتاؤ، اپنے راز سے بھی انہیں باخبر کرو، اور تم کیا کچھ سوچ رہی ہو اس کی بھی انہیں اطلاع دو، ان سے زیادہ کوئی تمہارے لئے مہربان اور تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہوسکتا، وہ زندگی کے سرد وگرم کو چکھے ہوئے ہیں، اوراس کے نشیب وفراز سے اچھی طرح واقف ہیں، وہ پریشانیوں کو بھی سمجھتی ہیں، اوران پریشانیوں کا حل بھی جانتی ہیں۔

۳۶۔ شریف اور وفادار عورت پریشانی میں اپنے شوہر کیلئے معاون بنتی ہے، اس کا غم ہلکا کرتی ہے، اس کا سہارا بنتی ہے، اس کے دُکھ درد بانٹتی ہے، اور کٹھن وقت میں اس کے ساتھ صبر کرتی ہے، اوراس وقت تک کرتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ یہ مصیبت کے دن دور نہ

کردے، اور کمینہ مزاج گھٹیا قسم کی عورت شوہر سے جھگڑتی ہے، اس کے سامنے چیختی ہے، اور تنگی و پریشانی میں اس کی مالی پوزیشن کا خیال کیے بغیر اس کی حیثیت سے زیادہ کا مطالبہ کرتی ہے، پھر یا تو اس کے غصے کا آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اور وہ بیوی کو طلاق دے بیٹھتا ہے، یا پھر غریب برداشت کر جاتا ہے، اور صدموں کی تاب نہ لا کر صحت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

۳۷۔ اگر تم اپنے شوہر کو خوش نہیں رکھ سکوگی، تو نہ تم خود خوش رہوگی اور نہ تمہاری فیملی خوش رہ سکے گی۔

۳۸۔ تمہارے لئے سب سے بہتر جگہ تمہارا گھر ہے، گھر کے علاوہ کہیں اور وقت گذارنا تمہارے اپنے چین کے ساتھ گھر والوں کے بھی چین وسکون کو غارت کرے گا، لہٰذا گھر سے بس جائز ضرورت کیلئے بقدر ضرورت ہی نکلو۔

۳۹۔ اگر تم بھی باہر کام کروگی اور تمہارے شوہر بھی باہر کام کریں تو پھر گھر کو کون سنبھالے گا؟ بچوں کو کون دیکھے گا؟ ان کی تربیت کون کرے گا؟ یہ بچے زیادہ اہم ہیں یا مال ودولت؟ کس کے بھروسہ بچوں کو گھر میں چھوڑوگی؟ کیا نوکرانیوں کے بھروسہ؟ جب بچے ایسی بے توجہی اور لاپروائی سے پلیں گے تو پھر ان سے یہ امید ہرگز نہ رکھنا کہ بڑے ہوکر وہ نیک اور پرہیزگار بنیں گے، اور بڑھاپے میں تمہارا خیال رکھیں گے، یا مرنے کے بعد تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔

۴۰۔ ایک ایسا کل تمہارے انتظار میں ہے جس کے بارے میں تم کو کچھ خبر نہیں ہے، تم نہیں جانتی کہ تمہاری آنے والی زندگی کیسی ہوگی؟ کون تمہارا رفیق زندگی ہوگا؟ لہٰذا اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ وہ تمہارا نصیب کسی نیک اور پرہیزگار شخص سے جوڑ دے۔

۴۱۔ شوہر کے ساتھ خندہ رو، نرم مزاج اور مونس وغم گسار بن کر رہو، اس کیلئے نرم خو، فرماں بردار اور سہل الحصول بنو، اس سے راضی اور خوش رہا کرو، اس کی ذمہ داریوں کے

بار کو ہلکا کرو، کوشش کرو کہ زندگی اسے بوجھ نہ لگے۔

۴۲۔ اپنے بچوں کے دل میں جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت ومحبت پیدا کرو، آپ ﷺ کے پاک فرمان اور پیاری سنتوں کی پیروی کا جذبہ بیدار کرو، انہیں بتاؤ کہ آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہی ہمارے لئے نمونہ ہے۔

۴۳۔ اسلام مخالف ماحول میں غیر اسلامی نعرے، کفریہ ترانے اور غیر اسلامی طور طریق جو اسکولوں میں بچوں سے کہلوائے یا کروائے جاتے ہیں، اگر بچوں کو ان کا خوگر ہوتے دیکھو تو فوراً ان کو متنبہ کرو، اور بتاؤ کہ یہ باتیں مسلمانوں کے کرنے یا کہنے کی نہیں ہیں۔

۴۴۔ بچے اگر گھر دیر سے پہنچتے ہیں تو اس کا مطلب دال میں کچھ کالا ہے، کبھی تاخیر کی کوئی معقول وجہ بھی ہوسکتی ہے، لیکن اس سلسلے میں بچوں کے ساتھ ڈھیل کا معاملہ ہر گز نہیں ہونا چاہئے، بچہ اگر بار بار ایسا کرتا ہے تو محتاط اور چوکنی رہو، بچوں سے سوال وجواب کرو، انہیں ڈراؤ دھمکاؤ، اور بچوں کے باپ کو باخبر کرو۔

(۸) امامہ بنت الحارث الشیبانیہ کی اپنی بیٹی کو نصیحت

ہم اعلیٰ و بلند عربی تاریخ میں ایک وصیت جو امامہ بنت الحارث الشیبانیہ نے اپنی بیٹی کو کی ہے، یہ وصیت و نصیحت عظیم ومفید نصیحتوں میں سے ایک ہے، اگر بچیاں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو کوئی مسئلہ نہیں کہ ان کی زندگی میں کوئی مشکل پیش آئے، نیز اس سے زوجیت کے اختلافات بھی لاشئے ہوجائیں گے اور وہ سعادت ومنزلت کی حامل ہوجائیں گی۔

یہ نصیحت جامع قسم کی ہے، الفاظ تو اس کے تھوڑے ہیں مگر معانی ومضامین سے پُر ہیں، اور یہ بلند معاشرتی آداب میں سے بھی ہے، میں نے چاہا کہ اس مبارک کتاب میں اس کو بھی شامل کردوں کیونکہ اس نصیحت میں ایسے محاسن ہیں جو تمام عورتوں کے لئے نفع بخش ہیں، امامہ اپنی بیٹی کو وصیت کرتے ہوئے کہتی ہیں: بیٹی! اگر ادب کی فضیلت

کے لئے وصیت ترک کی جاتی تو میں تیرے لئے اسے ترک دیتی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وصیت ونصیحت عاقل انسان کے لئے یادگاری کا ذریعہ اور غافل کے لئے شعور آفرینی کا سبب ہے، اگر عورت اپنے والدین کے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے خاوند سے بے نیاز ہوسکتی تو لوگوں میں سب سے زیادہ بے نیاز ہوتی۔ لیکن عورتیں مردوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ان عورتوں کے لئے مرد تخلیق کیئے گئے ہیں۔

بیٹی! تو نے اس آشیانہ کو چھوڑ دیا ہے جہاں تو پہلے رہتی تھی اور اب نا شناس آشیانہ (گھر) میں جا رہی ہے اور نا مانوس کی رفیق بن رہی ہے، وہ اپنے ملوکیت کی وجہ سے تیرا رقیب وملیک بن گیا، لہٰذا تو بھی اس کی خادمہ بن جا، تا کہ وہ بھی قریبی بن جائے۔ بیٹی! دس باتیں سیکھ لو، تیرے پاس ذخیرہ رہیں گی، انہیں یاد رکھنا، تیرے لئے یادگار رہیں گی:

۱۔۲. قناعت اختیار کرنا، سمع وطاعت سے زندگی گزارنا۔

۳۔۴. خاوند کی آنکھوں اور ناک کی جگہوں کا خیال رکھنا، لہٰذا اس کی آنکھ تیری کسی برائی پر نہ پڑے، اور وہ تجھ سے اچھی اور پاکیزہ خوشبو کو سونگھے اور محسوس کرے، سرمہ سب سے اچھا حسن ہے، پانی بہترین پاکیزہ خوشبو ہے۔

۵۔۶. اس کے کھانے کے وقت کا خیال رکھنا، سونے کے وقت اسے آرام وسکون دینا، کیونکہ بھوک کی حرارت ایک شعلہ ہے اور نیند کا پورا نہ ہونا غصہ کا سبب ہے۔

۷۔۸. اس کے گھر اور مال کی نگہبانی کرنا، اور اس کی اولاد وعیال کی دیکھ بھال کرنا، اور حسنِ تدبیر سے چلنا۔

۹۔۱۰. اس کی نافرمانی نہ کرنا، اس کا راز منکشف نہ کرنا، کیونکہ اگر تو اس کی نافرمانی کرے گی یا اس کا راز کھولے گی تو اس کے غدر سے مامون نہیں ہوگی، اور وہ کسی وجہ سے غمگین ہو تو اس کے سامنے ہنسنے اور خوش ہونے سے اجتناب کرنا، اور اسی طرح اگر وہ خوش ہو تو اس کے سامنے غمگین ہونے سے بچنا پہلی خصلت میں تقصیر (کوتاہی) ہے اور

دوسری خصلت میں تکدیر (پریشانی) ہے، اس کے ساتھ خوب موافقت سے رہنا، وہ بھی تیرے ساتھ خوب مرافقت سے رہے گا، جان لے جب تک تو اس کی رضا و خوشی پر ترجیح نہ دے گی اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کرسکتی، اسی طرح اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ہر حال میں ترجیح دینا۔ (محاضرات الادباء:۲/۲۱۲، بلوغ الادب:۲/۱۹، قصص العرب:۲/۷۸، ۷۹)

(۹) علی الجارم کی اپنی بیٹی کو نصیحت

یہ بنات کے لئے نصائح کے باغات میں سے ایک نغمہ سرائی خوبصورت وصیت کے پھول چنتے ہیں، ایک مشہور ادیب و شاعر ''علی الجارم'' نے اپنی بنت کے لئے یہ لطیف نظم خوبصورت قصیدۂ لامیہ کی صورت میں ہے:

یا بنتی ان اردت آیة حسن وجمالاً یزین جسماً وعقلاً
فانبذی عارة التبرّج نبذاً فجمال النفوس اسمی واعلی
یصنع الصانعون ورداً ولکن وردة الروض لاتضاع شکلاً
صبغة اللّٰہ صبغةً تبهر النف تعلیٰ الالٰه عزّوجلاً
ثم کونی کالشمس تسطع للناس سواء منْ عزّ منهم وذلاّ
فامنحی المُثریات لیناً ولطفاً وامنحی البائسات برّا وفضلا
زینة الوجه ان تریٰ العینُ فیه شرفاً یسحرُ العیونَ ونُبلا
واجعلی شیمة الحیاء خماراً فهو بالغادة الکریمة اولیٰ
لیس للبنت فی السعادة حظّ کل ثوابٍ سواه یفنیٰ ویبلیٰ
واذا ماارایت یؤساً فجودی بدموع الاحسان یهطلن هطلا
فدموع الاحسان انضرفی ال خدّ وابهیٰ من الاولیٰ واعلیٰ
وانظر فی الضمیر ان شئست مرُ آةً ففیه تبدوالنفوس وتجلی
ذالک نُصحی اِلی فتاتی وسُئولی وابنتی لاتردُّ للاب سئولا

ترجمہ: بیٹی! اگر تو ایسے حسن و جمال کی نشانی چاہتی ہے جو جسم و عقل کو سنوارے تو تجھے زینت و آرائش کر کے گھومنے پھرنے سے بچنا ہوگا، اور یہ عادت چھوڑنی ہوگی، کیونکہ نفوس کا حسن ہی اصل و اعلیٰ چیز ہے، بنانے والے پھول بناتے ہیں مگر باغ کے پھول کی شکل خراب نہیں کی جاتی، اللہ عز وجل کے دین کا رنگ ایسا رنگ ہے جو نفوس کو منور کر دیتا ہے، تم بس آفتاب کی طرح ہو جاؤ جو ہر طرف کے انسان پر طلوع ہوتا ہے خواہ وہ معزز ہو یا ذلیل۔ پس تم خوش حال عورتوں کو نرمی اور لطف کا عطیہ دو اور خستہ حال عورتوں کو نیکی اور مہربانی کا تحفہ دو، چہرہ کی زینت یہ ہے کہ آنکھ اس میں شرافت کو دیکھے جو شرافت عقل مندوں کو مسحور کر دے، اور شرم و حیا کی عادت کو اوڑھنی بناؤ، یہ نرم و نازک لڑکی سے بہتر ہے۔

عفت و پاکدامنی کا کپڑا (لباس) پہنو، کیونکہ اس کے علاوہ ہر لباس ختم اور پرانا ہو جائے گا۔ جب تو ان میں خستہ حالی کو دیکھے تو احسان کے آنسو بہا دے وہ تیری اپنی منزل کی طرف بڑھیں گی، رخسار پر احسان کے آنسو زیادہ خوشنما اور موتیوں سے زیادہ روشن اور گراں قدر ہیں، اگر تم چاہو اپنے دل میں آئینہ دیکھو جس میں نفوس ظاہر ہوتے ہیں، مجلّی ہوتے ہیں، یہ میری نصیحتیں اپنی بیٹیوں کے لئے، باپ کی خواہش کو رد نہیں کیا جاتا۔

(۱۰) ایک باپ کی اپنی بیٹی کو نصیحت

ایک باپ اپنی بیٹی کو یہ مؤثر نصیحت وصیت کرتا ہے کہ اے میری بیٹی! تو بھی ایک انسان ہے، انسان ہر زمانہ میں انسان ہونے کے ناطے کچھ وصیتوں کا حاجت مند ہوتا ہے۔

بیٹی! تو اس زمانہ میں زندگی گزار رہی ہے، وصیتیں زمانوں کے مطابق ہوتی ہیں، ہر زمانہ کا اپنا ہی ایک رنگ و انداز ہوتا ہے، اس لئے وصیتیں اور نصیحتیں بھی مختلف ہوتی ہیں، بعض ایسی ہوتی ہیں جو اے بیٹی! تجھے تو کی جا سکتی ہیں مگر مذکر کو نہیں کی جا سکتیں، بہت سے امور میں تم دونوں مشترک بھی ہو اور تمہارے بہت سے معاملات مختلف بھی

ہیں، یہ مختلف قسم کے امور و معاملات آخر وقت تک مختلف ہی رہیں گے۔

اے میری بیٹی! میں تجھے سچ بولنے کی وصیت کرتا ہوں اور عفیف زبان کی نصیحت کرتا ہوں، نیز میں تجھے عدل وکرم نوازی کی وصیت کرتا ہوں، کرم کا درجہ عدل سے اوپر ہے، اور جن چیزوں کی حرص وہوس لوگوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ ان سے احتراز کرنا، انسانی طبیعت ان چیزوں کو بلند خیال کرتی ہے، انسانی طبیعت میں پہاڑوں اور چٹانوں کی طرح نہ بدلنے والی جڑیں ہیں، البتہ انسان میں شعور واحساس موجود ہے، وہ شعور کبھی بیدار ہوتا ہے اور کبھی سو جاتا ہے، لہٰذا تمہیں علم وفکر وشعور سے استفادہ کرنا چاہیے، لیکن ایسے علم سے احتراز کرنا جو تجھے اور دوسرے لوگوں کو ضلالت و گمراہی کی طرف لے جائے۔ بے شک علم ایک قوت ہے، اور علم کی چند حدود ہیں ان میں رہتے ہوئے عمل کیا جائے، لیکن بعض لوگ ان حدود سے نکلنا چاہتے ہیں، پھر ہر میدان میں عمل کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ناکامی اور نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(بچوں کے لئے وصایا ونصائح کا باب جمیل بھی ہے اور طویل بھی، ہم نے والدین اور مربین کے تجربات کا خلاصہ وحاصل پیش کردیا ہے جس کی ہر بچے کو اپنی حیات میں حاجت ہوتی ہے۔)

تمت بعون اللّٰہ تعالیٰ والحمدللّٰہ اولاً وآخرا، ظاهراً أو باطناً وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقهٖ محمدٍ وعلیٰ آلهٖ وصحبهٖ اجمعین وعلیٰ کل من تبعهم باحسان الیٰ یوم الدین واجعلنا معهم برحمتک یاارحم الراحمین. آمین یارب العالمین

شب جمعہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ
مطابق ۲۳/ جنوری ۲۰۲۰ء

اَوَّلُ مَایَنْحَلُ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ اِسْمُہٗ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ.

(آدمی اپنے بچے کوسب سے پہلاتحفہ نام کا دیتا ہے،اسلئے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھیں)

مَلِکُ الْاَسْمَاء

(ناموں کا بادشاہ)

مؤلف

ابودرداءابن عزیراحمدعراقی جمشید پوری

ناشر

مکتبة العراق جمشیدپور

حضرت مولانا محمد سلمان صاحب استاذ دار العلوم دیوبند

باسمہٖ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً۔ امّابعد!

بچوں کے نام رکھنے کا مسئلہ سب کی دلچسپی اور ضرورت کا مسئلہ ہے، عام طور پر لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے بچے کیلئے نیا نام تلاش کریں، لیکن اس میں عجیب عجیب غلطیاں سامنے آتی ہیں، لوگ عام طور پر ناموں کے معانی سے واقف نہیں ہوتے یا معنی کی اہمیت نہیں جانتے، چنانچہ مضحکہ خیز نام بھی سامنے آتے رہتے ہیں اسلئے ناموں کے سلسلے میں رہنمائی ضروری ہے، اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے بہت سی کتابیں وجود میں آئی ہیں۔

اسی قسم کا ایک رسالہ عزیزم مولوی ابو درداء عراقی سلّمہٗ نے ترتیب دیا ہے، جو اپنی ترتیب اور انتخاب کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل ہے، اور مرتب کے طالب علمی کے ابتدائی سالوں میں ہونے کو دیکھتے ہوئے اُن کی ذہانت اور ہمت وحوصلہ کا بھی شاہد ہے، احقر نے ایک دو عنوانات کے بارے میں کچھ مشورہ دیا ہے، باقی پورا رسالہ مفید ہے اور اچھے ناموں پر مشتمل ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس نوجوان کی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور پختہ علمی استعداد کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین والسلام

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.) ________ INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2658912

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد

عزیزم مولوی ابو درداء عراقی جمشید پوری سلمہٗ نے ایک مختصر رسالہ ''ملک الاسماء'' کے نام سے مرتب کیا ہے جو اس وقت پیش نظر ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ چند کلمات دعائیہ تحریر کر دیئے جائیں، مرتبہ رسالہ پر ایک نظر ڈالی گئی مفصل مطالعہ کا موقع میسر نہیں آسکا، اپنے موضوع کے اعتبار سے رسالہ کے مضامین مفید ہونے کے ساتھ جدت لئے امور میں اس طرح کے موضوع سے متعلق صاحب قلم حضرات کی تحریرات وتالیفات کم نظر آتی ہیں جبکہ عامۃ المسلمین کو اس کی ضرورت ہے، خود عزیزم موصوف کے نام میں بھی ندرت اور برکت ہے اس طرح کے مبارک نام کا تسمیہ بھی کم سنا گیا ہے ''لکل شی من اسمہ نصیب''۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے قلم کو خدمت دین کیلئے قبول فرمائے اور خود ان کو بھی۔ آمین

فقط والسلام

(حضرت مولانا) سیّد محمد سلمان صاحب

ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

۸؍ رجمادی الاولی ۱۴۴۱ھ

استاذ الحدیث حضرت مولانا ظفرالدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

(صدر مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی)

باسمہٖ تعالیٰ

حامِداً وّمصلیاً وّمُسلّماً امابعد!

ہمارے آقا حضرت مصطفیٰ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں امت کی صحیح اور بہتر سے بہتر رہنمائی کی ہے، حیات انسانی کے کسی باب کو تشنہ نہیں چھوڑا حتیٰ کہ بچے کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے احکام بھی صادر فرما دیے، آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مبارک ارشاد ہے: کہ اپنے بچوں کے اچھے نام رکھا کرو قیامت کے روز تم کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا، واقعی اگر نام اچھا ہوتو بچے پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے اور اگر بُرا ہوتو برا اثر پڑتا ہے، اب اچھے اور برے کا کیسے علم ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو نام اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ناموں پر ہوں یا ان کے معنی لغت کے اعتبار سے اچھے ہوں تو وہ نام اچھے ہیں اور جو نام اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ناموں پر ہوں یا مشرکانہ جھلک نظر آتی ہو وہ بُرے نام ہیں، آپ ﷺ بیہودہ اور بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے جیسے آپ ﷺ نے حزن کو بدل کر سہل رکھنے کا حکم فرمایا اور عبدالشمس کو بدل کر عبدالرحمٰن رکھا وغیرہ وغیرہ۔

اسی موضوع پر عزیزم مولوی ابو درداء عراقی نے قلم اٹھایا اور یہ مختصر و جامع رسالہ تالیف فرمایا ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے، آج کل عوام کی بے راہ روی کے پیش نظر اس جیسے رسائل کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی، جب سے انٹرنیٹ آیا لوگ علماء سے دور

ہوتے چلے گئے خود ہی نیٹ پر سرچ کر کے نام رکھ لیتے ہیں جبکہ انٹرنیٹ پر صحیح غلط سب طرح کی چیزیں موجود ہیں اس کی پہچان علماء کرام ہی کر سکتے ہیں۔

مؤلف موصوف نے اپنی طالب علمانہ مصروفیات کے باوجود یہ اہم دینی خدمت انجام دی، موصوف داد وتحسین کے لائق ہیں کہ انہوں نے اپنے کھیل وتفریح کے اوقات کو تصنیف وتالیف میں خرچ کیا ہے، درس کی پابندی، مطالعہ، تکرار کی راہ میں یہ چیز حائل نہیں ہونے دی، موصوف کا یہ شوق قابل تعریف ہی بلکہ قابل رشک بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس تالیفِ لطیف کومقبول عام وخاص فرمائے اور موصوف کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین

کاروانِ شوق کو بڑھنے دو منزل کی طرف
ورنہ روکو گے تو کوئی حادثہ ہوجائے گا

ظفرالدین قاسمی
(خادم مدرسہ عبدالرب دہلی)

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

نام سے متعلق چند بنیادی چیزیں

الحمدللّٰہ رب العالمین، والعاقبة للمتقین، والصّلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین، محمد بن عبداللّٰہ الأمین، وعلیٰ آلہ الطیبین وأصحابہ الطاھرین، ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین. امابعد!

انسانی ناموں کی تاریخ کا سلسلہ ابتداءِ تخلیق بنی نوع انسان سے ہی شروع ہوجاتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام جو روئے زمین پر سب سے پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کردہ پہلے رسول بھی تھے، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناموں کی تعلیم دی گئی تھی، جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا الخ'' (سورہ بقرہ:۳۱) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھلا دیئے، چنانچہ رب کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور پوری انسانیت کو اشرف المخلوقات بنا کر ایک عظیم شرف سے نوازا ہے، اور ہزارہا نعمتیں نوع بشر کو عطا کی ہیں، ان بے پناہ نوازشات میں سے اولاد کی نعمت بے بدل نوازش ہے، ارشاد باری ہے: ''یَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثاً وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ الذُّکُوْر، اَوْیُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَاناً وَّاِنَاثاً وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَاءُ عَقِیْماً'' (سورہ شوریٰ:۴۹، ۵۰) ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں بیٹیاں دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں بیٹے دیتے ہیں اور کسی کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بانجھ بنادیتے ہیں (کبھی نہیں دیتے)۔

بہر حال! اولاد اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے، اولاد کی کمی کو کسی بھی چیز سے پورا نہیں

کیا جا سکتا، اس نعمت سے محروم لوگ ہی اس درد کا احساس کر سکتے ہیں، جس کے صحن چمن اور گود میں ننھے منے بچے شگفتہ پھول کی شکل میں کھیلتے ہیں، اس کا گھر خوشیوں سے معطر ہو جاتا ہے اور یہ بچے اس کی امیدوں کے محور ہوتے ہیں، اب صحیح تربیت کر کے صحیح سانچے میں ڈھالنا ہر ایک ماں باپ اور مربی کی ذمہ داری ہے، ماں کی آغوش سب سے پہلا مکتب ہے، روز اول ہی سے والدین کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے کہ اس کی دینی تربیت کرے، دینی ماحول میں رکھے، تاکہ بچہ فطرت اسلام پر باقی رہے، نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’مَنْ وَلَدَ لَهٗ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَهٗ‘‘ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ: جب کسی کو اولاد ہو تو اُسے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اسی سے متعلق چند بنیادی اصول ذکر کیے جاتے ہیں۔

کمالات ہماری پہچان

انسانوں کی پہچان ہمیشہ اس کے کمالات سے ہوتی ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ ان کے کمالات وصفات کو فراموش کر کے محض ان کے ناموں کو یاد رکھتے ہیں اور اسی کی جانب نسبت کرتے ہیں، چنانچہ دنیا کی آبادی جس پہلے شخص (حضرت آدمؑ) سے بڑھی وہ پہلا شخص کیسا تھا، اس کے کیا صفات تھے، اور کن کن حالات کا ان کو سامنا تھا؟

عام طور پر ہم اس سے ناواقف ہیں لیکن اگر سوال کیا جائے کہ ’’آدم‘‘ کون تھے؟ تو شاید و باید کوئی مسلمان ہو جو ناواقف نکل سکے ورنہ یہ احتمال بھی عدم کے درجے میں ہے، اس کے باوجود سارے ذوی العقول اپنی نسبت ’’آدمؑ‘‘ ہی سے جوڑ کر ’’آدمی‘‘ کہلاتے ہیں، اسی طرح سارے فارغین دارالعلوم (حضرت مولانا قاسم) سے نسبت جوڑ کر ’’قاسمی‘‘ کہلاتے ہیں بلکہ پورے عالم میں ’’قاسمی‘‘ ہی کے عنوان سے فارغین دارالعلوم کی پہچان ہوتی ہے۔

نام یا نسبت معیار کمال نہیں

تو اصلاً تو کوئی نام یا کوئی نسبت معیار کمال نہیں ہوتا اور کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا (نام یا نسبت ہی سبب کمال ہے) تو عمدہ نام اور بہتر نسبت سے لوگ با کمال ہوجاتے، اگر کسی کا نام ''ولی اللہ'' ہوتا تو واقعتاً اسے ''حبیب اللہ'' ہونا چاہئے، اگر کوئی سید ہے تو اسے ''حسنین'' کے مثل ہونا چاہئے، حالانکہ مشاہدۃً ایسا نہیں ہے اور اس طرح کا خیال بالکل غلط اور کذب وافترا پرمبنی ہے۔

کمالات ذات انسان کے اندر پیوست

اب جب یہ بات ہے کہ ''نام یا نسبت'' سبب کمال نہیں ہے تو آخر کیا بات ہے کہ لوگ نام ہی یادرکھتے ہیں اور اسی کی جانب نسبت کو سبب کمال گردانتے ہیں؟

دراصل بات یہ ہے کہ کمال انسان کی ذات کے اندر ہوتا ہے وہ مخفی صلاحتیں نکھر کر جب طشت از بام ہوتی ہیں تو پھر اُس گراں مایہ وجود کی اہمیت مدرک ہوتی ہے اور اس ذات کی مقبولیت راسخ فی الذہن ہوجاتی ہے۔

''نام'' بطور تشخیص کافی ہے

یہی ذات جس کی کسی کمال کے ذریعہ شناخت ہوتی ہے اس ذات (اللہ تعالیٰ) کے یہ کمال ابدی نہیں ہوتے، یعنی جب سے وہ ذات وجود میں آئی اور جب تک روح کے ساتھ قائم ہے تو ابتدا آفرینش سے لیکر اس آخری لمحے سے پہلے پہلے تک اس ذات کی کمالات کے ذریعہ ہرگز شناخت نہیں کی جاسکتی ہے، بلکہ کمالات کسی ذات کے متعارف ومقبولیت کے لئے اس وقت سبب بنتے ہیں جب وہ ذات اس کمال کے ساتھ یکتائے روزگار بن جائے، تو آخر وہ کونسی چیز ہے جو نوع حیات کو از ابتدا تا انتہا مشخص وممتاز کرنے میں معین ومددگار ہے؟

ظاہر ہے کہ وہ چیز کمالات نہیں ہوسکتی کیونکہ ابتداءِ ولادت میں وہ ظہور پذیر ہی نہیں ہوتے بلکہ ایک مدت کے بعد ہوتے ہیں، اور مکمل طور پر اس سے آراستہ ہونے میں برسوں

صرف ہو جاتے ہیں، تو اس کمال کا تعلق تو حصول سے ہے جو بدوں از حصول برآمد نہیں ہوتے، اس کے برعکس ''خوبی'' جو عطائی ہوتی ہے اور ہمیشہ اس کے ہمراہ رہتی ہے اس کی اطلاع بھی ممکن نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص بچے کو دیکھ کر اس کی خوبیوں اور نایاب صفات کی پیشین گوئی کرتا ہے تو یہ مبنی بر ظن خیالات کا اظہار ہے، بعینہٖ اُس کی خبر کا واقع کے مطابق ہونا (جو صدق ہے) ضروری نہیں ہے، یعنی اس خبر کا صادق ہونا ضروری نہیں ہے۔

کیا نسب علامت شناخت ہے؟

رہی بات نسب نامے کی، تو یہ ایک حد تک ممتاز کرنے کیلئے کافی تو ہے لیکن بالکلیہ نہیں یعنی جنس سے ممتاز کر کے نوع کے کٹھرے میں تو لا سکتا ہے، لیکن نوع سے ممتاز کرنے کے لئے یہ نسب فصل نہیں بن سکتا جو نوع کے افراد سے مشخص کرنے کا کام انجام دے۔

نام کیوں رکھا جاتا ہے؟

تو اگر مابہ الامتیاز کوئی ''شئ'' ہے تو وہ ہے ''نام'' جو از ابتدا تا انتہا اس ذات ہی کے ساتھ خاص رہتا ہے اور دیگر تمام اجناس و انواع سے اس کو ممتاز کر دیتا ہے۔

اولاد کو سب سے پہلا تحفہ

یہی وجہ ہے کہ ولادت کے بعد اولین ذمہ داریوں میں تجویز اسماء ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ یہ اپنی اولاد کو سب سے پہلا تحفہ ہے، اب کوئی عارضی ہی صحیح لیکن نام رکھے ہی جاتے ہیں پھر جب بندہ تجویز اسماء میں مصروف ہوتا ہے تو اسے **''فليحسن اسمه''** (ترجمہ: تو وہ اس کا اچھا نام رکھے)، کا درس دیا جاتا ہے۔

اسم اور کمال میں نسبت

اب وہ اسم جو مشخص اور متمیز ہوتا ہے، اس کی طرف روئے سخن بایں وجہ ہوئی کہ یہ اسم ذات کے ساتھ اُس ذات کی ابتدا سے انتہا تک رہتا ہے، جبکہ کمالات کا یہ حال نہیں ہے

حالانکہ کمالات ہی سے اس ذات کی عظمت ہوتی ہے، لیکن معرفت وشناخت ''نام'' ہی کے ذریعہ ہوتی ہے، تو نتیجے کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک لازم وملزوم کی طرح ہے۔

وجہ نسبت

اگر کسی شخص کی نسبت کمالات کو اُجاگر کیا جائے کہ لوگ اس پر عش عش کرنے لگے اور اسے داد وتحسین سے نوازنے لگیں، جبکہ نام کا کوئی پتہ ہی نہیں، پھر کسی بوسیدہ کپڑے میں ملبوس پراگندہ حالت میں اس سے لِقا ہوجائے تو کیا اس کے احترام واکرام میں پلکیں بچھائی جائیں گی اور پرتپاک انداز میں استقبال کیا جائے؟ نہیں نہیں!! بلکہ جب نام ہی سے نہ جانا گیا تو کس طرح پہچان کر اس کی تعظیم کی جائے گی، اسی طرح اگر کسی باکمال شخصیت کا محض نام بتادیا جائے اور اس کے کمالات کو لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہو پھر بھی اس کی عظمت نہیں کی جاسکتی ہے، معلوم ہوا کہ ذات کی عظمت ومعرفت اسم وکمال سے مرکب ہوتی ہے۔

کمال ذات سبب بلندی اسم ہے

آج جن بزرگ شخصیتوں کو یاد کیا جاتا ہے وہ تو ان کے کمالات کی وجہ سے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے نام کو بھی ہمیشہ یاد رکھا جاتا ہے اور صفحۂ تاریخ میں سپرد قرطاس کیا جاتا ہے، باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے بیٹے! اتنا پڑھو کہ ''نام'' روشن کرو، جبکہ پڑھائی بلاواسطہ نام کے روشن کرنے کا سبب نہیں ہوتی بلکہ یہ تو سبب کمال ہے، اور یہ کمال ہی اسم کی بلندی کا اصلاً ذریعہ ہوتا ہے۔

تجویز حسن اسم کی عقلی دلیل

اب یہ کمال، نام کا بلندی کا ذریعہ ہے اور بایں وجہ ایک زمانے تک اس کو گردانا جاتا ہے، تو فطرت بھی یہی کہتی ہے کہ حسن مفہوم کو ادا کرنے والے اسماء کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

زمانے کا نظریہ

اور خصوصاً اس زمانے میں نایاب عمدہ مفہوم اور مختصر الفاظ والے اسماء کے انتخاب کا نظریہ بالکل ٹھیک ہے، زمانے کی شہادت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، چنانچہ جاہلیت کا زمانہ تھا نام کے حسن وقبح کا کوئی خاصاً مزاج بھی نہیں تھا، لیکن جب پیارے حبیب ﷺ کی ولادت کے بعد نام رکھنے کی نوبت آئی تو دادا عبدالمطلب نے خواب میں بتائے جانے والے نام ''محمد'' (جس کا آغاز دنیا سے اس وقت تک کوئی مسمیٰ بہ نہیں آیا یعنی کسی بچہ کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا) کی بشارت ''بی بی آمنہ'' کو دی اور یہ کہا کہ ''یہ بچہ اسم بامسمیٰ ہوگا (چہار جانب اس کی تعریف وتوصیف کی جائے گی) اور واقعتاً ایسا ہوا اور تاقیامت ایسا ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اور پھر جب بیٹی فاطمہؓ کے گھر بچے کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے اس بچے کے نام کی رائے لی، حضرت علیؓ نے فرمایا: ''الحَرَبْ''، بمعنی جنگ، کیونکہ حضرت علیؓ جنگ جو تھے اور میدان کارزار میں شیر خدا کہلاتے تھے، یہ نام اسی فطرت کی غمازی کرتا ہے، لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام ''حسین'' ہے، یہی واقعہ دوسرے بچے کی ولادت کے وقت ظاہر ہوا اور آپ ﷺ نے ''حسن'' نام رکھنے کے بعد فرمایا: اللہ نے یہ دونوں نام ''حسن وحسین'' میرے ہی نواسے کے واسطے رکھ رکھے تھے کسی کو عطا نہیں کیے۔

ان دو واقعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نایاب وبہتر مفہوم رکھنے والے اسماء کے انتخاب میں کوئی کراہت وقباحت نہیں ہے، اسلئے بہترین ناموں کا انتخاب کیا جائے کہ اس سے صفات تقریباً ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ بانی دارالعلوم کا پیدائشی نام ''خورشید'' ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے (حضرت مولانا) ''قاسم'' کے نام سے شہرت عطا کی اور اس کے ساتھ ساتھ اس زمانے کا قاسم العلوم والخیرات بھی بنایا یعنی جو نام ہے وہی صفت ہے۔ (ماشاء اللہ)

والدین پر اولاد کا پہلا حق

اسلامی تعلیمات کی رہنمائی زندگی کے تمام گوشوں پر مشتمل ہے، کوئی نقطہ اور پہلو تشنہ نہیں ہے، یہ جامعیت کی ایک مضبوط دلیل ہے۔

اسلام والدین کو اولاد کے تئیں جہاں بہت ساری ہدایات کا پابند بناتا ہے وہیں ایک ہدایت یہ بھی کرتا ہے کہ اولاد کے بہترین اور عمدہ نام رکھے جائیں، بلکہ عمدہ نام کی تجویز والدین پر ایک حق ہے اور حق کی ادائیگی ایک امانت ہے اور امانت صاحب امانت کو سپرد کرنا واجب ہے "اِنَّ اللّٰہ یأمُرُکمُ اَنْ تُؤَدُّوا الأمٰنٰتِ اِلیٰ أھلھا" (سورہ نساء: ۵۸) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہنچادیا کرو۔

حقیقی تاثیر کسی نام میں نہیں

دراصل مؤثر حقیقی تو فقط اللہ تعالیٰ ہیں؛ لیکن اشیاء کے اندر فعل (اثر ڈالنے) اور انفعال (اثر قبول کرنے) کی اللہ تعالیٰ نے صلاحیت رکھی ہے اور اس کا کوئی نہ کوئی سبب بھی مقرر کردیا ہے کیونکہ دنیا دارالاسباب ہے۔ مثلاً مرض، کہ اس کی طبیعت اور ذات میں تعدیہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ بظاہر مخالطت کو سبب بنا کر عموماً تعدیہ کردیتا ہے۔

اب جب شی کے اندر فعل وانفعال کی لیاقت ہے تو یہ شی جس مادہ کے ساتھ ملحق ہوگی اس کے اندر بھی فعل وانفعال داخل ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی بچے کا نام "محمد" رکھا جائے تو اس اسمِ شریف کی وجہ سے اُس بچے کی تعظیم ضروری ہے کیونکہ لفظ "محمد" ذومرتبت شخصیت کی حامل ہے جس کی تکریم باعث مغفرت ہے، تو اگر کسی پر اس کا اطلاق کیا جائے گا تو یہ مطلق اس مطلق علیہ کو اُس ذات کے قریب کردے گا جس پر اس کا اطلاق تھا، اور اس مضمون کی تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جو بزار نے ابو رافع سے مرفوعاً روایت کی ہے "اِذا سمّیتم محمّداً فلاتضربوہ ولاتحرموہ" ترجمہ:

جب تم (بچے کا) نام محمد رکھو، تو اس کو نہ مارو اور نہ ہی کسی چیز سے محروم کرو، یعنی اس کو نظرانداز مت کرو۔ اور خطیب نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے "اِذا سمّيتم الولد محمّداً فأكرموه و أوسعوا له في المجلس ولاتقبحوا له وجهاً" ترجمہ: جب تم بچے کا نام محمد رکھو، تو اس کی عزت کرو، اس کیلئے محفل کشادہ رکھو اور اس کی وجہ سے چہرہ مت بگاڑو۔ (مرقاۃ المفاتیح)

اب جب نبی الانبیاء کے اسم کا مسمّیٰ بہ جائز ہے تو دیگر اسماء انبیاء کا مسمّیٰ بہ بدرجہ اولیٰ جائز ہے، اور بخاری کی روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے "سمّوا بأسماء الأنبياء ولاتسمّوا بأسماء الملائكة" ترجمہ: تم اپنے نام انبیاء کے ناموں پر رکھا کرو نہ کہ فرشتوں کے ناموں پر۔

تغیر اسم بالاسم بعد الوضع ثابت ہے

ذخیرۂ احادیث میں متعدد مقامات پہ تغییر اسماء کے واقعات ملتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان متغیر اسماء سے کچھ نہ کچھ بدشگونی و بدتہذیبی ظاہر ہوئی ہے، حدیث میں ہے: "اِنَّ النّبیَ ﷺ کَانَ یُغیِّرُ الِاسْمَ الْقَبِیْحَ" ترجمہ: حضور اکرم ﷺ برے نام بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف: ابواب الآداب ۱۱۱/۲) اسی طرح دوسری حدیث میں ہے: "عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَؓ قَالَتْ سُمِیْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْکُمْ سَمُّوْهَا زَیْنَبَؓ" (بخاری: ۹۱۴/۲) ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ سے اپنا نام "برّہ" بتایا جس کے معنی مزکیٰ (پاکباز) کے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو پاکباز مت قرار دو، تم میں جو اہل خیر ہیں ان کو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہے اس کا نام زینب رکھو، کیونکہ اس نام سے ایک نوع کا تکبر ظاہر ہو رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "زینب" نام رکھو، یہی حال حضرت "جویریہ" رضی اللہ عنہا کا ہے یہ نام بھی نبی ﷺ کا عطا کردہ ہے اصل نام "برہ" تھا، تو

آپ ﷺ نے اس کو ناپسند کیا کہ کسی سائل کے سوال کے جواب میں ''جویریہ'' کے پاس سے آتے ہوئے کہیں: ''خرجت من عند برّۃ'' ترجمہ: میں ''برہ'' بمعنی بھلائی کے پاس سے یعنی اس کو چھوڑ کر آ گیا ہوں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ''یسار، رباح، نجیح، افلح اور نافع'' نام رکھنے کو مکروہ تنزیہی خیال کیا، اسلئے کہ اگر ان مذکورین بالاسماء کے گھر میں وجود وعدم کے متعلق پوچھا جائے گا کہ یسار ہے؟ اور نہ ہو، تو جواب ہوگا ''نہیں'' اس سے جواب کی شناعت واضح ہوگی، کہ گھر میں یسار (بمعنی آسانی) نہیں ہے، تو عُسر (بمعنی پریشانی) کا ہونا لازم آئے گا، یہی حال رباح، نجیح، افلح اور نافع میں ہے کہ اس سے شناعت جواب لازم آتی ہے۔

''عاصیہ'' نام درست نہیں ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ''عاصیہ'' تھا، شاید زمانہ جاہلیت میں یہ نام رکھا گیا ہو اور ممکن ہے کہ ''عیص'' بالکسر سے مشتق ہو، جس کے معنی ''گنجان گھنے درخت'' کے ہیں، اسی سے ''ابوالعاص'' اور ''عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام'' ہے، اور ''عیص'' کا معنی بھی درست ہے، لیکن ذہن لفظ ''عاصیہ'' سے ''عصیان'' سے اشتقاق کی طرف متبادر ہوتا ہے، اسلئے نبی علیہ السلام نے اس کو بدل کر ان کا نام ''جمیلہ'' رکھ دیا۔ (فرعون لعنہ اللہ، کی بیوی جس کا نام ''آسیہ'' ہے اور جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہونے شرف پائے گی، یہ نام چونکہ ہمزہ اور سین سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور ''مضبوط بنیاد والی عمارت'' کے معنی میں ہے تو اس نام کے وضع میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

حَزن نام سے متعلق ایک واقعہ

بخاری شریف کے حوالے سے مشکوٰۃ کی حدیث (رقم: ۴۷۸۱) جس کے راوی ''عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ'' ہیں روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ''سعید بن المسیب'' جو اکابر تابعین میں سے ہیں، ان کے پاس بیٹھا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان

کیا کہ ان کے دادا جن کا نام ''حَزن'' (بفتح الحا مہملہ) تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے پوچھا ''ما اسمک''؟ تو جواب دیا: ''اسمی حَزْن'' تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''بل أنت سھل'' آج سے تیرا نام ''سہل'' ہے (جو حزن کی ضد ہے)، تو وہ کہنے لگے: ''میں اپنے والد کے رکھے ہوئے نام کو بدل نہیں سکتا''۔

ابو داؤد کی روایت میں اس عدم تغییر اسم بالضد کی علت کی بھی وضاحت ہے کہ وہ ''سہل'' نام اسلئے نہیں رکھنا چاہتے تھے کہ ''سہل'' نرم خو اور حلیم کو کہتے ہیں، اور جو نرم خو اور حلیم ہوتا ہے اس کو دبایا جاتا ہے اس کی عزت پیروں تلے روندی جاتی ہے، ''صاحب مرقاۃ'' فرماتے ہیں کہ اس نے قیاس تلبیسی اختیار کی ہے، جس طرح شیطان نے اپنی آگ سے تخلیق اور اس کی طبیعت میں بلندی کو بنیاد بنا کر سجدہ کا منکر اور بارگاہِ الٰہی سے درماندہ ہوا، یہی چیز اِس ''حزن'' نامی شخص نے بھی اپنائی اور ''سہل'' نام میں انکساری اور نرمی کو بنیاد بنا کر تغییر اسم کا منکر ہو گیا، جبکہ اسے معلوم ہی نہیں کہ ''من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ'' ترجمہ: جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے یعنی جھک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتے ہیں، یقیناً وہ اس نام کو اپنا کر حزونت و مصیبت والی حیات سے چھٹکارا پا لیتے ہیں لیکن وہ ''حزن'' نام ہی پر مصر رہے، تو ابن المسیب فرماتے ہیں کہ ان کے جانے کے بعد آج تک ان کی اولاد میں بھی حزونت اور صعوبت خُلق کا اثر ہے۔ (المرقاۃ)

معلوم ہوا کہ نام ذات کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے کچھ عارضی اثر لیکر مابعد میں مؤثر ہوتی ہے اسلئے بطور احتیاط پرہیز ضروری ہے، اس کے علاوہ یہاں اولاد میں اس حزونت کا تعدیہ رسول اللہ کے مکروہ نام کو اپنانے اور محمود نام کو ٹھکرانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

جہالت کی علامت

اسی طرح ایسے نام بھی سننے میں آتے ہیں جس کا مفہوم بظاہر ذو احتمالین ہے، جیسے

لڑکی کا نام ''من تشاءَ'' جو لفظ اور معنی کے اعتبار سے تو صحیح ہے لیکن مفہوم ناشائستہ[1] ہے، اسی طرح ''نسیقول'' بھی لڑکے کا نام ہے، یہ سب جہالت پر مبنی ہیں کہ قرآن کا کوئی بھی لفظ اس کے ظاہری ومعنوی ادراکات کے بغیر بدون رجوع عالم ومفتی (صاحب علم) چسپا کرلیا جائے اور اسے اسمائے قرآنی کہا جائے۔

نام میں عمدگی کی پہچان

اسلئے ایسے نام کا انتخاب عمل میں لایا جائے جو لفظ ومعنی اور مفہوم شرعی کی رو سے درست بلکہ عمدہ ہو اور اظہار وعاجزی کا خوب ثبوت دیتی ہو، جیسے عبداللہ وعبدالرحمٰن، اسی بنیاد پر اسماء انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ عنداللہ محبوب یہی دو اسم ہیں کہ ان میں بندہ کی عبودیت اور خالق کی معبودیت کا بے پناہ اظہار ہے۔

(۱) میری رائے ہے کہ اس نام میں قدرے تفصیل سے مفہوم کو سمجھ لیا جائے۔

''من تشاءَ'' اس نام میں جو فعل کا صیغہ ہے اس میں ضمیر یا تو مؤنث کی ہے یا مذکر کی، اگر مؤنث کی ہے تو اس کے معنی ہیں ''جس شخص کو خود لڑکی پسند کرے'' تو اس نام ہی سے لڑکی کے ہاتھ میں اس کی زندگی تھمائی جارہی ہے یعنی آزادانہ خیال میں بے لگام چھوڑا جارہا ہے۔

اور اگر ضمیر مخاطب ضمیر کی ہے تو معنی ہوگا ''جس کو تم (مرد) پسند کرتے ہو'' اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ نام لڑکی کا ہے اور ضمیر مذکر مراد لی جارہی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کسی لڑکے کو اتفاقاً ''من تشاءَ'' نام ہی کی لڑکی پسند آئی اور شادی کیلئے اُس لڑکے کے والد اُس کی پسندیدہ لڑکی کا نام معلوم کریں تو جواب دیگا ''من تشاءَ'' (جو لڑکی کا نام ہے) لیکن اگر معنی کی طرف نظر کریں تو معنی یہ ہوگا کہ لڑکا اپنے والد سے کہتا ہے ''من تشاءَ'' یعنی وہ لڑکی جس کو آپ پسند کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ والد کی پسندیدہ عورت خود اُس کی ماں ہے جس سے شادی کیلئے تیار ہے، اس کے برعکس ایک صحیح مفہوم یہ بھی نکل سکتا ہے اور اس کی بنیاد پر اس نام کو درست بھی کہ سکتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ اسی لفظ ''من تشاءَ'' کے معنی میں مفہوم کے لحاظ سے توسیع کی جائے اور یہ عبارت بنائی جائے ''من تشاء لی'' میں اس لڑکی سے شادی کروں گا جس کو آپ میرے لئے پسند کریں، یعنی آپ کی پسند پر میں راضی ہوں۔

مگر اس جواب کو پہلے جواب سے توڑا جاسکتا ہے کہ اس میں ضمیر مذکر مراد لی گئی ہے جبکہ نام لڑکی کا ہے، دوسری خرابی پورے مفہوم کو بروئے کار لانے میں محذوف ماننا پڑتا ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب اتنی الجھن ہے تو اس طرح کے نام ہی سے گریز کیا جائے۔

چنانچہ طبرانی نے ابوالزہیر الثقفی سے مرفوعاً نقل کیا ہے:''اِذا سَمَّیْتُمْ فَعَبِّدُوْا'' اور''عَبِّدُوْا''کا مطلب خود زبان شارع سے یہ ہے ''أي أنسِبُوْا عُبُوْدِيَّتَهُمْ اِلٰى اَسْمَاءِ اللّٰهِ'' اور ایسے اسماء عبدالرحیم اور عبدالملک وغیرہ ہیں، اب اگر کوئی عبدالحارث و عبدالنبی وغیرہ نام رکھیں تو جائز نہیں کیونکہ اس میں خالق کی عبودیت کا اعتراف نہیں بلکہ انکار اور شرک کرنا لازم آتا ہے۔

شریعت میں حسن اسماء کی مرتب فہرست کا فقدان

اب سوال یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسن اسماء کے انتخاب کی تلقین تو فرمائی لیکن اس کی کوئی مرتب فہرست جاری نہیں کی؟

دراصل یہ مقصد بعثت انبیاء بھی نہیں، دوسری بات اس کا جمع کرنا ممکن بھی نہیں کیونکہ اس کا احصاء مشکل ہے، اسلئے کہ یہ لامتناہی شی ہے، اور اگر اس کی فہرست ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھی کہ غیر متناہی کا احاطہ کر کے کسی فہرست میں جمع کر دیا جائے، تو یہ لازم آتا کہ لامتناہی کے احاطے کی سعی لاحاصل انجام دی گئی ہے یا اس کو متناہی بنانے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ باطل ہے، اور اگر چند اسماء ہوتے جن کو امثال کا نام دیدیا جاتا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر متناہی اسماء میں سے بطور مثال چند اسماء اپنی پسند کے موافق ذکر کیے ہیں، تو اس کی چنداں حاجت نہیں ہے کہ تمام صحابہ کرام کے اسماء منتخبہ اس کیلئے کافی ہیں اور جو اسماء صحابہ کرام کے منتخب ہوں تو اس کی عمدگی میں شک اور تردد کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اسلئے صحابی کے نام، راویوں کے نام، تابعین و تبع تابعین کے نام اور معنوی لحاظ سے اچھے نام رکھے جائیں، جس سے ان حضرات رضی اللہ عنہم کی صفات اس مسمیٰ بہ میں منتقل ہو سکے اور وہ فلاح دارین سے مزین ہو سکے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ تفصیل اور تغییر اسماء کے واقعات سے معلوم ہوا کہ ابتدا

ہی میں ذو معنی اور حسن اسم کی تجویز ہونی چاہئے اور اگر تجدد پسندی وغیرہ کے شوق میں محتمل معنی والا اسم، جس سے ذہن کا تبادر ایسے معنی کی طرف ہو رہا ہو جو کسی نوع کی شناعت لئے ہوئے ہے، جیسا کہ تکبر کا اظہار ہو، خزونت و مصیبت اور عسر کا ثبوت دیتی ہو، کسی افضل کو ترک کرنا لازم آتا ہو جس کی وجہ سے رسولِ کریم نے اس سے منع کیا ہو یا ترکیبی و معنوی اعتبار سے درست نہ ہو تو اُسے تبدیل کر لینا چاہئے ورنہ صدیوں یہ غلطی آپ کی طرف منسوب ہوتی رہے گی۔

بچوں کے نام کن کے ناموں پر رکھیں

دین اسلام نے قرآن وحدیث میں اچھے نام رکھنے کی فضیلت واہمیت کو ذکر کیا ہے، اور اسے تمام ناموں میں اچھے نام اختیار کرنے کی ترجیح دی ہے، علماء کرام نے بھی اچھے نام رکھنے کے متعلق عوام الناس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں متنبہ کیا ہے، اور رب ذوالجلال اچھے نام رکھنے سے خوش ہوتے ہیں۔

تو آیئے! مصادر شرعیہ، احادیث نبویہ، علماء کرام واساتذہ کرام اور مربیان کرام کے اقوال وآرا کی طرف کی روشنی ڈالیں اور یہ معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کن ناموں کو پسند کرتے ہیں اور کن ناموں کو ترجیح دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ نام کا دیتا ہے اس لئے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔ (الجامع الکبیر للسیوطی)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے: صحابہ کرام نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! ہم نے یہ جان لیا کہ بچے پر باپ کا کیا حق ہے، اب (آپ بتائیں کہ) باپ پر بچے کا کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ (باپ پر بچے کا یہ حق ہے کہ) اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو حسن وادب سے آراستہ کرے۔ (شعب الایمان)

مندرجہ ذیل چھ قسم کے ناموں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔اسماء الحسنیٰ (اللہ تبارک وتعالیٰ کے ناموں میں عبد یا امۃ لگا کر بنائے گئے اسماء)
۲۔اسماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
۳۔اسماء صحابہ وصحابیات
۴۔اسماء رواویین ،تابعین۔
۵۔معنوی لحاظ سے عمدہ اور اچھے نام

اسماء الحسنیٰ

یعنی وہ نام جو اللہ تعالیٰ کے ناموں پر عبد یا امۃ لگا کر بنائے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نام بہت ہی زیادہ پسندیدہ ہے کیوں کہ یہ خود ذاتِ باری تعالیٰ کے نام ہیں، چوں کہ عبد یا امۃ کی ان کی جانب اضافت کی گئی ہے، بایں معنی یہ بھی حسن اسماء ہیں، ان میں بندہ کی عبدیت اور بندگی، عاجزی وانکساری کا اعلان ہے۔(فتح الباری) اسلئے حدیث پاک میں ہے:"اِنَّ اَحَبَّ اَسمَائِکُم اِلَی اللّٰہِ عَبدُ اللّٰہِ وَعَبدُ الرَّحمٰنَ" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سے سب زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے، دوسری جگہ:"اِذَا سَمَّیتُم فَعَبِّدُوا" ترجمہ: جب تم نام رکھوتو عبدیت کا اظہار کرو، چنانچہ اسماء الٰہی پر امۃ لگا کر بچیوں کے بھی نام رکھنے چاہئیں، مثلاً عبدالرحمٰن، امۃ الرحمٰن، عبدالرحیم، امۃ الرحیم۔

دورحاضر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ناموں سے قبل عبد لگا کر بچوں کا نام رکھنے کا عام رواج تو پایا جاتا ہے مگر"امۃ" لگا کر بچیوں کے نام رکھنے کا رواج نہ کے برابر ہے، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرہ میں پھیلے ہوئے غلط اور غیر اسلامی ناموں کے بجائے ایسے ناموں کو رواج دیا جائے جو آگے ذکر کئے گئے ہیں، اسی طرح آج کے دور میں لوگوں کو نئے نئے ناموں کا شوق ہوتا ہے چونکہ جو اسماء آگے آرہے ہیں ان کا عام رواج نہیں ہے، اس حیثیت سے وہ نام نئے ہوئے اور شرعی نقطہ نظر سے بھی اچھے بلکہ

ناموں کے بادشاہ ہیں اور ان ناموں کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اسی طرح بعض حضرات ان ناموں کو پکارنے میں ایک غلطی کرتے ہیں اور عبد کو حذف کر کے پکارتے ہیں مثلاً عبدالملک، عبدالغفار تو عبد کو حذف کر کے ملک اور غفار پکارتے ہیں یہ بالکل غلط اور گناہ کی بات ہے اور جتنی دفعہ اس نام کو پکاریں گے تو اتنی ہی مرتبہ گناہ ہوگا، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ناقص نام کو پکارنے کے بجائے ''عبدیت'' کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ومحبوبیت حاصل کریں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام کی فضیلت

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں کیلئے رہبر اور امام بنا کر بھیجے گئے، تاکہ لوگوں کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف بلائیں اور افضل واکرم ومقدس اور محترم کوئی ذات ہے تو وہ انبیاء کی مبارک ذات ہے، تمام انبیاء کی زندگی کا ایک ایک پہلو ہمارے لئے قابل تقلید اور مشعل راہ ہے وہ (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ کے حقیقی اور مقرب بندے ہیں، ایسی مقدس ذات جن کی زندگی کا ہر گوشہ ہر پہلو تمام عیوب سے پاک ہے اور ان کے نام بہت ہی زیادہ بابرکت وپسندیدہ ہے، تبھی تو باری تعالیٰ نے قرآن مقدس میں جگہ جگہ ان کا ذکر کیا ہے: ''وَ ذَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ. وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا'' (سورہ انعام:۸۵) اور دوسری جگہ ''وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ الخ.'' (سورہ نساء:۶۳)

بہر کیف جس نام کو باری تعالیٰ نے پسند کیا اور كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ کا پروانہ دے دیا، ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے گھر اور معاشرے میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں کو رواج دیں، حدیث شریف میں بھی اس کا ذکر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ'' انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو، آپ ﷺ نے بذات خود اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا جو کہ ایک جلیل القدر نبی ہیں، اسی طرح حضرت علی کرم

اللہ وجہہ نے بھی اپنے بیٹے کا نام (جو کہ اسماء بنت عمیسؓ کے بطن سے پیدا ہوئے) تحیٰ رکھا جو معرکۂ کربلا میں اپنے بھائی امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہو گئے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کی فضیلت

حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ نے حضرت مغیرہؓ سے فرمایا: "اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ" وہ لوگ (بنی اسرائیل) اپنے نبیوں اور پچھلے صالحین کے ناموں پر اپنے نام رکھتے تھے۔ ترمذی ج ۲/ص ۱۴۸/

ہمیں بھی چاہئے کہ انبیاء، صحابہ کرامؓ اور صالحین کے ناموں پر نام رکھیں، جنہوں نے صحابہ جیسی مبارک ہستی آپ ﷺ کی صحبت میں رہے اور اپنی آنکھوں سے حضور کے چہرۂ مبارک دیکھا اور اپنے کانوں سے قرآن وحدیث کی باتیں سنیں۔

المختصر! یہ ایک سلم حقیقت ہے کہ انبیاء کے بعد اگر کسی کا مقام ومرتبہ ہے تو وہ صحابہ کا ہے، حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْم. فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ" ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں کسی ایک کی بھی اتباع کرلو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے، اسی طرح باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کا پروانہ دیدیا، ان میں بہت سے نام ایسے ہیں جن کو آپ ﷺ نے خود رکھا اسلئے ہمیں بھی چاہئے کہ ان ناموں کو اختیار کریں۔

اصحاب بدر کے نام اور انکی فضیلت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چنیدہ اور مقدس جماعت عطا فرمائی تھی، جن کو امت مسلمہ حضرات صحابہ کرامؓ کے مبارک نام سے یاد کرتی ہے۔ یہ وہ مقدس جماعت ہے جنہوں نے اعلی کلمۃ اللہ کی خاطر جان، مال، وقت، صلاحیت کھپا کر اللہ کی خاطر بارگاہِ ایزدی میں رضی اللہ عنہ ورضوعنہ کا تمغۂ امتیاز حاصل

کرلیا۔

اسلام میں حق و باطل کا پہلا معرکہ ''غزوۂ بدر'' ہے قرآن مجید نے اس غزوہ کو 'یوم الفرقان' قرار دیا ہے جو شخص اس غزوہ میں شامل ہوا وہ 'بدری' کہلایا، اور ان کی تعداد میں روایات مختلف ہیں اور مشہور تعداد بروایت حضرت ابن عباسؓ تین سو تیرہؓ (۳۱۳) ہیں۔ (مسند احمد، طبرانی)

یوں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت اونچا ہے البتہ شُرکاء بدر کی قربانی اور جاں نثاری کی وجہ سے بارگاہِ رسالت سے ان حضرات کو امتیازی فضیلت حاصل ہوگئی ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب ابن ابی بلتعہؓ کے قصہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''لَعَلَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَ اِلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وُجِبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ'' ترجمہ: تحقیق کہ اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو جنت تمہارے لئے واجب ہوچکی ہے، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے مشائخ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں اسمائے بدریین کے ذکر کے وقت دعاء قبول ہوتی ہے، اور بارہاں اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ (زرقانی، ج ۱/ص ۳۰۹/، بحوالہ سیرت مصطفیٰ)

حضرت جعفر ابن عبداللہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی بندہ اہل بدر کے اسماء کے ساتھ دعاء مانگتا ہے تو اس وقت مغفرت، رحمت، برکت، رضا اور رضوان اُس بندہ کو گھیر لیتی ہے۔ (مظاہر حق) عصر حاضر میں امت مسلمہ جس زوال اور انحطاط کا شکار ہے اس کی ایک بنیادی وجہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت و کردار سے بُعد و دوری ہے۔

لہٰذا رضائے الٰہی اور حصول برکت کے لئے ''اصحاب بدر'' کے اسماء نقل کئے گئے ہیں تاکہ امت ان مبارک ہستیوں کے مبارک اسماء سے عمومی طور پر باخبر ہو۔

بچوں کے معنوی لحاظ سے عمدہ اور اچھے نام

مذکورہ قسم کے ناموں کے علاوہ چند پیارے نام ہیں جو معنوی لحاظ سے اچھے اور عمدہ ہیں حدیث شریف میں علی الاطلاق اچھے ناموں کا حکم دیا گیا ہے، ایک حدیث میں ہے: قیامت کے دن تم اپنے آباء (والد) کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا تم اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد) اسی طریقہ سے جو بچوں اور بچیوں کے پیارے نام ذکر کیے گئے ہیں وہ صیغہ عربیہ کے مادے اور مشتقات کے تعاون سے نکالے گئے ہیں، مثلاً قرآن کا ایک لفظ ''سَعِیْدٌ'' ہے، تو اس کا مادہ ''سَعَدٌ'' مشتق ''مَسْعُوْد'' اسم مفعول ''اَسْعَدُ'' اسم تفضیل ''سَعُوْد'' صیغہ صفت ''سُعَاد'' وزن جمع تکسیر وغیرہ علیٰ ہٰذا الترتیب نکالے گئے ہیں، یہاں مختصراً جمع کردیا گیا ہے، صاحب علم معنی ومفہوم کی صحت کا التزام رکھتے ہوئے قرآن سے اخذ کرسکتے ہیں۔

نوٹ: احقر نے اس عنوان کا نام اسمائے قرآنی (مذکرومؤنث) رکھا تھا لیکن استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری نے مشورہ دیا کہ اس عنوان کو بدل کر کوئی دوسرا عنوان قائم کریں۔

انگریزی میں نام لکھنے کی وجہ: بعض حضرات انگریزی کی اسپیلنگ میں غلطی کرتے ہیں اور جب ان سے صحیح نام لکھنے یا بولنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ شناختی کارڈ وغیرہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ ان میں ایسے ہی نام درج ہے مثلاً Zeenat/Zubair یہ صحیح ہے لیکن لوگ اسے بگاڑ کر Jeenat/jubair لکھتے اور بولتے ہیں یہ سراسر جہالت کی علامت ہے، اسلئے اس غلطی کا ازالہ کیا جائے اور صحیح تلفظ کے ساتھ نام لکھنے و بولنے کا رواج دیا جائے۔

اسماء الحسنٰی میں عبد امۃ لگا کر بنائے گئے اسماء

Name	نام	امۃ/عبد	Name	نام	امۃ/عبد
Rehman	الرحمٰن	امۃ/عبد	Allah	اللہ	امۃ/عبد
Malik	الملک	امۃ/عبد	Raheem	الرحیم	امۃ/عبد
Salam	السلام	امۃ/عبد	Quddoos	القدوس	امۃ/عبد
Muhaimin	المہیمن	امۃ/عبد	Momin	المؤمن	امۃ/عبد
Jabbar	الجبار	امۃ/عبد	Aziz	العزیز	امۃ/عبد
Khaliq	الخالق	امۃ/عبد	Mutakabbir	المتکبر	امۃ/عبد
Musawwir	المصور	امۃ/عبد	Baree	الباری	امۃ/عبد
Qahhar	القہار	امۃ/عبد	Ghaffar	الغفار	امۃ/عبد
Razzaq	الرزاق	امۃ/عبد	Wahhab	الوہاب	امۃ/عبد
Aleem	العلیم	امۃ/عبد	Fattah	الفتاح	امۃ/عبد
Basit	الباسط	امۃ/عبد	Qabiz	القابض	امۃ/عبد
Raafe	الرافع	امۃ/عبد	Khafiz	الخافض	امۃ/عبد
Muzill	المذل	امۃ/عبد	Muezz	المعز	امۃ/عبد
Baseer	البصیر	امۃ/عبد	Samee	السمیع	امۃ/عبد
Adal	العدل	امۃ/عبد	Hakam	الحکم	امۃ/عبد
Khabeer	الخبیر	امۃ/عبد	Lateef	اللطیف	امۃ/عبد
Azeem	العظیم	امۃ/عبد	Haleem	الحلیم	امۃ/عبد
Shakoor	الشکور	امۃ/عبد	Ghafoor	الغفور	امۃ/عبد

Kabeer	الکبیر	امۃ/عبد	Alaa	العلی	امۃ/عبد
Muqeet	المقیت	امۃ/عبد	Hafeez	الحفیظ	امۃ/عبد
Jaleel	الجلیل	امۃ/عبد	Haseeb	الحسیب	امۃ/عبد
Raqeeb	الرقیب	امۃ/عبد	Kareem	الکریم	امۃ/عبد
Waase	الواسع	امۃ/عبد	Mujeeb	المجیب	امۃ/عبد
Wadood	الودود	امۃ/عبد	Hakeem	الحکیم	امۃ/عبد
Baais	الباعث	امۃ/عبد	Majeed	المجید	امۃ/عبد
Haq	الحق	امۃ/عبد	Shaheed	الشہید	امۃ/عبد
Qawi	القوی	امۃ/عبد	Wakeel	الوکیل	امۃ/عبد
Wali	الولی	امۃ/عبد	Mateen	المتین	امۃ/عبد
Muhassa	المحصی	امۃ/عبد	Hameed	الحمید	امۃ/عبد
Mueed	المعید	امۃ/عبد	Mubdi	المبدی	امۃ/عبد
Mumayyit	الممیت	امۃ/عبد	Muhee	المحی	امۃ/عبد
Qayyum	القیوم	امۃ/عبد	Hai	الحی	امۃ/عبد
Majid	الماجد	امۃ/عبد	Wajid	الواجد	امۃ/عبد
Ahad	الاحد	امۃ/عبد	Wahid	الواحد	امۃ/عبد
Qadir	القادر	امۃ/عبد	Samad	الصمد	امۃ/عبد
Muqaddam	المقدم	امۃ/عبد	Muqtadir	المقتدر	امۃ/عبد
Awwal	الاول	امۃ/عبد	Muakhkhar	المؤخر	امۃ/عبد
Zahir	الظاہر	امۃ/عبد	Aakhir	الآخر	امۃ/عبد
Waali	الوالی	امۃ/عبد	Batin	الباطن	امۃ/عبد

امۃ/عبد	المتعالی	Mutaali	امۃ/عبد	البر	Birr
امۃ/عبد	التواب	Tawwab	امۃ/عبد	المنتقم	Muntaqim
امۃ/عبد	العفو	Afu	امۃ/عبد	الرؤف	Raoof
امۃ/عبد	مالک الملک	Malik	امۃ/عبد	ذوالجلال والاکرام	Zuljalal
امۃ/عبد	المقسط	Muqsit	امۃ/عبد	الجامع	Jaame
امۃ/عبد	الغنی	Ghani	امۃ/عبد	المغنی	Mughni
امۃ/عبد	المانع	Maane	امۃ/عبد	الضار	Zaarr
امۃ/عبد	النافع	Naafe	امۃ/عبد	النور	Noor
امۃ/عبد	الہادی	Hadi	امۃ/عبد	البدیع	Badee
امۃ/عبد	الباقی	Baqi	امۃ/عبد	الوارث	Waris
امۃ/عبد	الرشید	Rasheed	امۃ/عبد	الصبور	Sabboor
امۃ/عبد	الخلاق	Khallaq	امۃ/عبد	المحیط	Muheet
امۃ/عبد	القدیر	Qadeer	امۃ/عبد	المولی	Maula
امۃ/عبد	النصیر	Naseer	امۃ/عبد	القریب	Qareeb
امۃ/عبد	المبین	Mubeen	امۃ/عبد	الشدید	Shadeed
امۃ/عبد	القاہر	Qahir	امۃ/عبد	الکافی	Kafee
امۃ/عبد	الشاکر	Shakir	امۃ/عبد	المستعان	Mustaan
امۃ/عبد	الفاطر	Fatir	امۃ/عبد	الغافر	Ghafir
امۃ/عبد	الغالب	Ghalib	امۃ/عبد	العالم	Aalim
امۃ/عبد	الرفیع	Rafee	امۃ/عبد	الحافظ	Hafiz
امۃ/عبد	القالم	Qalim	امۃ/عبد	الملیک	Maleek

امۃ/عبد	الاکرام	Ikram	امۃ/عبد	الاعلی	Aala
امۃ/عبد	الحفی	Hafee	امۃ/عبد	الرب	Rab
امۃ/عبد	الالٰہ	Aaliha			

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ (سو میں ایک کم) نام ہیں، جو ان کو یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

اسمائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

انبیاء کے بارے میں جو اقوال ہیں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اس دنیا میں آئے لیکن تمام انبیاء کے نام محفوظ نہیں اور نہ ہی قرآن و حدیث میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے ناموں کا وجود ملتا ہے، احقر کی رائے یہ ہے کہ تمام انبیاء کے نام اور ان کے واقعات تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی، اسلئے ان کی حفاظت کا بندوبست بھی نہ کیا گیا، اسی طرح قرآن کا اپنا ایک اسلوب ہے جس میں واقعات کو اجمالی طور پر بیان کیا جاتا ہے اور وہ بھی اسلئے کہ اسکے مفاہیم انسانیت کیلئے نمونۂ عمل بن سکے، اگر قرآن کا اسلوب کسی معجم کی صورت میں ہوتا تو شاید و باید پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام لے کر آخری نبی تاجدارِ مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کے نام و واقعات درج کردئے جاتے لیکن ایسی صورت میں قرآن اپنی فصاحت و بلاغت کھو دیتا، اور وہ ایک معجم کی صورت میں قصہ و کہانیوں کی صورت میں پڑھی جاتی۔

چند نام مندرجہ ذیل ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔

نام	Name	نام	Name	نام	Name
آدم	Aadam	اسماعیل	Ismaail	ابراہیم	Ibrahim
اسحاق	Ishaq	ایوب	Ayyub	داؤد	Daud

Shuaib	شعیب	Sulaiman	سلیمان	Zakriyya	زکریا
Yahya	یحیٰ	Moosa	موسیٰ	Saleh	صالح
Yusuf	یوسف	Yunus	یونس	Yaqoob	یعقوب
Daniyal	دانیال	Luqman	لقمان	Haroon	ہارون
Zulkifl	ذوالکفل	Ilyas	الیاس	Idrees	ادریس
Isa	عیسیٰ	Uzair	عزیر	Shees	شیث
Yasa	یسع	Nooh	نوح	Loot	لوط
Muhammad	محمد	Hood	ہود	Yusha	یوشع

اسمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Ahmad	احمد	Ahsan	احسن	Ajwad	اجود
Akram	اکرم	Ashja	اشجع	Azhar	ازہر
Ameen	امین	Naahi	ناہی	Aamir	عامریٰ
Baleegh	بلیغ	Baseer	بصیر	Basheer	بشیر
Hafiz	حافظ	Jawwad	جوّاد	Taqee	تقی
Habeeb	حبیب	H. Rehman	حبیب الرحمٰن	Hamid	حامد
Hafeez	حفیظ	Haseeb	حسیب	Habeebullah	حبیب اللہ
Hammad	حماد	Haleem	حلیم	Hakeem	حکیم
Khaze	خاضع	Khashe	خاشع	Haneef	حنیف

خلیل	Khaleel	خلیل الرحمٰن	Kh. Rehman	خلیل اللہ	Khaleelullah
داعی	Daee	ذاکر	Zakir	ذکراللہ	Zikrullah
راضی	Raazi	راغب	Raghib	رافع	Raafe
رحیم	Raheem	رشید	Rasheed	رؤوف	Rauf
زاہد	Zahid	زکی	Zakee	ساجد	Sajid
سعید	Saeed	سعداللہ	Saad-ullah	سمیع	Samee
سلام	Salam	سیف اللہ	Saif-ullah	شاکر	Shakir
شاہد	Shahid	شکور	Shakoor	شہید	Shaheed
صابر	Sabir	ضحاک	Zihak	طاہر	Tahir
طیب	Tayyib	ظفور	Zafoor	عابد	Aabid
عادل	Aadil	عظیم	Azeem	عالم	Aalim
عامل	Aamil	عزیز	Aziz	علی	Ali
غنی	Ghani	فاتح	Faate	فارِق	Fariq
فاروق	Farooq	فصیح	Faseeh	فضل اللہ	Fazlullah
قاسم	Qasim	قانت	Qanit	قمر	Qamar
کریم	Kareem	ماجد	Majid	مامون	Mamoon
مبارک	Mubarak	مبشر	Mubashshir	مبلغ	Muballigh
متقی	Muttaqi	مجیب	Mujeeb	محفوظ	Mahfooz
محمد	Muhammad	محمود	Mahmood	مدثر	Muddassir
مذکر	Muzzakkir	مزمل	Muzzammil	مسبح	Musabbih
مستقیم	Mustaqeem	مشیر	Musheer	مصباح	Misbah

Mutee	مطیع	Mutahhir	مطہر	Muslih	مصلح
Munzir	منذر	Mukarram	مکرم	Muzaffar	مظفر
Muneer	منیر	Muneeb	منیب	Mansoor	منصور
Nematullah	نعمت اللہ	Naaseh	ناصح	Mahdee	مہدی
		Walee	ولی	Wajeeh	وجیہ

اسمائے بدریین

Name	نام	Name	نام
Abu Kabsha	ابو کبشہ فارسی (مولیٰ)	Abu Bakar	ابو بکر صدیقؓ
Abu Huzaifa	ابو حذیفہ بن عتبہؓ	Abu Marsad	ابو مرثد کناز بن حصینؓ
Abu Salma	ابو سلمہ بن عبد الاسدؓ	Abu Sinan	ابو سنان بن محصنؓ
Abu Ubaida	ابو عبیدہ بن جراحؓ	Abu Sabura	ابو سبرہ بن ابی رحمؓ
Abu Abs	ابو عبس بن جبیرؓ	Abu Haisam	ابو ہیثم بن تیہانؓ
Abu Lubaba	ابو لبابہ بن عبد المنذرؓ	Abu Burda	ابو بردہ بانی بن نیارؓ
Abu Duhna	ابو دحنہ بن ثابتؓ	Abu Ziyah	ابو ضیاح بن ثابتؓ
Abu Munzir	ابو منذر یزید بن عامرؓ	Abu Usaid	ابو اسید مالک بن ربیعؓ
AbuKhuzaima	ابو خزیمہ بن اوسؓ	Abu Yaseer	ابو یسر کعب بن عمروؓ
Abu Talha	ابو طلحہ زید بن سہلؓ	Abu Hamra	ابو حمراء مولیٰ حارثؓ
Abu Aqeel	ابو عقیل بن عبد اللہؓ	Abu Sulait	ابو سلیط بن عمروؓ
Abu Aawar	ابو اعور بن حارثؓ	Abu Zaid	ابو زید قیس بن سکنؓ

Abu Dujana	ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ	Abu Daood	ابوداؤد عمیر بن عامرؓ
Umar	عمر بن خطابؓ	Abu Shaikh	ابوشیخ ابی بن ثابتؓ
Ali	علی بن ابی طالبؓ	Usman	عثمان بن عفانؓ
Zaid	زید بن حارثہؓ	Hamza	حمزہ بن عبدالمطلبؓ
Marsad	مرثد بن ابی مرثدؓ	Ansa	انسہ حبشی (مولیٰ رسولؐ)
Tufail	طفیل بن حارثؓ	Ubaida	عبیدہ بن حارثؓ
Mistah	مسطح عوف بن اثاثہؓ	Hussain	حسین بن حارثؓ
Sabeeh	صبیح مولیٰ ابی العاص امیہؓ	Salim	سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ
Ukasha	عکاشہ بن محصنؓ	Abdullah	عبداللہ بن جحشؓ
Uqbah	عقبہ بن وہبؓ	Shujaa	شجاع بن وہبؓ
Sinan	سنان بن ابی سنانؓ	Yazeed	یزید بن رقیشؓ
Rabeea	ربیعہ بن اکثمؓ	Mahraz	محرز بن نھلہؓ
Maalik	مالک بن عمروؓ	Saqaf	ثقف بن عمروؓ
Suwaid	سوید بن مخشیؓ	Madlaj	مدلج بن عمروؓ
Khabbab	خباب مولیٰ عتبہ بن غزوانؓ	Utbah	عتبہ بن غزوانؓ
Haatib	حاطب بن ابی بلتعہؓ	Zubair	زبیر بن عوامؓ
Musab	مصعب بن عمیرؓ	Saad	سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہؓ
A. Rahman	عبدالرحمٰن بن عوفؓ	Suwaibit	سویبط بن سعدؓ
Umair	عمیر بن ابی وقاصؓ	Saad	سعد بن ابی وقاصؓ
Abdullah	عبداللہ بن مسعودؓ	Miqdad	مقداد بن عمروؓ
Zul-Shimalain	ذوالشمالین بن عبد عمرؓ	Masood	مسعود بن ربیعہؓ

Bilal	بلال بن رباح مولی ابوبکرؓ	Khabbab	خباب بن الارتؓ
Suhaib	صہیب بن سنان رومیؓ	Aamir	عامر بن فہیرہؓ
Shimas	شماس بن عثمانؓ	Talha	طلحہ بن عبیداللہؓ
Ammar	عمار بن یاسرؓ	Arqam	ارقم بن ابی الارقمؓ
Zaid	زید بن الخطابؓ	Mautab	معتب بن عوفؓ
Umar	عمر بن سراقہؓ	Mahja	مھجع مولی عمر بن خطابؓ
Waqid	واقد بن عبداللہؓ	Abdullah	عبداللہ بن سراقہؓ
Maalik	مالک بن ابی خولیؓ	Khaula	خولی بن ابی خولیؓ
Aamir	عامر بن بکیرؓ	Aamir	عامر بن ربیعہؓ
Khalid	خالد بن بکیرؓ	Aaqil	عاقل بن بکیرؓ
Saeed	سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیلؓ	Ayaas	ایاس بن بکیرؓ
Saaib	سائب بن عثمانؓ	Usman	عثمان بن مظعونؓ
Abdullah	عبداللہ بن مظعونؓ	Qudamah	قدامہ بن مظعونؓ
Khunais	خنیس بن حذافہؓ	Maamar	معمر بن حارثؓ
Abdullah	عبداللہ بن سہیل بن عمرؓ	Abdullah	عبداللہ بن مخرمہؓ
Saad	سعد بن خولہؓ	Umair	عمیر بن عوف مولی سہیل بن عمرؓ
Suhail	سہیل بن وہبؓ	Amar	عمرو بن حارثؓ
Amar	عمرو بن ابی سرحؓ	Safwan	صفوان بن وہبؓ
Haatib	حاطب بن عمروؓ	Wahab	وہب بن سعدؓ
Saad	سعد بن معاذؓ	Ayaaz	عیاض بن زہیرؓ
Haris	حارث بن اوس بن معاذؓ	Umar	عمر بن معاذؓ

Saad	سعد بن زیدؓ	Haris	حارث بن انسؓ
Ibaad	عباد بن بشر بن وقشؓ	Salma	سلمہ بن سلامہ بن وقشؓ
Raafe	رافع بن یزیدؓ	Salma	سلمہ بن ثابت بن وقشؓ
Muhammad	محمد بن مسلمہؓ	Haris	حارث بن خزیمہؓ
Ubaid	عبید بن تیہانؓ	Salma	سلمہ بن اسلمؓ
Qatada	قتادہ بن نعمانؓ	Abdullah	عبداللہ بن سہلؓ
Nasar	نصر بن حارثؓ	Ubaidah	عبیدہ بن اوسؓ
Abdullah	عبداللہ بن طارقؓ	Mautab	معتب بن عبیدؓ
Asim	عاصم بن ثابتؓ	Masood	مسعود بن سعدؓ
Amar	عمرو بن معبدؓ	Mautab	معتب بن قشیرؓ
Mubashhir	مبشر بن عبدالمنذرؓ	Sahal	سہل بن حنیفؓ
Saad	سعد بن عبید بن نعمانؓ	Rifaah	رفاعہ بن عبدالمنذرؓ
Raafe	رافع بن عنجدہؓ	Uwaim	عویم بن ساعدہؓ
Salabah	ثعلبہ بن حاطبؓ	Ubaid	عبید بن ابی عبیدؓ
Hatib	حاطب بن عمروؓ	Haris	حارث بن حاطبؓ
Anees	انیس بن قتادہؓ	Asim	عاصم بن عدیؓ
Saabit	ثابت بن اقرمؓ	Maan	معن بن عدیؓ
Zaid	زید بن اسلمؓ	Abdullah	عبداللہ بن سلمہؓ
Abdullah	عبداللہ بن جبیرؓ	Rabee	ربعی بن رافعؓ
Saalim	سالم بن عمیرؓ	Aasim	عاصم بن قیسؓ
Khawwaat	خوات بن جبیر بن نعمانؓ	Haris	حارث بن نعمانؓ

Saad	سعد بن خیثمہؓ	Munzir	منذر بن محمدؓ
Malik	مالک بن قدامہؓ	Munzir	منذر بن قدامہؓ
Tameem	تمیم مولیٰ سعد بن خیثمہؓ	Haris	حارث بن عرفجہؓ
Malik	مالک بن نمیلہؓ	Jabir	جابر بن عتیقؓ
Kharijah	خارجہ بن زیدؓ	Nauman	نعمان بن عصرؓ
Abdullah	عبداللہ بن رواحہؓ	Saad	سعد بن ربیعؓ
Basheer	بشیر بن سعدؓ	Khallad	خلاد بن سویدؓ
Sabee	سبیع بن قیسؓ	Simaak	سماک بن سعدؓ
Abdullah	عبداللہ بن عبسؓ	Ibaad	عباد بن قیسؓ
Khubaib	خبیب بن اسافؓ	Yazeed	یزید بن حارثؓ
Harees	حریث بن زید بن ثعلبہؓ	Abdullah	عبداللہ بن زید بن ثعلبہؓ
Tameem	تمیم بن یعارؓ	Sufyan	سفیان بن بشرؓ
Zaid	زید بن المزینؓ	Abdullah	عبداللہ بن عمیرؓ
Abdullah	عبداللہ بن ربیعؓ	Abdullah	عبداللہ بن عرفطہؓ
Aus	اوس بن خولہؓ	Abdullah	عبداللہ بن عبداللہ بن اُبیؓ
Uqbah	عقبہ بن وہبؓ	Zaid	زید بن ودیعہؓ
Aamir	عامر بن سلمہؓ	Rifaah	رفاعہ بن عمروؓ
Aamir	عامر بن البکیرؓ	Maabad	معبد بن عبادؓ
Ubadah	عبادہ بن صامتؓ	Naufal	نوفل بن عبداللہؓ
Nauman	نعمان بن مالکؓ	Aus	اوس بن صامتؓ
Maalik	مالک بن وخشمؓ	Saabit	ثابت بن ہزالؓ

Rauqa	روقہ بن ایاسؓ	Rabee	ربیع بن ایاسؓ
Majzar	مجذر بن زیادؓ	Amar	عمرو بن ایاسؓ
Nuhaab	نحاب بن ثعلبہؓ	Ibaad	عباد بن خشخاشؓ
Utbah	عتبہ بن ربیعہؓ	Abdullah	عبداللہ بن ثعلبہؓ
Maalik	مالک بن مسعودؓ	Munzir	منذر بن عمروؓ
Kaab	کعب بن جمازؓ	Abdurruba	عبدربہ بن حقؓ
Zayadah	زیادہ بن عمروؓ	Zamrah	ضمرہ بن عمروؓ
Abdullah	عبداللہ بن عامرؓ	Basbas	بسبس بن عمروؓ
Habbaab	حباب بن منذرؓ	Kharaash	خراش بن صمہؓ
Tameem	تمیم مولیٰ خراشؓ	Umair	عمیر بن حمامؓ
Maaz	معاذ بن عمرو بن جموحؓ	Abdullah	عبداللہ بن عمروؓ بن حرامؓ
Khallad	خلاد بن عمرو بن جموحؓ	Muawwiz	معوذ بن عمرو بن جموحؓ
Habeeb	حبیب بن اسودؓ	Uqbah	عقبہ بن عامرؓ
Umair	عمیر بن حارثؓ	Saabit	ثابت بن ثعلبہؓ
Tufail	طفیل بن مالکؓ	Bashar	بشر بن براءؓ
Sinaan	سنان بن صیفیؓ	Tufail	طفیل بن نعمانؓ
Utbah	عتبہ بن عبداللہؓ	Abdullah	عبداللہ بن جد بن قیسؓ
Kharjah	خارجہ بن حمیرؓ	Jabbar	جبار بن صخرؓ
Yazeed	یزید بن منذرؓ	Abdullah	عبداللہ بن حمیرؓ
Abdullah	عبداللہ بن نعمانؓ	Maaqal	معقل بن منذرؓ
Saad	سعد بن زریقؓ	Zihaak	ضحاک بن حارثہؓ

Abdullah	عبداللہ بن قیسؓ	Maabad	معبد بن قیسؓ
Jabir	جابر بن عبداللہ بن ریابؓ	Abdullah	عبداللہ بن منافؓ
Nauman	نعمان بن سنانؓ	Khaleed	خلید بن قیسؓ
Qutbah	قطبہ بن عامرؓ	Saleem	سلیم بن عمروؓ
Abas	عبس بن عامرؓ	Antara	عنترہ مولیٰ سلیم بن عمرؓ
Sahal	سہل بن قیسؓ	Salaba	ثعلبہ بن غنمہؓ
Maaz	معاذ بن جبلؓ	Amar	عمرو بن طلق
Haris	حارث بن قیسؓ	Qais	قیس بن محصنؓ
Saad	سعد بن عثمانؓ	Jabeer	جبیر بن ایاسؓ
Zakwaan	ذکوان بن عبد قیسؓ	Uqbah	عقبہ بن عثمانؓ
Ubad	عباد بن قیسؓ	Masood	مسعود بن خلدہؓ
Faaka	فاکہ بن بشرؓ	Asad	اسعد بن یزیدؓ
Aaiz	عائذ بن ماعصؓ	Maaz	معاذ بن ماعصؓ
Rifaah	رفاعہ بن رافعؓ	Masood	مسعود بن سعدؓ
Ubaid	عبید بن زیدؓ	Khallad	خلاد بن رافعؓ
Farwa	فروہ بن عمروؓ	Zayad	زیاد بن لبیدؓ
Jabla	جبلہ بن ثعلبہؓ	Khalid	خالد بن قیسؓ
Khaleefa	خلیفہ بن عدیؓ	Atiyya	عطیہ بن نویرہؓ
Suraqa	سراقہ بن کعبؓ	Ammarah	عمارہ بن حزمؓ
Saleem	سلیم بن قیسؓ	Harsa	حارثہ بن نعمانؓ
Adee	عدی بن زغباءؓ	Suhail	سہیل بن قیسؓ

Rafe	رافع بن حارثؓ	Masood	مسعود بن اوسؓ
Muawwiz	معوذ بن حارثؓ	Auf	عوف بن حارثؓ
Nauman	نعمان یا نعیمان بن عمرؓ	Maaz	معاذ بن حارثؓ
Abdullah	عبداللہ بن قیسؓ	Aamir	عامر بن مخلدؓ
Wadeeqa	ودیقہ بن عمروؓ	Aseema	عصیمہ اتجعیؓ
Haris	حارث بن صمہؓ	Salaba	ثعلبہ بن عمروؓ
Ubai	ابی بن کعبؓ	Suhail	سہیل بن عتیقؓ
Aus	اوس بن ثابتؓ	Anas	انس بن معاذؓ
Amar	عمرو بن ثعلبہؓ	Harsa	حارثہ بن سراقہؓ
Saabit	ثابت بن خنساءؓ	Sulait	سلیط بن قیسؓ
Mehraz	محرز بن عامرؓ	Aamir	عامر بن امیہؓ
Saleem	سلیم بن ملحانؓ	Sawaad	سواد بن غزیہؓ
Qais	قیس بن صعصعہؓ	Haraam	حرام بن ملحانؓ
Aseema	عصیمہ اسدیؓ	Abdullah	عبداللہ بن کعبؓ
Qais	قیس بن مخلدؓ	Suraqa	سراقہ بن عمروؓ
Sammak	سماک بن عبد عمروؓ	Nauman	نعمان بن عبد عمروؓ
Jabir	جابر بن خالدؓ	Saleem	سلیم بن حارثؓ
Kaab	کعب بن زیدؓ	Saad	سعد بن سہیلؓ
Itbaan	عتبان بن مالکؓ	Bajeer	بجیر بن ابی بجیرؓ
Asma	عصمہ بن حصینؓ	Maleel	ملیل بن دبرہؓ
		Hilal	ہلال بن المعلیؓ

اسماءشہدائے کربلا (۷۲)

Name	نام	Name	نام
Ali	علی بن ...الرّیاحی	Hurra	حُرابن یزید الرّیاحی
Imran	عمران بن کعب الاشجعی	Nuaim	نعیم بن العجلان الانصاری
Qasit	قاسط بن زہیر التغلبی	Hanzala	حنظلہ بن عمر الشیبانی
Kanana	کنانہ بن عتیق التغلبی	Kurdoos	کردوس بن زہیر التغلبی
Zurghama	ضرغامہ بن مالک التغلبی	Umar	عمر بن صبیقہ الضبعی
Saif	سیف بن مالک العبدی	Aamir	عامر بن مسلم العبدی
Majma	مجمع بن عبداللہ العائذی	A. Rehman	عبدالرحمٰن الارحبی
Amar	عمرو بن عبداللہ الجندعی	Hayaan	حیان بن حارث السلمانی
Nauman	نعمان بن عمر الرّاسبی	Hallas	حلاس بن عمر الرّاسبی
Ammar	عمار بن سلامۃ الدالانی	Siwar	سوار بن ابی عمیر المہدانی
Jaballah	جبلّہ بن علی الشیبانی	Zahir	زاہر بن عمر الکندی
Hajjah	حجاج بن بدالتیمی السعدی	Masood	مسعود بن حجاج التیمی
Ammar	عمار بن حسان الطائی	Abdullah	عبداللہ بن بشر الخثعمی
Muslim	مسلم بن کثیر الازدی	Abdullah	عبداللہ بن عمیر الکلبی
Abdullah	عبداللہ بن یزید العبدی	Zuhair	زہیر بن سلیم الازدی
Abdullah	عبداللہ بن عروہ الغفاری	Bashar	بشر بن عمر الکندی
Wahab	وہب بن عبداللہ الکلبی	Bareer	بریر بن خضیر المہدانی

Umaiyya	امیہ بن سعد الطائی	Adham	ادہم بن امیہ العبدی
Umair	عمیر بن عبد اللہ المدحجی	Saad	سعد بن حنظلہ التمیمی
Hilal	ہلال بن نافع البجلی	Muslim	مسلم بن عوسجہ الاسدی
A. Rehman	عبد الرحمٰن بن عبد المزنی	Saeed	سعید بن عبد اللہ الحنفی
Umar	عمر بن قرظۃ الانصاری	Naafe	نافع بن بلال الجملی
Umar	عمر بن خالد الصیر ادی	Jaun	جون بن حوی غلام الغفاری
Suwaid	سوید بن عمر الاتماری	Hanzala	حنظلہ بن اسعد الشبامی
Qurra	قرّہ بن ابی قرّہ الغفاری	Yahya	یحیٰ بن سلیم المازنی
Ziyad	زیاد بن غریب الصائدی	Malik	مالک بن انس المالکی
Hajjaj	حجاج بن مسروق المدحجی	Umar	عمر بن مطاع الجعفی
Habeeb	حبیب بن مظاہر الاسدی	Zuhair	زہیر بن قین البجلی
Anees	انیس بن معقل الاصبحی	Abu Sumama	ابوثمامہ عمرو بن عبد اللہ الصیداوی
Salim	سالم مولیٰ عامر العبدی	Jabir	جابر بن عروہ الغفاری
Amar	عمرو بن جنادہ الانصاری	Janada	جنادہ بن کعب الخزرجی
Aabis	عابس بن شبیب الشاکری	Janada	جنادہ بن الحرث السلمانی
A. Rehman	عبد الرحمٰن بن عروہ الغفاری	Shauzab	شوذب بن عبد اللہ الہمدانی
Yazeed	یزید بن زیاد الہدلی	Hurs	حرث بن امرؤ القیس الکندی
Jundub	جندب بن حجیر الخولانی الکندی	Abu Amar	ابو عمرو النہشلی
Malik	مالک بن عبد اللہ الجابری	Salman	سلمان بن مضارب الانماری

اسمائے راویین صحابہ رضی اللہ عنہم

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Abu Zar	ابوذر	Abu Bakar	ابوبکر	Abu Huraira	ابوہریرہ
Abu A.-Rehman	ابوعبدالرحمٰن	AbuUmama	ابواُمامہ	Abu Saeed	ابوسعید
Abu Qatada	ابوقتادہ	Abu Amra	ابوعَمرہ	Abu Moosa	ابوموسیٰ
Abu Maalik	ابومالک	Abu Salma	ابوسلمہ	Abu Darda	ابودرداء
Abu Juhaifa	ابوجُحیفہ	Abu Saasa	ابوصعصعہ	Abu Ayyub	ابوایوب
Abu Khaira	ابوخَیرہ	Abu Lubaba	ابولُبابہ	Abu Bakra	ابوبکرہ
Abu Masood	ابومسعود	Abu Barza	ابوبَرزہ	Abu Waqid	ابوواقد
Abu Waail	ابووائل	Abu Humaid	ابوحُمید	Abu Rizeen	ابورزین
Abu Kabsha	ابوکبشہ	Abu Khirash	ابوخراش	Abu Raafe	ابورافع
Abu Maryam	ابومریم	Abu Qirsafa	ابوقرصافہ	Abu Abas	ابوعبس
Aus	اوس	Anas	انس	Abu Laila	ابولیلیٰ
Usaid	اسید	Ahwas	احوص	Ayas	ایاس
AGharr	اغرّ	Ahnaf	احنف	Usama	اُسامہ
Baraa	براء	Aswad	اسود	Ahmar	احمر
Sabit	ثابت	Sauban	ثوبان	Buraida	بُریدہ
Jaulan	جولان	Jundub	جُندب	Jabir	جابر
Hanzala	حنظلہ	Huzaifa	حذیفہ	Jubair	جُبیر
Hasan	حسن	Humaid	حُمید	Harisa	حارثہ

Habeeb	حبیب	Haffaf	حفّاف	Hafs	حفص
Khuraim	خُریم	Kharija	خارجہ	Khalid	خالد
Rifaah	رِفاعہ	Ruwaifi	رُویفع	Rbeea	ربیعہ
Zubair	زُبیر	Zirarah	زرارہ	Ruwaiba	رُویبہ
Sufyan	سفیان	Zaid	زید	Zuhair	زُہیر
Sahal	سہل	Saaib	سائب	Samura	سمُرہ
Saad	سعد	Salman	سلمان	Salma	سلمہ
Suhail	سہیل	Sulaiman	سلیمان	Saeed	سعید
Suhaib	صُہیب	Saaleh	صالح	Shaddad	شدّاد
Talha	طلحہ	Safwan	صفوان	Zakhar	صَخر
Umar	عمر	Amar	عمرو	Abdullah	عبداللہ
Usman	عثمان	A. Rehman	عبدالرحمٰن	Abbas	عباس
Ayaaz	عیاض	Itbaan	عِتبان	Ali	علی
Auf	عوف	Irbaz	عِرباض	Ubada	عُبادہ
Utba	عُتبہ	Imran	عمران	Adee	عدی
Ammar	عمار	Urs	عرس	Uqba	عُقبہ
Arfaja	عرفجہ	Alaa	علیٰ	Atiyya	عطیہ
Fuzala	فُضالہ	Fazal	فضل	Alqama	علقمہ
Kaseer	کثیر	Kaab	کعب	Qurra	قُرّہ
Maaz	معاذ	Qais	قیس	Qubas	قباث
Mamar	معمر	Mahmood	محمود	Malik	مالک

Musab	مُصعب	Muneeb	مُنیب	Maqal	معقل
Mutim	مطعم	Muhammad	محمد	Miqdam	مِقدام
Maaiz	ماعز	Maan	مَعْن	Nauman	نعمان
Nawas	نَواس	Waail	وائل	Wasila	واثلہ
Mugaira	مُغیرہ	Naufal	نوفل	Muslim	مُسلم
Yazeed	یزید	Wahshi	وَحشی	Usaira	یُسیرہ
Yaala	یعلیٰ	Hanee	ہانی	Hind	ہند

اسمائے راویین تابعین

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Tameem	تمیم	Abu Bakar	ابوبکر	Abu Salma	ابوسلمہ
Haris	حارث	Jabir	جابر	Sabit	ثابت
Rabee	ربیع	Khallad	خلّاد	Khalid	خالد
Sufyan	سفیان	Zaid	زید	Ziyad	زیاد
Sahal	سہل	Saad	سعد	Saeed	سعید
Safwan	صفوان	Sawaar	سوار	Salma	سلمہ
Adee	عدی	Abdullah	عبداللہ	Umar	عمر
Ali	علی	Usman	عثمان	A.Rehman	عبدالرحمٰن
Ibaad	عباد	Uqbah	عقبہ	Amar	عَمر
Muhammad	محمد	Qais	قیس	Asmah	عصمہ

Nasar	نصر	Musaddad	مسدد	Maaz	معاذ
		Yazeed	یزید	Wahab	وہب

نوٹ: یہ اسماء بدریین صحابہ کے بھی ہیں اگر کوئی ان میں سے نام اختیار کرلے تو نور علی نور۔

Abu Waleed	ابوولید	Abu Abdullah	ابوعبداللہ	Abu Yaman	ابویمان
Abu Mamar	ابومعمر	Abu Nauman	ابونعمان	Abu Nuaim	ابونعیم
Abu Kureb	ابوکریب	Abu Wali	ابوولی	Abu Musab	ابومصعب
Abu Maashar	ابومعشر	Abu Qudama	ابوقدامہ	Abu Asim	ابوعاصم
Abu Rabee	ابوربیع	Abu Muawiya	ابومعاویہ	Abu Mughera	ابومغیرہ
Abu Haseen	ابوحصین	Abu Tauba	ابوتوبہ	Abu Kamil	ابوکامل
Abu Saaleh	ابوصالح	Abu Yaqoob	ابویعقوب	Abu Saur	ابوثور
Abu Marwan	ابومروان	AbuKhaisama	ابوخیثمہ	Abu Zafar	ابوظفر
Abu Ubaid	ابوعبید	Abu Tahir	ابوطاہر	Abu Badar	ابوبدر
Abu Bashar	ابوبشر	Abu Masood	ابومسعود	Abu Yusuf	ابوسیف
Abu Ishaq	ابواسحاق	Abu Ahmad	ابواحمد	Abu Hisham	ابوہشام
Abu Isa	ابوعیسیٰ	Abu Umar	ابوعمر	Abu Ubaida	ابوعبیدہ
Abu Ashas	ابواشعث	Abu Khattab	ابوخطاب	Abu Ammar	ابوعمار
Badal	بدل بن محبّر	Bashar	بشر بن محمد	Abu Huraira	ابوہریرہ
Bundar	بُندار	Bakar	بکر بن خلف	Bayaan	بیان بن عمرو
Jabbarah	جبارہ بن مغلس	Jaafar	جعفر بن مسافر	Sana	ثناء ابن نمیر
Hasan	حسن بن عیسیٰ	Harmee	حرمی بن حفص	Humaidi	حُمیدی
Habban	حبان بن موسیٰ	Hamid	حامد بن عمر	Hafas	حفص بن عمر

Hayat	حیات بن شریح	Hakam	حکم بن نافع	Hassan	حسان بن حسان
Harmala	حرملہ بن یحییٰ	Hameed	حمید بن مسعدہ	Hukaim	حکیم بن سیف
Jaish	جیش بن مبشر	Hatim	حاتم بن نصر	Hausara	حوثرہ بن محمد
Hasheesh	خشیش بن اصرم	Khallad	خلاد بن یحییٰ	Khalid	خالد بن مخلد
Duhaim	دُحیم	Daud	داؤد بن رشید	Khalf	خلف بن ہشام
ZulKhuwaisara	ذوالخویصرہ	Zushshamaleen	ذوالشمالین	Zulbajadeen	ذوالبجادین
Rashid	راشد بن سعید	Rauh	روح بن عبدالمؤمن	Zakwan	ذکوان بن عبد قیس
Rufaah	رُفاعہ بن رافع	Raafe	رافع بن خدیج	Rajaa	رجاء بن مرجا
Ziyad	زیاد بن ایوب	Zuhair	زہیر بن حرب	Zakriyya	زکریا
Shueb	شعیب	Suleman	سلیمان بن حرب	Zaid	زید بن اخرم
Shujaa	شجاع بن مخلد	Shaiban	شیبان بن فروخ	Shihab	شہاب
Sadqah	صدقہ بن فضل	Saltu	صَلتُ بن محمد	Saleh	صالح بن کیسان
Zimad	ضماد بن ثعلبہ	Zirar	ضرار بن ازور	Zihak	ضحاک بن حارثہ
Talha	طلحہ بن عبداللہ	Tufail	طفیل بن حارث	Talq	طلق بن غناد
Abd	عبد	Alqama	علقمہ بن وقاص	Zaheer	ظہیر بن رافع
A. Raheem	عبدالرحیم	Abdan	عبدان	Imran	عمران میسرہ
A. Salam	عبدالسلام بن مطہر	A. Aziz	عبدالعزیز	A. Ahad	عبدالاحد بن دعاء
A. Wahab	عبدالوہاب نزدہ	Ibaad	عباد بن یونس	A. Malik	عبدالملک بن شعیب
A. Waris	عبدالوارث	A. Wahid	عبدالواحد	A. Ala	عبدالاعلیٰ
A. Jabbar	عبدالجبار	A. Quddoos	عبدالقدوس	A. Hameed	عبدالحمید
Farwa	فروہ بن ابی مغرہ	Gailan	غیلان بن سلمہ	Gazeef	غضیف بن حارث

Qais	قیس بن حفص	Qabeesa	قبیصہ بن عقبہ	Fazal	فضل بن یعقوب
Qasim	قاسم بن محمد	Qatn	قطن	Qaani	قعنی
Labeed	لبید بن ربیعہ عامری	Kaseer	کثیر بن عبید	Kurdoos	کردوس بن عبداللہ
Moosa	موسیٰ بن اسمٰعیل	Muslim	مسلم بن ابراہیم	Laqeet	لقیط بن عامر
Muammil	مؤمل بن ہشام	Mahmood	محمود بن غیلان	Makki	مکی بن ابراہیم
Mahdee	مہدی بن حفص	Makhlad	مخلد بن خالد	Musaddad	مسدّد
Muharriz	محرّز بن سلمہ	Majziya	مجزیہ بن سفیان	Musrif	مصرف بن عمرو
Nufla	نُفلہ	Nasar	نصر بن علی	Mujahid	مجاہد بن موسیٰ
Vasil	واصل بن عبدالاعلی	Wahab	وہب بن بقیہ	Naseer	نصیر بن فرج
Haroon	ہارون بن اسحاق	Hudba	ہدبہ بن خالد	Hisham	ہشام بن عروہ
Hilal	ہلال بن بشیر	Haisam	ہیثم بن خالد	Hannad	ہَناد بن سری
Yusuf	یوسف	Yaqoob	یعقوب بن ابراہیم	Yunus	یونس
				Yazeed	یزید بن خالد

اسمائے تابعین

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Abu Furat	ابوفُرت	Abu Mijlaz	ابومجلَز	Abu Jafar	ابوجعفر
Abu Sinan	ابوسنان	Abu Nazra	ابونَضرہ	Abu Hazim	ابوحازم
Abu Minhal	ابومنہال	Abu Ghareef	ابوغریف	Abu Aaliya	ابوعالیہ
Abu Buraida	ابوبُریدہ	Abu Majid	ابوماجد	Abu Matar	ابومَطر

Abu Abdullah	ابوعبداللہ	Abu Sadiq	ابوصادق	Abu Nujaih	ابونجیح
Abu Ghassan	ابوغسّان	Abu Zannad	ابوزنّاد	Abu Maqburi	ابومقبری
Abu Hubaira	ابوہُبَیرہ	Abu Khalid	ابوخالد	Abu Fakhta	ابوفاختہ
Abu Harrah	ابوحَرّہ	Abu Hayyaj	ابوہیّاج	Abu Niyah	ابونیاح
Abu Idrees	ابوادریس	Abu Nuhek	ابونہیک	Abu Ajfah	ابوعجفہ
Itaab	عتاب	Abu Ishaq	ابواسحاق	Abu Ruqa	ابورُقاد
Asbag	اَسْبَغ	Kulaib	کُلیب	Auzai	اوزاعی
Ufarah	عُفرہ	Antrah	عَنترہ	Zabba	ضَبّہ
Yahya	یحیٰ	A. Aziz	عبدالعزیز	Lais	لیث
Naafe	نافع	Mujahid	مجاہد	Maaror	مَعرور
Salim	سالم	Rajaa	رجاء	Bahee	بَہی
Bahriya	بَحرِیہ	Hammam	ہمّام	Abde Kher	عبدِخیر
Zadan	زادان	Zir	زِر	Asmai	اَصمَعی
Waleed	ولید	Qasim	قاسم	Jurmooz	جُرموز
Qaboos	قابوس	Sulaim	سُلیم	Nazzal	نَزّال
Usaid	اُسید	Kinanah	کِنانہ	Usair	اُسیر
Suwair	ثُویر	Zubaid	زُبید	Madan	مَعدان
Shurahbil	شُرحبیل	Imran	عمران	Qasama	قَسامہ
Aun	عَون	Zauhri	زہری	Filfilah	فِلفِلہ
				Kumail	کُمیل

بچوں کے معنوی لحاظ سے عمدہ اور اچھے نام

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Aadam	آدم	Ahmad	احمد	Rehman	رحمٰن
Ibrahim	ابراہیم	Aafaq	آفاق	Aasif	آصف
Ajmal	اجمل	Abrar	ابرار	Ismail	اسماعیل
Az'aan	اذعان	Idrees	ادریس	Akhlaq	اخلاق
Ahsan	احسان	Arshad	ارشد	Irshad	ارشاد
Aslam	اسلم	Ishaq	اسحاق	Ahsan	احسن
Ashar	اشعر	Ishtiyaq	اشتیاق	Asad	اسعد
Ashfaq	اشفاق	Athar	اطہر	Asghar	اصغر
Azhar	اظہر	Izhar	اظہار	Aazam	اعظم
Aijaz	اعجاز	Atyab	اطیب	Iftikhar	افتخار
Akmal	اکمل	Aqdas	اقدس	Iqbal	اقبال
Akram	اکرم	Ikram	اکرام	Akbar	اکبر
Amjad	امجد	Altaf	الطاف	Ilyas	الیاس
Ameen	امین	Imtiyaz	امتیاز	Amaan	امان
Nazar	انظر	Anees	انیس	Anas	انس
Ansar	انصار	Inam	انعام	Anwar	انوار
Israr	اسرار	Ayyub	ایوب	Inzimam	انضمام

Basheer	بشیر	Basit	باسط	Afzal	افضال
Tamjeed	تمجید	Tasleem	تسلیم	Tajammul	تجمل
Tauseef	توصیف	Tauheed	توحید	Tanzeel	تنزیل
Tanweer	تنویر	Tameem	تمیم	Tawwab	التواب
Saqlain	ثقلین	Sabit	ثابت	Saqib	ثاقب
Jabbar	جبار	Jabir	جابر	Sauban	ثوبان
Jalees	جلیس	Jaleel	جلیل	Jaseem	جسیم
Jamal	جمال(الدین)	Jameel	جمیل	Jalaal	جلال(الدین)
Hamid	حامد	Haris	حارث	Juned	جنید
Habeeb	حبیب	Hatib	حاطب	Haris	حارس
Haseeb	حسیب	Hasan	حسن	Hassan	حسان
Haneef	حنیف	Hafeez	حفیظ (الرحمٰن)	Husain	حسین
Khaleel	خلیل	Khubaib	خبیب	Khalid	خالد
Zakariyya	ذکریا	Zakir	ذاکر	Daud	داؤد
Raheem	(عبد)الرحیم	Rashid	راشد	Zakee	ذکی
Rizwan	رضوان	Rasheed	رشید	Rahmat	رحمت(علی)
A. Rauf	(عبد)الرؤف	Ramazan	رمضان	Rafeeq	رفیق
Riyaz	ریاض	Reehan	ریحان	Raees	رئیس
Zahid	زاہد	Raabe	رابع	Riyasat	ریاست
Sajid	ساجد	Zaki	زکی	Zubair	زبیر
A. Sattar	(عبد)الستار	Sahil	ساحل	A. Malik	(عبد)المالک

Saad	سعد	Saud	سعود	Siraj	سراج
Sadaan	سعدان	Sufyan	سفیان	Saeed	سعید
Sultan	سلطان	Salman	سلمان	Suleman	سلیمان
Sarwar	سرور	Salsabeel	سلسبیل	Saleem	سلیم
Shahid	شاہد	Shariq	شارق	Shakir	شاکر
Shaban	شعبان	Shueb	شعیب	Shafe	شافع
Shahab	شہاب(الدین)	A.Shakoor	(عبد)الشکور	Shafee	شفیع
Sadiq	صادق	Sabir	صابر	Islam	اسلام(الدین)
Safwan	صفوان	Siddeeq	صدیق	Saleh	صالح
Ziya	ضیاء	Suraim	صریم	Saarim	صارم
Tahir	طاہر	Tariq	طارق	Taha	طٰہٰ
Talha	طلحہ	Tulaib	طلیب	Tufail	طفیل
Zaheer	ظہیر	Zahoor	ظہور	Zafar	ظفر
Aamir	عامر	Aabid	عابد	Zufair	ظفیر
Adnan	عدنان	Aaqib	عاقب	Aaqil	عاقل
Abdullah	عبد(اللہ)	Ibad	عباد(الرحمٰن)	Ubada	عبادہ
Adee	عدی	Ubaida	عبیدہ	Ubaid	عبید(اللہ)
Uzair	عزیر	Irfan	عرفان	Aleem	علیم
Aqeel	عقیل	Azeem	عظیم	Aziz	عزیز
Umair	عمیر	Imran	عمران	Ali	علی
Isa	عیسیٰ	Ayaaz	عیاض	Umaid	عمید

Furqan	فرقان	Ghaus	غوث	Ghufran	غفران
Faaiz	فائض	Fazil	فاضل	Farooq	فاروق
Fuzail	فضیل	Fazal	فضل (اللہ)	Fareed	فرید
Faizan	فیضان	Faisal	فیصل	Fayyaz	فیاض
A.Qayyum	(عبد)القیوم	A.Quddoos	(عبد)القدوس	Qaisar	قیصر
Farhan	فرحان	Qasim	قاسم	A. Qadir	(عبد)القادر
Qamar	قمر(اللہ)	Qurban	قربان	Qasid	قاصد
Kamil	کامل	Kabeer	کبیر	Kashif	کاشف
A.Kareem	(عبد)الکریم	Kazim	کاظم	Kaab	کعب
Luqman	لقمان	Kaleem	کلیم (اللہ)	A. Kalam	(عبد)الکلام
Manzoor	منظور	Mamoon	مامون	A. Malik	(عبد)المالک
A.Mateen	(عبد)متین	Mubashshir	مبشر	Moosa	موسیٰ
Mujahid	مجاہد	Mujeeb	مجیب	Mubeen	مبین
Mahboob	محبوب	Mujtaba	مجتبیٰ	Mubarak	مبارک
Mohsin	محسن	Maghfoor	مغفور	Mehrab	محراب
Muheet	محیط	Mahmood	محمود	Mahfooz	محفوظ
Murtaza	مرتضیٰ	Mudassir	مدثر	Mukhtar	مختار
Muzzammil	مزمل	Marghob	مرغوب	Murshid	مرشد
Mushtaq	مشتاق	Musarrat	مسرت	Mustaqeem	مستقیم
Mutee	مطیع (الرحمٰن)	Mutahhir	مطہر	Musheer	مشیر
Maaz	معاذ	Mazhar	مظہر	Muzaffar	مظفر

Masroof	مصروف	Meraj	معراج	Motasim	معتصم
Mueen	معین(الدین)	Muazzam	معظم	Masoom	معصوم
Mukarram	مکرم	Muqaddas	مقدس	Maqbool	مقبول
Minhaj	منہاج	Munawwar	منور	Mumtaz	ممتاز
Muneer	منیر	Mosoof	موصوف	Modood	مودود
Naseer	نصیر	Nadeem	ندیم	Memoon	میمون
Najm	نجم(الدین)	Nabeel	نبیل	Naeem	نعیم
Nisar	نثار	Naafe	نافع	Nazeer	نذیر
Nauman	نعمان	Naqeeb	نقیب	Nooh	نوح
Wahid	(عبد)الواحد	Waheed	(عبد)الوحید	Nafees	نفیس
Waseem	وسیم	Wasif	واصف	Waris	وارث
Hashim	ہاشم	Haroon	ہارون	Wasee	وصی
Yasir	یاسر	Hilal	ہلال	Hisham	ہشام
Yahya	یحیٰی	Yaqoob	یعقوب	Yaseen	یاسین
Yameen	یامین	Yunus	یونس	Yusuf	یوسف

اسمائے صحابیات راویین رضی اللہ عنہم

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Asma	اسماء	Zainab	زینب	Aaisha	عائشہ
Hafsa	حفصہ	Juweriya	جویریہ	Safiya	صفیہ
UmmeHabiba	اُم حبیبہ	Umme Darda	اُم درداء	Khaula	خولہ

Umme Hanee	اُمِ ہانی	Abu Fatima	ابو فاطمہ	Umme Farwa	اُمِ فروہ
Durra	دُرّہ	Umme Salma	اُمِ سلمہ	Umme Asmah	اُمِ عصمہ

اسمائے صحابیات رضی اللہ عنہم

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Habeeba	حبیبہ	Aanisa	آنسہ	Aamna	آمنہ
Zainab	زینب	Ruqayya	رقیہ	Rabeeah	ربیعہ
Safiya	صفیہ	Sauda	سودہ	Salma	سلمہ
Laila	لیلہ	Asmah	عصمہ	Aaisha	عائشہ
				Maimoona	میمونہ

نوٹ: یہ اسماء قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔

Umme Harisa	ام حارثہ	Umme Sauban	ام ثوبان	Umme Burda	ام بردہ
Umme Aiman	ام ایمن	Ummul Baneen	ام البنین	Umme Habiba	ام حبیبہ
Umme Duhah	ام دُحاح	Umme Roman	ام رومان	Umme Hakeem	ام حکیم
Umme Sulaim	ام سُلیم	Umme Zufar	ام زُفر	Ummul Darda	ام الدرداء
Umme Atiyya	ام عطیہ	Umme Sharik	ام شریک	Umme Sulait	ام سُلیط
Umme Kulsom	ام کلثوم	Umme Farwa	ام فروہ	Umme Ammara	ام عمارہ
Umme Ubais	ام عُبیس	Umme Yanar	ام ینار	Umme Mistah	ام مِسطح
Umme Saleem	ام سلیم	Umme Hakam	ام حکم	Umme Saad	ام سعد
Umme Izza	ام عِزّہ	Umme Umaima	ام اُمیمہ	Umme Aqeela	ام عقیلہ

Umme Abdullah	ام عبداللہ	Umme Khair	ام خیر	Umme Jameel	ام جمیل
Umme Haseen	ام حصین	Umme Bursan	ام بُرثن	Umme Salma	ام سلمہ
Hafsa	حفصہ	Harisa	حارثہ	Sobiya	ثوبیہ
Khaula	خولہ	Khansa	خنساء	Hamna	حمنہ
Rafeeda	رفیدہ	Ramla	رملہ	Dihya	دحیہ
Sumayya	سمیہ	Sabura	سبرہ	Zubaira	زبیرہ
Ukkasha	عکاشہ	Seereen	سیرین	Sahla	سہلہ
Lubaba	لبابہ	Kulsoom	کلثوم	Fatima	فاطمہ
Maaila	نائلہ	Maarya	ماریہ	Labeena	لبینہ
Umama	امامہ	Haala	ہالہ	Nabigha	نابغہ
Barbara	بربرہ	Buraida	بریدہ	Arwa	اروٰی
Juwairya	جویریہ	Jumana	جُمانہ	Teema	تیما
Hawwa	حوّا	Harmala	حرملہ	Hammama	حمامہ
Durra	دُرّہ/ذُرّہ	Khalida	خالدہ	Hassana	حسانہ
Rauza	روضہ	Ramya	رَمیہ	Rabee	رُبیع/رَبیع
Zunaira	زُنیرہ	Zinneera	زِنّیرہ	Rabita	رابطہ
Sidra	سدرہ	Saara	سارہ	Saaiba	سائبہ
Suaad	سُعاد	Sudaisa	سُدیسہ	Sadoos	سَدوس
Sumaika	سُمیکہ	Sumaira	سُمیرہ	Salama	سلامہ
Shumaila	شمیلہ	Shaima	شیماء	Saffana	سفّانہ
Afraa	عفراء	Amra	عُمرہ	Aatika	عاتکہ

Ghazwa	غزوہ	Ammara	عَمّارہ	Ummara	عُمارہ
Qailah	قَیلہ	Furaiah	فُریعہ	Fariah	فارعہ
Usaira	یُسیرہ	Nafeesa	نفیسہ	Mawiya	ماویہ
Buraida	بریدہ	Baraa	براء	Rifaah	رفاعہ
Shifa	شفاء	Hind	ہند	Samura	سمرہ
		Safeena	سفینہ	Hajra	حاجرہ

بچیوں کے معنوی لحاظ سے عمدہ اوراچھے نام

Name	نام	Name	نام	Name	نام
Asghari	اصغری	Aamina	آمنہ	Aanisa	آنسہ
Aiman	ایمن	Asfa	اصفی	Anwari	انوری
Bushra	بشریٰ	Bashira	بشیرہ	Batool	بتول
Tamima	تمیمہ	Tabassum	تبسم	Bariqa	بریقہ
Tashifa	تاشفہ	Tahseen	تحسین	Tanzila	تنزیلہ
Sana	ثناء	Tafzeela	تفضیلہ	Taiqa	تائقہ
Jameela	جمیلہ	Samreena	ثمرینہ	Sameena	ثمینہ
Halima	حلیمہ	Habiba	حبیبہ	Hamida	حامدہ
Haseena	حسینہ	Haneefa	حنیفہ	Humaira	حمیرا
Zakira	ذاکرہ	Khalida	خالدہ	Hameeda	حمیدہ
Raziya	راضیہ	Rashida	راشدہ	Rabia	رابعہ

Rizwana	رضوانہ	Rasheeda	رشیدہ	Rafia	رافعہ
Rabia	رابیہ	Reehana	ریحانہ	Razia	رضیہ
Raheela	راحیلہ	Rafeea	رفیعہ	Rateeba	رطیبہ
Rafeeqa	رفیقہ	Rabeea	ربیعہ	Raghiba	راغبہ
Zuhaira	زہیرہ	Zubaida	زبیدہ	Ruqaia	رقیہ
Sara	سارہ	Sajida	ساجدہ	Zainab	زینب
Saeeda	سعیدہ	Saadia	سعدیہ	Saida	ساعدہ
Salma	سلمہ	Sultana	سلطانہ	Sakeena	سکینہ
Shakeela	شکیلہ	Shahida	شاہدہ	Shakira	شاکرہ
Sabra	صابرہ	Shamaila	شمائلہ	Shafiqa	شفیقہ
Saliha	صالحہ	Saaida	صاعدہ	Sadiqa	صادقہ
Safya	صفیہ	Sagheera	صغیرہ	Siddeeqa	صدیقہ
Tooba	طوبیٰ	Saiba	صائبہ	Sadaf	صدف
Zafira	ظافرہ	Taliba	طالبہ	Tayyiba	طیبہ
Aadila	عادلہ	Aabida	عابدہ	Zaheera	ظہیرہ
Aafiya	عافیہ	Aasifa	عاصفہ	Aatifa	عاطفہ
Aaliya	عالیہ	Asma	عصمہ	Arshi	عرشی
Ateeqa	عتیقہ	Hafiza	حافظہ	Aaisha	عائشہ
Atoofa	عطوفہ	Aziza	عزیزہ	Irfana	عرفانہ
Aqeela	عقیلہ	Afeefa	عفیفہ	Uzma	عظمیٰ
Ghazala	غزالہ	Umaira	عمیرہ	Ammara	عمارہ

Fareeda	فریدہ	Faiza	فائزہ	Firdoos	فردوس
Fuzaila	فضیلہ	Fazila	فاضلہ	Farah	فرح
Aatiqa	عاتقہ	Fauziya	فوزیہ	Falak	فلک
Kashifa	کاشفہ	Kareema	کریمہ	Kazima	کاظمہ
Kausar	کوثر	Kazima	کاظمہ	Kamila	کاملہ
Majida	مجیدہ	Maimuna	میمونہ	Laila	لیلہ
Majida	ماجدہ	Muneeba	منیبہ	Maleeha	ملیحہ
Mahmooda	محمودہ	Mubaraka	مبارکہ	Malika	مالکہ
Muslima	مسلمہ	Maryam	مریم	Marhaba	مرحبا
Naima	ناعمہ	Nafeesa	نفیسہ	Muneera	منیرہ
Nida	ندا	Naeema	نعیمہ	Nafiya	نافعہ
Nasira	ناصرہ	Nadya	نادیہ	Najiza	ناجزہ
Nabeela	نبیلہ	Naima	نائمہ	Naila	نائلہ
Wajeeha	وجیہہ	Naseera	نصیرہ	Nadeema	ندیمہ
Wasifa	واصفہ	Wasiqa	واثقہ	Wahida	واحدہ
Hadiya	ہادیہ	Hajra	ہاجرہ	Wasila	واسلہ
		Yasira	یاسرہ	Yameena	یمینہ

پچھلی امتوں کی چند برگزیدہ خواتین کے نام

صَفُورَا	Safoora	حضرت شعیبؑ کی بیٹی اور حضرت موسیٰؑ کی زوجہ
صَفِیرَا	Safeera	حضرت شعیبؑ کی بیٹی اور حضرت موسیٰؑ کی سالی
حَوّا	Hawwa	حضرت آدمؑ کی بیوی اور سب کی امی جان
بِلْقِیس	Bilqees	ملکہ سبا، ایک قول کے مطابق حضرت سلیمانؑ سے نکاح ہوا
هَاجِرَهُ	Hajira	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ
سَارَهُ	Saara	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ
مَرْيَمْ	Maryam	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ
رَحْمَتْ	Rahmat	حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ
لَيَّا	Layya	حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ
اِيْشَاع	Isha	حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ
آسِيَهُ	Aasiya	فرعون کی بیوی جو مسلمان اور خدا رسیدہ بی بی تھیں
حَنَّهُ	Hanna	حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ
رَعْلَهُ	Raala	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ
رَاحِيْل	Rahila	حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ
يُوْخَانْد	Yukhand	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
رَغْضَهُ	Raghza	نمرود کی بیٹی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی

فصل در بیانِ موبائل

بقلم: حضرت الاستاذ مولانا ظفر الدین صاحب قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ عبد الرب دہلی

یہ موبائل بھی خدا کی ایک نعمت ہے جناب
کال میسج نیٹ وٹسپ فیس بک ہے لاجواب

اس کا استعمال بالکل ٹھیک کرنا چاہئے
معصیت کی راہ پہ ہرگز نہ چلنا چاہئے

معصیت کا آخری انجام ہوتا ہے برا
یاد رکھو یہ نصیحت ہے ہماری بے خطا

جو غلط کرتے ہیں استعمال اسکا اے فتا
بالیقیں وہ ہوتے ہیں کرتوت سے اپنے فنا

معصیت آغاز میں ہے کچے دھاگے کی طرح
ابتدا میں ہی کرو یارو قلعہ اس کا قمع

یہ موبائل آگ کے مانند ہے یارانِ پاک
لطف پاؤ یا کہ گھر اپنا جلا کے کردو خاک

لذت وشہوت پڑی رہ جائیں گی دنیا میں یار
دین داری اور نکوکاری فقط ہے پائیدار

ہے ضرورت نہ کبھی مِس کال دینی چاہئے
وقتِ راحت کال بھی ہرگز نہ کرنی چاہئے

سیدھی سادی ٹون ہی اپنے موبائل پر لگا
گانے یا سنگیت و بیہودہ نہ تو اس پر بجا

نہ اذاں آیاتِ قرآنی کا اس پر یوز کر
احترام دین کی جانب نظر مرکوز کر

نیک مجلس اور مسجد میں اسے سچ اوف رکھ
خالقِ ہر دو جہاں کا کچھ تو پیارے خوف رکھ

راہ میں گاڑی چلاتے فون مت سن اے پسر
اس طرح کے حادثوں کی خوب ملتی ہے خبر

بس دعاءِ خیر کا طالب تمہارا ہے ظفر
اے میرے احباب وٹسپ اے رفیقانِ سفر

ماٰخذ و مراجع

(اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے، مرتب)

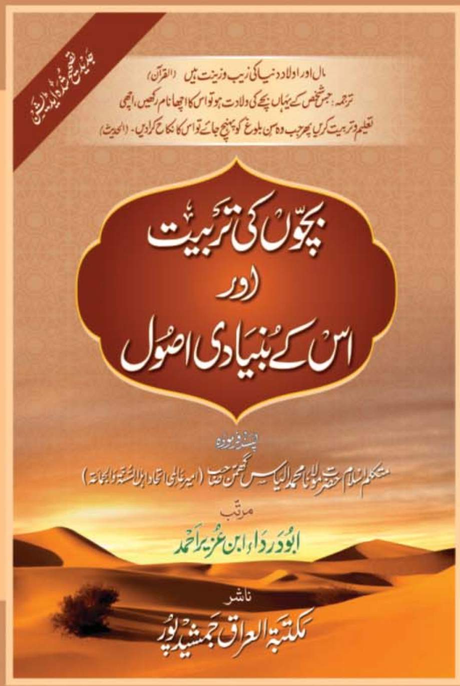
شمار	کتب	مصنفین
۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)
۲	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب (م ۱۳۹۶ھ)
۳	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۲۶ھ)
۴	صحیح مسلم	الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)
۵	جامع الترمذی	الامام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)
۶	سنن ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)
۷	سنن النسائی	الامام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)
۸	مسند امام احمد بن حنبل	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)
۹	المعجم الاوسط	العلامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۵۰ھ)
۱۰	شعب الایمان	الامام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)
۱۱	مصنف عبدالرزاق	الحافظ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ)
۱۲	بیہقی	الامام ابو بکر احمد بن حسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)
۱۳	منہج التربیہ	سیّد امام محمد قطب شہید (م ۱۹۶۶ء)
۱۴	معارف الحدیث	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (م ۱۹۹۷ء)
۱۵	حجۃ اللہ البالغہ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ)

۱۶	الطبرانی	سلیمان بن احمد طبرانی (م ۳۶۰ھ)
۱۷	ابن سینا	امام بوعلی بن سینا (م ۴۲۸ھ)
۱۸	دار قطنی	ابوالحسن علی بن عمر دار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ)
۱۹	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ (م ۵۰۵ھ)
۲۰	اصلاحی نصاب، آداب المعاشرت، حیات المسلمین	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)
۲۱	مقدمہ ابن خلدون	ابن خلدون (م ۸۰۶ھ)
۲۲	بہشتی زیور	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)
۲۳	صحیح ابن حبان	الحافظ محمد بن حبان ابوحاتم التمیمیؒ (م ۳۵۴ھ)
۲۴	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ)
۲۵	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ)
۲۶	فتح الباری	العلامہ الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)
۲۷	حیات الصحابہ	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ (م ۱۹۶۴ء)
۲۸	محفوظات	حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری
۲۹	منتخب احادیث	حضرت مولانا سعد صاحب کاندھلوی
۳۰	نفحۃ الادب	حضرت مولانا وحید الزماں صاحب (م ۱۹۹۵ء)
۳۱	سنن و آداب	حضرت مولانا ابوبکر پٹنی
۳۲	حصن حصین	امام محمد بن الجزری شافعی، اضافہ: مولانا ادریس
۳۳	سیرت النبیؐ	حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ (۱۹۶۱ھ)

۳۵	مفید الطالبین	مولانا محمد احسن صاحب نانوتویؒ (م ۱۳۱۲ھ)
۳۶	فضائل اعمال	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۸۲ء)
۳۷	فیروز اللغات	حضرت مولانا فیروز صاحب
۳۸	گلستاں	شیخ سعدی علیہ الرحمہ (م ۶۹۱ھ)
۳۹	اولاد کی تربیت کے سنہرے اصول	حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی
۴۰	حیاء اور پاکدامنی	حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی
۴۱	ورق ورق درخشاں	مولانا نایاب حسن صاحب قاسمی
۴۲	اسلام اور اولاد کی تربیت	حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب
۴۳	تعبیراتِ قرآنیہ	استاذ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فلاحی
۴۴	القاموس الوحید	حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی (م ۱۹۹۵ء)
۴۵	یَابُنَیَّ، یَااُخْتِیَ	مؤلف شیخ محمد یونس مترجم مولانا محمد اجمل صاحب

مؤلف کے چند اساتذہ کی تالیفات

شمار	نام	کتاب
۱	مولانا ظفر الدین قاسمی صدر مدرس و نائب شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی	ا۔سہل اصول حدیث (منظوم ومنثور) ۲۔درس اصول فقہ (منظوم ومنثور) ۳۔بیس رکعت کیوں؟ ۴۔ہم رفع یدین وقرأت خلف الامام کیوں نہیں کرتے؟ ۵۔محافظ ربانی بتاریخ مدرسہ عبدالرب دہلی (زیرِ طبع)
۲	مفتی محمد عاقل صاحب قاسمی استاذ فقہ وادب مدرسہ عبدالرب دہلی	آسان نظامت
۳	مولانا شاکر صاحب قاسمی مہتمم ادارہ جامع العلوم ماجرہ دہرادون	آؤ قربانی کریں
۴	مولانا خلیل صاحب فلاحی	تفسیر قلمین
۵	قاری عبدالعزیز صاحب نائب صدر القرأ مدرسہ فلاح دارین ترکیسر	ا۔لوامع الخطبات فی جوامع الجمعات ۲۔لمعات صدیقیہ (زیر طبع)
۶	استاذ الحدیث والنحو قاری ناظر حسین صاحب	ا۔نحو میر اردو، ۲۔رہنمائے ترتیب مع رہبر اجرا
۷	مولانا نذیر صاحب خانپوری نائب مہتمم مدرسہ فلاح دارین ترکیسر	خطبات استقبالیہ
۸	استاذ الحدیث والادب مولانا محمد عمران صاحب خانپوری	احادیث کے جھروکے سے
۹	مولانا عبدالرحمٰن صاحب فلاحی	ا۔تعبیراتِ قرآنیہ ۲۔متفرقات



اس کتاب کو بہ توفیق الٰہی بڑے بڑے علماء وصلحاء نے پسند کیا، جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی، کیونکہ اس کتاب کے اخیر میں کم وبیش ایک ہزار (انبیاء، بدریین، صحابہ وصحابیات اور مابعد کے راویین کے) اسماء کی فہرست جمع کردی گئی ہے، مزید برآں معتمد اور معتبر اکابرین کی حسن طریق تربیت اولاد کی بابت ارشادات واقوال نے اس کتاب کو چار چاند لگادیے ہیں۔

- حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب
- حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب
- حضرت مولانا سلمان صاحب بجنوری
- حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب
- حضرت مولانا سید سلمان صاحب سہارنپوری
- حضرت مولانا اختر صاحب ریڑھی تاجپورہ
- حضرت مولانا مفتی جمال الدین صاحب
- حضرت مولانا مفتی سید مکرم حسین سنسارپوری
- حضرت مولانا صلاح الدین سیفی صاحب
- حضرت مولانا محمود مدنی صاحب
- حضرت مولانا عبدالمغنی صاحب مظاہری
- حضرت مولانا ظفرالدین صاحب
- حضرت مولانا اقبال صاحب ندوی، فلاحی